بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلطان الواعظین جناب مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں

136

بارہ مہینوں کے ہر جمعہ کے وعظ اور

خطبات

کتب خانہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

DATA ENTERED

Marfat.com

DATA ENTERED

(جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبات

علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب مولف تفاسیر

اسلامی مہینوں کے

بارہ ۱۲ مہینوں کے ہر جمعہ کے وعظ اور

(دوسرا حصہ ۲)

اس حصہ میں رجب شریف، شعبان المعظم - رمضان شریف شوال المکرم - ذوالقعدہ اور ذوالحج شریف، ان چھ ۶ مہینوں کے وعظ وخطبات درج ہیں۔ علاوہ ازیں دونوں عیدوں کے دو وعظ اور دو خطبے بھی درج ہیں۔

یہ مواعظ حسنہ

کتاب سنت اور دیگر اسلامی کتب کے ایک طویل مطالعہ کا حاصل ہیں۔ اور دین ودنیا کی برکتوں پر مشتمل ہیں، ان میں ہر بات مدلل وباحوالہ لکھی گئی ہے اور مذہب اہل سنت کی تائید ومخالفین کی تردید بڑے احسن پیرایہ میں کی گئی ہے، ان مواعظ میں قرآن وحدیث کے ارشادات کے علاوہ نتیجہ خیز حکایات اور پُر لطف اشعار و لطائف بھی درج ہیں

ناشر
کتب خانہ "ماہ طیبہ" کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ
قیمت 8/

Marfat.com

۲۹۷۰۰۴
خ۳۶۵م

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

مؤلف

سُلطان الواعظین مولانا ابُوالنُّور محمدؐ بشیر صاحب مدیر ماہِ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

مہتمم

صاحبزادہ عطاء المصطفےٰ جمیل صاحب مدیر معاون ماہِ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

کاتب

مولوی حکیم محمدؐ یوسف صاحب قطب رقم ۱/۶۱ سیالکوٹ (روڑس روڈ)

پرنٹر

شیخ محمدؐ اشرف صاحب

مطبع

اشرف پریس - ایبک روڈ - انارکلی - لاہور

ناشر

کتب خانہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

قیمت

8/

اِنتباہ

کوئی شخص حضرت سُلطان الواعظین مولانا ابُوالنُّور محمدؐ بشیر صاحب کی یہ تالیف خُطبات اور اس کے علاوہ اُن کی کوئی دوسری کتاب بھی نہ چھاپے۔ ورنہ اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

محمدؐ اکبر شریفی

Marfat.com

136

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پہلی نظر

خطبات کا پہلا حصہ خدا کے فضل و کرم اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ رحمت سے عوام و خواص میں بڑا مقبول ہُوا۔ اور "واعظ" کی طرح اسے بھی قبولیّت تامہ حاصل ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ!

لیجئے اب، دوسرا حصہ بھی حاضرِ خدمت ہے۔ پہلے حصہ میں اسلامی سال کے پہلے چھ مہینوں کے وعظ و خطبات درج تھے۔ اور اس حصہ میں دوسرے چھ مہینوں کے وعظ و خطبات درج ہیں۔ چونکہ دونوں عیدیں بھی انہی چھ مہینوں میں آتی ہیں۔ اس لئے اس حصہ میں دونوں عیدوں کے وعظ و خطبے بھی درج ہیں۔ پہلے حصہ میں ۲۴ وعظ و خطبے تھے۔ اور اس میں ۲۶ وعظ و خطبے ہیں۔ گویا دونوں حصوں کے مواعظ و خطبات کی تعداد پچاس ہو گئی ہے۔ یہ پچاس وعظ انشاء اللہ مسلمانوں کے دین و دنیا کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ ناظرین کرام سے میری التجا ہے۔ کہ وہ ان سے مستفید ہوتے وقت میرے لئے دعائے خیر ضرور کریں۔

ابوالنور محمد بشیر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۷۸۶/۹۲ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فہرست

مضمون	صفحہ
شریف رجب کا چاند	
پہلے جمعہ کا وعظ	
زکوٰۃ	
زکوٰۃ کی حکمت	۱۹
حضرت شبلی کا ارشاد	۲۲
نجاستِ بخل	۲۳
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مالکِ امم	۲۳
عبادات اللہ کے مقبولوں کی نقل	۲۵
ایک مسئلہ	۲۶
میں تو مالک ہی کہونگا	۲۶
زکوٰۃ کا معنی	۲۸
منکرینِ زکوٰۃ	۲۹
ماڈرن عذاب	۲۹
ترانہ کرکٹ	۳۰
پہلا خطبہ	۳۰
دوسرا خطبہ	۹

مضمون	صفحہ
دوسرے جمعہ کا وعظ	
معراج	
لامکان	۳۶
ایمان	۳۷
سلطانِ دارین	۳۸
آسمان	۴۰
فرشتے	۴۰
انبیاء کرام علیہم السلام	۴۱
مسجد اقصیٰ میں خطبات	۴۳
حضرت آدم علیہ السلام	۴۳
حضرت نوح علیہ السلام	۴۳
حضرت ابراہیم علیہ السلام	۴۴
حضرت موسیٰ علیہ السلام	۴۴
حضرت داؤد علیہ السلام	۴۴
حضرت سلیمان علیہ السلام	۴۵
حضرت عیسےٰ علیہ السلام	۴۵
امام الانبیاء علیہ السلام	۴۵
ابراہیم علیہ السلام کا فیصلہ	۴۶
پہلا خطبہ	۴۸
دوسرا خطبہ	۹

مضمون	صفحہ
تیسرے جمعہ کا وعظ	
سیّاحِ لامکاں علیہ السلام	
نور کی سیڑھی اور راکٹ	۵۴
نانک	۵۵
مسلمان اور نیچری	۵۶
اے جبریل	۵۷
افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم	۵۷
کمال ہے	۵۸
انبیاء علیہم السلام سے ملاقات	۵۹
ایک پرلطف مکالمہ	۶۰
سدرۃ المنتہیٰ	۶۱
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ	۶۴
اللہ کی نماز	۶۶
قریب آؤ	۶۶
سارے علوم	۶۷
امت کا خیال	۶۸
مکالمہ	۶۹
تحفہ	۷۰
پہلا خطبہ	۷۱
دوسرا خطبہ	۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
چوتھے جمعہ کا وعظ	
تحفۂ معراج	
نماز	۷۷
فلسفہ نماز	۷۸
پانچ نمازیں	۷۹
پہلوان	۸۰
لطیفہ	۸۲
پچاس نمازیں	۸۳
کئی لوگ	۸۶
مصطفےٰ کی شان	۸۷
نفع	۸۷
پہلا خطبہ	۸۹
دوسرا خطبہ	۹
شعبان کا چاند	
پہلے جمعہ کا وعظ	
توبہ	
پیاری آواز	۹۵
تکبر	۹۶
ایک روایت	۹۶
تواضع	۹۷
جوشِ رحمت	۹۸

مضمون	صفحہ
نکتہ	۹۹
صغیرہ و کبیرہ	۱۰۰
توبہ پر بھروسہ	۱۰۰
لاتقنطوا من رحمۃ اللہ	۱۰۱
وسعتِ رحمت	۱۰۲
گنہ گار کے آنسو	۱۰۲
نکتہ	۱۰۳
پہلا خطبہ	۱۰۴
دوسرا خطبہ	۹
دوسرے جمعہ کا وعظ	
شبِ قدر	
شعبان کے حروف	۱۱۱
شب قدر	۱۱۱
غوث اعظم کا ارشاد	۱۱۲
حدیث شریف	۱۱۳
شراب	۱۱۴
ایک شرابی اور ساقی	۱۱۵
شراب و پیشاب	۱۱۵
مشرک	۱۱۷
مظہر صفات	۱۱۸
بے مثل	۱۱۹
محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۰
پھونک	۱۲۳

مضمون	صفحہ
ایک اور حدیث	۱۲۵
اس رات کے نوافل	۱۲۵
پٹاخے	۱۲۵
پہلا خطبہ	۱۲۷
دوسرا خطبہ	۹
تیسرے جمعہ کا وعظ	
ذکرِ حق	
کلام معجز نظام	۱۳۳
پہاڑ	۱۳۵
درخت	۱۳۵
غفلت	۱۳۵
ایک مثال	۱۳۶
شیطان کا دوست	۱۳۷
غذائے روح	۱۳۷
حکایت شبلی	۱۳۹
لطیفہ	۱۴۱
پہلا خطبہ	۱۴۱
دوسرا خطبہ	۹
چوتھے جمعہ کا وعظ	
قربِ حق	
ولی	۱۴۸
نفل	۱۴۹
اوور ٹائم	۱۵۰

مضمون	صفحہ
غفلت	۱۵۱
اندر باہر	۱۵۱
لطیفہ	۱۵۲
حکایت مثنوی	۱۵۲
پہلا خطبہ	۱۵۳
دوسرا خطبہ	۹

رمضان شریف کا چاند

پہلے جمعہ کا وعظ

روزہ

حضور علیہ السلام کا ارشاد	۱۵۹
پرہیزگاری	۱۶۰
تعجب کی بات	۱۶۲
اعضاء کے روزے	۱۶۳
ایک اور ارشاد	۱۶۳
حکمت	۱۶۴
ایک مفید نسخہ	۱۶۴
حضور علیہ السلام کا لطف و کرم	۱۶۶
لطیفہ	۱۶۷
پہلا خطبہ	۱۶۸
دوسرا خطبہ	۹

دوسرے جمعہ کا وعظ

روزہ کی حکمتیں

تقوٰے	۱۷۴
بھوک	۱۷۵
سحری کا فلسفہ	۱۷۶
لطیفہ	۱۷۶
حرص دنیا	۱۷۷
آجکل - لیلۃ القدر	۱۷۸
نوافل	۱۷۹
پہلا خطبہ	۱۸۰
دوسرا خطبہ	۹

تیسرے جمعہ کا وعظ

نماز

السلام علیکم - تکبیر تحریمہ	۱۸۷
ایک شبہ کا ازالہ	۱۸۸
رحمت کی نہر	۱۹۰
شیطان کی پریشانی	۱۹۱
سربلندی	۱۹۲
پانچ نمازیں	۱۹۳
اختیار مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹۳
بے نماز	۱۹۴
پہلا خطبہ	۱۹۵
دوسرا خطبہ	۹

چوتھے جمعہ کا وعظ

جماعت

سنت مؤکدہ	۲۰۱
کوٹھیاں	۲۰۱
غریب	۲۰۲
لطیفہ	۲۰۲
علمی لطیفہ	۲۰۳
ایک روایت	۲۰۳
ایک مسئلہ	۲۰۳
نماز کی برکتیں	۲۰۴
اہل سنت و جماعت	۲۰۵
فرشتوں کی جماعت	۲۰۶
قبر انور	۲۰۶
سلام	۲۰۷
امیر معاویہ کا واقعہ	۲۰۹
لطیفہ	۲۱۰
امامت	۲۱۲
حضور علیہ السلام کا ارشاد	۲۱۳
پہلا خطبہ	۲۱۴
دوسرا خطبہ	۹

نزول المکرم کا چاند

Marfat.com

مضمون	صفحہ
شوال کے پہلے روز کا وعظ	
عیدُ الفطر	
قطعہ عید	۲۲۱
اسلامی عید	۲۲۲
روح کی صفائی	۲۲۳
صدقہ فطر	۲۲۴
گلے ملنا	۲۲۴
لطیفہ	۲۲۵
فضول خرچی	۲۲۶
سویاں	۲۲۷
پہلا خطبہ	۲۲۸
دوسرا خطبہ	۱۳
پہلے جمعہ کا وعظ	
عبادت	
انسان کی پیدائش	۲۳۳
حکایت	۲۳۵
پہلا خطبہ	۲۳۹
دوسرا خطبہ	۹
دوسرے جمعہ کا وعظ	
انسان کی حقیقت	
مزدور	۲۴۴
نیک بندے	۲۴۶
لطیفہ	۲۴۷

مضمون	صفحہ
پہلا خطبہ	۲۴۸
دوسرا خطبہ	۹
تیسرے جمعہ کا وعظ	
شرک	
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد	۲۵۳
شرک	۲۵۵
لطیفہ	۲۵۶
پہلا خطبہ	۲۵۶
دوسرا خطبہ	۹
چوتھے جمعہ کا وعظ	
عطائی صفات	
مشرکین مکہ	۲۶۱
مولوی اشرف علی کی گواہی	۲۶۲
من دون اللہ	۲۶۳
دریا کی مچھلیاں	۲۶۴
لطیفہ	۲۶۶
پہلا خطبہ	۲۶۷
دوسرا خطبہ	۹
ذوالقعدہ کا چاند	
پہلے جمعہ کا وعظ	
اخلاص	
لقاء حق	۲۷۲
ریا	۲۷۳
ایک بدو کی نماز	۲۷۳
نماز کی اہمیت۔ سجدہ	۲۷۴
پہلا خطبہ	۲۷۵
دوسرا خطبہ	۹
دوسرے جمعہ کا وعظ	
ادبِ نبوی	
مجاہد، سخی اور عالم	۲۸۳
سترہ روزہ جہاد	۲۸۴
لطیفہ	۲۸۵
پہلا خطبہ	۲۸۶
دوسرا خطبہ	۹
تیسرے جمعہ کا وعظ	
کامیابی	
دل	۲۹۴
آنسو	۲۹۵
پہلا خطبہ	۲۹۶
دوسرا خطبہ	۹
چوتھے جمعہ کا وعظ	
نگاہِ کامل	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اللہ کی یاد	۳۰۴
محبوب کا شہر	۳۰۵
نماز	۳۰۵
پہلا خطبہ	۳۰۶
دوسرا خطبہ	۹
ذوالحج شریف کا چاند	
پہلے جمعہ کا وعظ	
حجّ	
ارشادِ نبوی	۳۱۲
عذر لنگ	۳۱۳
انڈونیشیا کے حاجی	۳۱۳
جوانی میں	۳۱۴
نیا دور	۳۱۵
ایک مرتبہ	۳۱۵
اختیارِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم	۳۱۶
حج	۳۱۷
طواف۔ کعبہ شریف	۳۱۸
ابرہہ	۳۱۹
سترہ روزہ جہاد	۳۲۱
جانِ حج	۳۲۲
پہلا خطبہ	۳۲۲
دوسرا خطبہ	۹
ماہ ذوالحج کی دسویں تاریخ کا وعظ	
عیدِ قربان	
ستّو کے خدا	۳۳۰
اجتماعی قربانی	۳۳۱
پرفتن دَور	۳۳۲
عشق و عقل	۳۳۳
سنتِ ابراہیم علیہ السلام	۳۳۵
قربانی کی فضیلت	۳۳۷
پہلا خطبہ	۳۳۸
دوسرا خطبہ	۱۳
دوسرے جمعہ کا وعظ	
وَالعَصر	
الرّحمٰن	۳۴۶
محبوب کا زمانہ	۳۴۷
محبوب کا شہر	۳۴۸
مدینہ منورہ	۳۴۸
خیر القرون	۳۵۰
باسی روٹی	۳۵۰
حروفِ تہجّی	۳۵۲
پہلا خطبہ	۳۵۳
دوسرا خطبہ	۹
تیسرے جمعہ کا وعظ	
ترقی	
بڑا	۳۵۹
سالگرہ	۳۶۰
ایک خواب	۳۶۰
خُسر	۳۶۱
مومن و صالح	۳۶۲
گاندھی	۳۶۲
نیک کلام۔ تبلیغ	۳۶۳
پہلا خطبہ	۳۶۴
دوسرا خطبہ	۹
چوتھے جمعہ کا وعظ	
کسبِ حلال	
زندگی برائے بندگی	۳۷۰
توکل	۳۷۱
ایک حکایت	۳۷۱
اللہ کا فضل	۳۷۳
بزاز۔ قصاب	۳۷۶
بائع و مشتری	۳۷۷
لطیفہ	۳۷۷
پہلا خطبہ	۳۷۸
دوسرا خطبہ	۹
تمّت بالخیر	

Marfat.com

شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے جمعوں میں
پڑھنے کیلئے

دوسرا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ الْجُمُعَةَ عِيْدًا لِّلْمُسْلِمِيْنَ وَاسْتِغْفَارَ الذُّنُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ. وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

Marfat.com

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ شَفِيْعِ الْعُصَاةِ صَلٰوةً دَائِمَةً
بِدَوَامِكَ۔ بَاقِيَةً بِبَقَائِكَ۔ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِيْنَ۔ وَجَمِيْعِ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ
الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ۔ لَاسِيَّمَا عَلَى الْبَدْرِ التَّمَامِ
اَوَّلِ مَنْ دَخَلَ فِي الْاِسْلَامِ۔ رَفِيْقِ الْمُصْطَفٰى فِي الْغَارِ
صَاحِبِ الْعِزِّ وَالْاِفْتِخَارِ۔ اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ
بِالتَّحْقِيْقِ۔ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ وَعَلٰى صَاحِبِ الْعَدْلِ وَالْاِحْتِسَابِ
مُزَيِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ۔ اَلَّذِيْ كَانَ رَاْيُهٗ مُوَافِقًا
لِاُمِّ الْكِتَابِ۔ سَيِّدِنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُ۔ وَعَلٰى صَاحِبِ الْحَيَاءِ وَالْعِرْفَانِ۔ اَلَّذِيْ
تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنِ۔ جَامِعِ اٰيَاتِ
الْقُرْاٰنِ۔ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ۔ وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ ذِي الْمَنَاقِبِ وَالْمَنَاصِبِ

Marfat.com

سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ. كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ. وَ
عَلَى السِّبْطَيْنِ النَّيِّرَيْنِ. السَّيِّدَيْنِ الْاَنْوَرَيْنِ سَيِّدِنَا
الْحَسَنِ وَسَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ. رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُمَا. وَعَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَآءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا. وَعَلٰى سَآئِرِ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَجَمِيْعِ اَزْوَاجِهٖ وَ
ذُرِّيَّاتِهٖ. وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ الْمُكَرَّمَيْنِ بَيْنَ
النَّاسِ. سَيِّدِنَا حَمْزَةَ وَسَيِّدِنَا الْعَبَّاسِ. رَضِيَ
اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا. وَعَلٰى سَآئِرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ
وَمَنْ تَبِعَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ. اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ
نَصَرَ دِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ. وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ.
اَللّٰهُمَّ اَهْلِكِ الْكَفَرَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ. وَلَا تَجْعَلْنَا
مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَهُمْ

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْ جَمْعَهُمْ۔ اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ
اَللّٰهُمَّ خَرِّبْ بِلَادَهُمْ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ
لِوَالِدِيْنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِجَمِيْعِ اُمَّةِ
نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا
وَعَافِنَا وَاجْبُرْنَا وَانْصُرْنَا وَاعْفُ عَنَّا وَتَجَاوَزْ
عَنَّا۔ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ وَيَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔ وَاِيْتَآءِ
ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ
اُذْكُرُوا اللّٰهَ الْعَظِيْمَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ
يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى
اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَقْوٰى وَاَكْبَرُ

Marfat.com

تکبیرات الفطر اور عید الاضحیٰ کا

دوسرا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْاَکْبَرُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ وَدَبَّرَ۔ وَاَحْکَمَ نَظْمَ الْعَالَمِ وَقَدَّرَ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَبِاَحْسَنِ الصُّوَرِ صَوَّرَ۔ وَجَعَلَہٗ اَشْرَفَ الْمَخْلُوْقَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْمَحْشَرِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْھَدُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ شَھَادَۃً تُنَجِّیْنَا مِنْ حَسَرَاتِ یَوْمِ الْاَرْضِ الْاَکْبَرِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَاحِبُ الْفَضْلِ لَا بِھَرِ وَالْعِزِّ الْاَنْوَرِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَعَلٰی

Marfat.com

سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ. وَمَلٰٓئِكَةِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرَضِيْنَ. صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ.

اَمَّا بَعْدُ

فَيَا اَيُّهَا الْحَاضِرُوْنَ مِنَ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ. اُشْكُرُوا اللّٰهَ
عَلٰى نِعَمِهِ الْفَائِضَةِ وَمِنَنِهِ السَّابِغَةِ حَيْثُ عَادَ عَلَيْكُمْ
عَوَائِدَ اللُّطْفِ وَالْمِنَّةِ. وَاَظَلَّ عَلَيْكُمْ هٰذَا الْيَوْمَ الْاَزْهَرَ
يَوْمٌ تُغْفَرُ فِيْهِ الذُّنُوْبُ. وَتُكْشَفُ فِيْهِ الْكُرُوْبُ. وَ
تُقْبَلُ فِيْهِ الْعِبَادَاتُ. وَتُحَطُّ فِيْهِ السَّيِّئَاتُ. فَيَالَهٗ مِنْ
فَضْلٍ اَنْوَرَ. فَاَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنَ الطَّاعَةِ وَالْاِنَابَةِ.
وَاجْتَهِدُوْا فِيْهِ فِي الْعِبَادَةِ وَالْاِصَابَةِ. لِتَفُوْزُوْا بِالْعِزِّ
وَالْقَدَرِ. وَاَكْثِرُوْا فِيْهِ الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰى سَيِّدِ
الْبَشَرِ. وَاٰلِهِ الْاَطْهَرِ. فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيْهِ وَ
مَقْبُوْلَةٌ لَدَيْهِ وَشَافِعَةٌ فِي الْمَحْشَرِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ
سَلِّمْ وَبَارِكْ وَاَنْعِمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ
عَلٰى جَمِيْعِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْاَنْبِيَاءِ ذَوِي الْمَقَامِ الْاَشْهَرِ.

Marfat.com

وَعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ وَانْقَادَ الشَّرْعَ
الْاَطْهَرَ۔ لَاسِيَّمَا عَلٰى رَفِيْقِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِهٖ
فِي الْاَسْفَارِ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرٍ عَبْدِ اللّٰهِ الصِّدِّيْقِ الْاَكْبَرِ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ فِي الْمَحْشَرِ۔ وَعَلٰى قَامِعِ اَسَاسِ
الْكُفْرِ وَالْاِلْحَادِ قَالِعِ بُنْيَانِ الشِّرْكِ وَالْفَسَادِ سَيِّدِنَا عُمَرَ
فَازَ بِالْحَظِّ الْاَوْفَرِ۔ وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ رَفِيْعِ الْمَكَانِ صَاحِبِ
الْحَيَآءِ الَّذِيْ هُوَ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ۔ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ
ابْنِ عَفَّانَ۔ ذِي النُّوْرِ الْاَنْوَرِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَخَذَلَ
اَعْدَآءَهٗ فِي الْمَحْضَرِ۔ وَعَلٰى بَابِ مَدِيْنَةِ الْعِلْمِ النَّبَوِيِّ۔
ذِي الْفَضْلِ الْجَلِيِّ وَالْخَفِيِّ سَيِّدِنَا عَلِيِّ نِ الْحَمِيْدِ كَرَّمَ اللّٰهُ
وَجْهَهٗ وَطَهَّرَ۔ وَعَلَى السِّبْطَيْنِ النَّيِّرَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ
الشَّهِيْدَيْنِ۔ سَيِّدِنَا الْحَسَنِ وَسَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ رَضِيَ عَنْهُمَا
الْعَلِيُّ الْاَكْبَرُ۔ وَعَلٰٓى اُمِّهِمَا السَّيِّدَةِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ فِي
الدُّنْيَا وَالْحَشْرِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاَسْكَنَهَا فِي الْبَيْتِ الْاَنْوَرِ
وَعَلٰى سَآئِرِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَبَنَاتِهٖ

Marfat.com

وَاَبْنَائِهِ الطَّاهِرِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَخَصَّهُمْ بِمَزِيْدِ
اللُّطْفِ وَالْقَدْرِ وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ
سَيِّدِنَا حَمْزَةَ وَسَيِّدِنَا الْعَبَّاسِ. الْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ
وَالْاَرْجَاسِ. رَضِيَ عَنْهُمَا الْوَلِيُّ الْاَكْبَرُ. وَعَلٰى سَائِرِ
الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ. وَعَلٰى مَنْ
تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الْعَرْضِ الْاَكْبَرِ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ
لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ. وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْيَاءِ
مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ. اَلْاَكْبَرِ مِنْهُمْ وَالْاَصْغَرِ. اَللّٰهُمَّ
انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ الْاِسْلَامِ الْاَنْوَرِ. وَاخْذُلْ مَنْ
خَذَلَ الدِّيْنَ الْمُسَوَّرَ. اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَ
ادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوْلٰى
وَاَعْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَقْوٰى وَاَكْبَرُ

شیخ الاسلام والمسلمین مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب مؤلف کتاب واعظ

اسلامی سال کے

بارہ مہینوں کے ہر جمعہ کے وعظ و

خطبہ

(کا دوسرا حصہ)

پہلے حصہ میں

محرم۔ صفر۔ ربیع الاوّل۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاوّل و جمادی الثانی
کے وعظ اور خطبات گذر چکے

اب اس حصہ میں اگلے چھ مہینوں کے وعظ و خطبات پڑھیے

ماہ رجب کے پہلے جمعہ کا وعظ

زکوٰۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَسْعَدَ وَاَشْقٰی۔ وَاَمَاتَ وَاَحْیٰی۔ وَاَضْحَکَ وَاَبْکٰی۔ وَاَفْقَرَ وَاَغْنٰی۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی سَیِّدِ الْوَرٰی وَشَمْسِ الْھُدٰی۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمَخْصُوْصِیْنَ بِالْعِلْمِ وَالتُّقٰی

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (پ۱ ع۵)

اور نماز قائم رکھو۔ اور زکوٰۃ دو۔

حضرات! یہ مہینہ رجب شریف کا ہے۔ اور اکثر مسلمان اس مہینہ میں اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتے ہیں۔ اسی لئے ہمارے پنجاب میں اس مہینے کو زکوٰۃ کا مہینہ بھی کہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ میں آج زکوٰۃ ہی کے متعلق کچھ بیان کروں۔

میرے بھائیو! میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ "نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو"۔ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

نماز و زکوٰۃ دونوں کا اکٹھا ذکر فرمایا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ ہمیں یہ ارشاد فرما رہا ہے۔ کہ میرے بندو! میری عبادت و رضا جوئی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو۔ اپنے پاؤں سے تم میری بندگی میں کھڑے رہو۔ اور ہاتھ سے میرے مسکین و محتاج بندوں کو مال دو۔ نہ پاؤں سے میری بندگی میں کوتاہی کرو۔ اور نہ ہاتھوں سے صدقہ وخیرات دینے میں کمی کرو۔ دشمنوں یعنی نفس و شیطان کو پاؤں سے ملو۔ اور دوستوں کو محبت و ایثار کے ساتھ ہاتھوں سے ملو۔ نماز میں سجود کا مظاہرہ کرو۔ اور زکوٰۃ میں جود کا۔

زکوٰۃ کی حکمت

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے امیر بھی پیدا فرمائے ہیں۔ اور غریب بھی۔ مگر وہ نہیں چاہتا۔ کہ غریب افراد بھوکے رہیں اور روٹی کو ترستے رہیں۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ اتنا ہر شخص کو ملے۔ جس سے وہ اپنی زندگی آرام سے بسر کر سکے۔ اور اس کی جتنی ضروریات ہیں۔ وہ بآسانی پوری ہوتی رہیں۔ چونکہ دولتمندوں، اور طاقتوروں، اور مالِ دنیا کے حریصوں کی وجہ سے یہ بات مشکل ہو گئی تھی۔ اس لئے اس نے حکم دیا۔ کہ سال بھر میں حسبِ حیثیت خرچ کے بعد ضروریات سے بچ کر جو تمہارے پاس جمع ہو۔ اس میں سے چالیسواں حصہ خدا کے نام پر سالانہ دیتے رہو۔ بشرطیکہ ایک مقررہ تعداد سے زیادہ ہو۔ یہ تعداد بھی شرعِ پاک نے بیان کر دی۔ اور بتا دیا۔ کہ اگر تمہارے پاس ایک سال کے بعد ساڑھے سات تولہ سونا۔ یا ساڑھے باون تولہ چاندی پس انداز موجود ہو۔ تو اس میں سے نیز جو رقم تمہارے پاس ہے۔ اس میں سے اڑھائی فیصدی خدا کے نام پر دے دو۔ اسے اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اور یہ ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر

Marfat.com

اسی طرح فرض ہے۔ جس طرح نماز۔ اور اس کی سب سے بڑی حکمت یہی ہے۔ کہ غریبوں اور مفلسوں کی امداد و اعانت کا یہ ایک معقول اور مستقل انتظام و بندوبست ہے۔ اور اس سے سہارا پاکر بے کس افراد اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔

غربا جب دیکھتے ہیں۔ کہ وہ دن بھر محنت کرکے بھی اپنی اور اپنے بچوں کی شکم پُری نہیں کر سکتے۔ اور دوسری طرف امرا ہیں۔ جو محنت نہیں کرتے۔ آرام سے پڑے رہتے ہیں۔ پھر بھی ان کے پاس دولت کے انبار لگے رہتے ہیں۔ تو قدرتی طور پر ان کے دل میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور عناد بڑھنے لگتا ہے۔ اور دونوں میں نفرت کی خلیج حائل ہو جاتی ہے۔ اسلام نے یہ پتھر راستے سے اس خوبی کے ساتھ ہٹایا ہے۔ کہ سبحان اللہ۔ ظاہر ہے۔ کہ زکوٰۃ دینے کے احکام پر عمل کرنے سے امرا زکوٰۃ دیتے رہیں گے۔ تو ان کی دولت میں جس قدر اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ وہ اتنی ہی زکوٰۃ نکالنے کے قابل ہوں گے۔ اور اتنا ہی غربا کو فائدہ پہنچے گا۔ اس لئے وہ ان کی ترقی کے لئے دعا گو رہیں گے اور چونکہ انہیں بھی حصہ ملتا رہے گا۔ اس لئے ان کے دلوں میں نفرت و عناد کے بجائے محبت بڑھتی چلی جائے گی۔

خدا تعالیٰ نے دوسری جگہ صاف ارشاد فرما دیا ہے۔ کہ

فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (پ۲۶ ع۱۸)

"اور ان کے مالوں میں منگتوں اور محروم لوگوں کا حق ہے"۔

تو جب یہ امیر افراد اپنے مالوں سے غریبوں اور بیکسوں کا حق ادا کرتے رہیں گے۔ تو امیر و غریب دونوں باہم محبت سے رہیں گے۔ اور بغض و عناد کا سبب باقی نہ رہے گا۔

امتحان حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد

Marfat.com

فرمایا ہے :-

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ ۔ (پ ۱۰ ع ۹)

"تم فرماؤ۔ کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہیں۔ تو راستہ دیکھو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔"

بھائیو! اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنی ہر چیز سے زیادہ اللہ و رسول سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا نہیں۔ جو خدا کے ساتھ محبت کرلے کا دعویٰ نہ رکھتا ہو بلکہ مسلمان اس آیت کریمہ کے مطابق مامور ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی چیز کو دوست اور عزیز نہ رکھیں۔ تو جو مسلمان اللہ و رسول، کی محبت کا دعویٰ رکھتا ہے۔ اُسے مال کے ذریعہ بھی آزمایا گیا۔ اور امتحان لیا گیا۔ کہ مال جو ایک محبوب چیز ہے۔ مسلمان اسے محبوب حقیقی پر قربان کرتے ہیں یا نہیں؟ چنانچہ سچے مسلمانوں نے اپنے محبوب حقیقی پر اپنی ہر چیز قربان کرکے دکھا دی۔

میرے بھائیو! اپنی تاریخ پڑھو۔ کہ ہمارے بزرگوں نے نہ صرف

Marfat.com

سو میں سے اڑھائی، بلکہ اللہ کے نام پر سو کا سو ہی قربان کر کے دکھا دیا۔ چنانچہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد سن کر جو لوگ اس بھید کو سمجھ گئے۔ وہ صدیق کہلائے۔ اور انہوں نے جو کچھ بھی پاس رکھتے تھے۔ سب کچھ اس کے نام پر تصدق کر دیا۔ اور کہا۔ کہ دو سو درہم میں سے پانچ درہم اس کی راہ میں دینا کنجوسی ہے۔ ہم پر لازم ہے۔ کہ خدا کی محبت میں سب کچھ دیدیں۔

حضرت شبلی کا ارشاد

صاحبِ نصائح العارفین نے صفحہ ۲۰۱ پر لکھا ہے کہ کسی نے حضرت شبلی علیہ الرحمۃ سے پوچھا۔ کہ دو سو درہم میں سے کتنی زکوٰۃ دینی چاہیئے؟ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارا مذہب بیان کروں۔ یا اپنا؟ اس نے کہا۔ حضور! دونوں ہی بیان فرمایئے۔ فرمایا۔ تمہارے مذہب میں تو دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ ہے۔ اور ہمارے مذہب میں دو سو درہم پر دو سو ہی درہم زکوٰۃ ہے۔ یعنی سارا مال ہی دیدے۔ اس نے پوچھا۔ اس مذہب کا امام کون ہے۔ فرمایا! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طلب فرمانے پر اپنا سارا مال حضور کی خدمت میں لے آئے تھے۔ اور جب حضور نے دریافت فرمایا۔ کہ مَا تَرَکْتَ لِنَفْسِكَ وَعِيَالِكَ۔ اے صدیق! اپنے لئے اور اپنے عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے؟ تو فرمایا۔ اللہ اور اس کا رسول۔

اقبال نے اسی واقعہ کو نظم کیا ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دریافت فرمایا۔ کہ اپنے لئے کیا چھوڑ آئے؟ تو صدیق نے عرض کیا۔ ؎

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

Marfat.com

نجاستِ بخل

میرے بھائیو! جس طرح نماز پڑھتے ہوئے بدن اور کپڑے پاک ہونے ضروری ہیں۔ اور کسی ظاہری نجاست کے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہوتی۔ اسی طرح دل اگر بخل کی نجاست سے ملوث ہو۔ تو وہ دل بھی بارگاہِ احدیت کے قرب کے لائق نہیں ہوتا۔ اور یہ زکوٰۃ ایک ایسا پانی ہے۔ جو دل کو اس نجاست سے پاک کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مال زکوٰۃ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولادِ پاک پر حرام ہے۔ اس لئے کہ آپ کا منصبِ جلیل لوگوں کے مال کے اس میل سے بہت ارفع و منزہ ہے۔ اور یہ بات ہرگز مناسب نہیں۔ کہ یہ مال جو میل بخل کو دھونے والا ہے۔ یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر خرچ کیا جائے۔

حضور سرورِ عالم مالکِ رقابِ امم صلے اللہ علیہ وسلم

حضرات! یہاں ایک اور بات بھی سنتے چلئے۔ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم ساری کائنات میں بے مثل اور بے نظیر ہیں۔ ناممکن ہے کہ کوئی آپ کی مثل ہو یا ہو سکے۔ بقولِ شاعر ؎

رخِ مصطفٰے ہے وہ آئنہ کہ اب ایسا کوئی اور آئنہ
نہ ہماری چشمِ خیال میں نہ دکانِ آئنہ ساز میں

مگر بعض لوگ حضور کو اپنی مثل کہنے کے عادی ہیں۔ اور کہا کرتے ہیں۔ کہ دیکھ لو۔ ہم پر بھی نماز فرض۔ حضور پر بھی فرض۔ روزے ہم پر بھی فرض۔ حضور پر بھی فرض۔ حج ہم بھی کرتے ہیں۔ حضور نے بھی کیا۔ تو پھر وہ ہماری مثل ہوئے یا نہیں؟ (معاذ اللہ) حالانکہ بھائیو! جس طرح ایک جہاز میں مسافر بھی سوار ہوتے ہیں۔ اور جہاز چلانے والا کیپٹن بھی۔ مگر باوجود اس کے کہ جہاز کے اندر یہ بھی ہیں۔

اور وہ بھی دونوں برابر ہرگز نہیں ہوتے۔ اگر کوئی جہاز کی سواری کیپٹن صاحب کی مثل بننے لگے۔ اور دلیل یہ دے۔ کہ دیکھ لو۔ جہاز کے اندر میں بھی ہوں۔ اور وہ بھی۔ تو سب کہیں گے۔ بے وقوف! تم جہاز کے اندر اس لئے ہو۔ تاکہ تم کنارے لگ جاؤ۔ اور کیپٹن جہاز کے اندر اس لئے ہے۔ کہ وہ تمہیں کنارے لگا دے۔ تم کنارے لگنے کو اندر ہو۔ اور وہ کنارے لگانے کو اندر ہے۔ لگنے اور لگانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے تم کرایہ دے کر اندر ہو۔ اور وہ تنخواہ لے کر اندر ہے۔ "دے کر" اور "لے کر" میں بے حد فرق ہے۔ بلا تشبیہ! نماز ہم نے بھی پڑھی حضور نے بھی پڑھی۔ مگر ہم نماز پڑھتے ہیں۔ پار لگنے کے لئے، اور حضور نے نماز پڑھی۔ ہم گنہ گاروں کو پار لگانے کے لئے۔ اور

ہم روزہ رکھتے ہیں۔ تاکہ ہم مقبول ہو جائیں۔ اور حضور نے روزہ رکھا۔ تاکہ امت کا روزہ مقبول ہو جائے۔

بھائیو! یہ نماز اور روزہ ہے کیا چیز۔ محض ادائے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم۔ خدا تعالیٰ کو ان رکعات و رکوع و سجود سے محض اس لئے پیار نہیں۔ کہ یہ رکعات و سجود ہیں۔ بلکہ یہ چونکہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں ہیں۔ اس لئے ان سے اللہ کو پیار ہے۔ ورنہ اگر محض رکعات و سجود ہی سے پیار ہوتا۔ تو ایک شخص اگر مغرب کی نماز بجائے تین رکعات کے چار پڑھ ڈالے۔ تو چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس پر زیادہ خوش ہو۔ کہ اس نے بجائے تین رکعات کے چار رکعات پڑھ ڈالی ہیں۔ اور ایک رکعت زیادہ کر دی ہے۔ نہیں نہیں! اللہ تعالیٰ کو تو صرف اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی ادا دیکھنا ہے۔ اور وہ دیکھتا ہے۔ کہ میرے محبوب نے جب مغرب کی تین رکعات ادا فرمائی ہیں تو یہ جو چار پڑھ رہا ہے۔ میرے محبوب کی ادا کے خلاف پڑھ رہا ہے

Marfat.com

لہٰذا اس کی یہ نماز قبول نہیں. کیونکہ مجھے رکعات ہی سے پیار نہیں. بلکہ مجھے ان رکعات میں ادائے محبوب کا جلوہ منظور ہے۔

جملہ عبادات اللہ کے مقبولوں کی نقل ہیں

حضرات! میرا دعویٰ ہے. کہ نہ صرف نماز و روزہ ہی بلکہ سب عبادتیں اللہ کے پیاروں کی اداؤں کی نقل ہیں. حج ہی کو لیجئے۔ اس میں طوافِ کعبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ادلئے طواف کی نقل۔ حجر اسود۔ کو چومنا بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چومنے کی نقل۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے. کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو چوما. تو فرمایا۔ اے پتھر! میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے۔

لَوْ لَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۲۰) "میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھتا. تو تجھے کبھی نہ چومتا"

یعنی میں تجھے صرف اس لئے چوم رہا ہوں. کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے تجھے چوما تھا۔ ؎

مَس کیا تھا اس کو لب ہائے رسُولِ پاک نے
بوسہ گاہِ مومناں کعبے کا پتھر ہو گیا

صفا مروہ کی دوڑ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی دوڑ کی نقل ہے منیٰ میں جانا اور وہاں شیطانوں کو پتھر مارنا اور قربانیاں دینا سب حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی مبارک اداؤں ہی کی نقل ہے سبحان اللہ! کیا ایمان افروز بات ہے. کہ مقبولانِ خدا کی اداؤں کی نقل، اور خدا کی عبادت۔ بھائیو! وہ عبادت ہی کیا ہوئی۔ جس میں اس کے مقبول بندوں کی اداؤں کی جھلک نہ ہو۔ اسی لئے شاعر نے

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے عرض کیا ہے۔ کہ ع

تیری تڑپ نہ ہو اگر لطف ہے کیا نماز میں

مگر یہ عشق و محبت کی باتیں ہیں۔ اور جو ع

ہائے ظالم تو نے پی ہی نہیں

کے مطابق اس جذبے سے ناآشنا ہیں۔ وہ نماز میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال تک بھی لانا اچھا نہیں سمجھتے۔ اور سب سے بڑی بدنصیبی یہی ہے۔ کہ جس محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کی ادائیگی سے خدا خوش ہوتا ہو۔ اسی محبوب کے خیال تک سے روکا جائے۔ ع

ارے کھائے تجھ کو تپِ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے؟

ہاں تو میں کہہ رہا تھا۔ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل آقا ہیں۔ اور آپ کی ذات بابرکات ممتنع النظیر ہے۔ دیکھ لیجئے۔ یہ زکوٰۃ امت پر تو فرض ہے۔ مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر فرض نہیں، اور یہ اس وقت یہی بتاتا ہے۔ کہ ہمارے حضور پر زکوٰۃ فرض کیوں نہیں؟

ایک مسئلہ

زکوٰۃ کے مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے۔ کہ زکوٰۃ غلام و لونڈی کو دینا جائز نہیں۔ یعنی غلام یا لونڈی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ میرے بھائیو! ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر زکوٰۃ اس لئے فرض نہ ہوئی۔ کہ امت کے سارے مرد، اور عورتیں حضور کے غلام اور باندیاں ہیں۔ پھر اگر حضور پر زکوٰۃ فرض ہوتی تو آپ دیتے کیسے؟ جب کہ سب آپ کے غلام یا باندیاں ہیں۔ بھائیو!

میں تو مالک ہی کہوں گا

یہ حقیقت ہے۔ کہ ہم سب حضور کے مملوک ہیں۔ اور حضور ہمارے مالک ہیں اعلیحضرت قدس سرہٗ نے کیا خوب لکھا ہے۔ کہ ؎

Marfat.com

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اللہ تعالیٰ نے اس ساری کائنات کو حضور کا مملوک کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے مالک و مختار اور متصرف ہیں، چنانچہ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"قدرت و سلطنتِ وے صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ بر آں بود۔ ملک و ملکوت جن و انس و تمام عوالم بتقدیر تصرفِ الٰہی عز و علیٰ در حیطہ قدرت و تصرفِ وَے بود۔"

(اشعۃ اللمعات ص۴۶۳ جلد ۱)

یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سلطنت اس سے بھی زیادہ ہے۔ ملک و ملکوت، جن اور انسان اور سارے عالم رب کی عطا سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قبضہ و قدرت میں ہیں۔

میرے بزرگو! یہی عقیدہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک سب مسلمانوں کا ہے۔ کہ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم باذن اللہ مالک و مختار ہیں۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :- ؎

صورتش برخاک و جاں در لا مکاں
لا مکاں برتر زِ وہم سالکاں
بل مکان و لا مکاں در حکمِ او
ہمچو در حکم بہشتی چار جُو
ہر دے اورا یکے معراج خاص
بر سر فرقش نہد حق تاج خاص

یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم پاک تو زمین پر رہا۔ اور جان

Marfat.com

پاک لامکاں ہیں۔ جو کہ اولیاء اللہ کے وہم و گمان سے بھی دور ہے۔ بلکہ مکان و لامکاں سب ان کے حکم میں ہیں، جس طرح جنتی کے حکم میں چاروں نہریں ہوں گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت معراجِ خاص میں رہتے ہیں۔ اور ان کے سر انور پر اللہ نے ملک و اختیار کا خاص تاج رکھ دیا ہے۔

زکوٰۃ کے معنی

حضرات! میں زکوٰۃ کے متعلق بیان کر رہا تھا۔ اور بتا رہا تھا۔ کہ زکوٰۃ بھی مسلمان کے لئے ایک امتحان ہے۔ کہ یہ اللہ کے نام پر اپنی محبوب چیز مال قربان کرتا ہے یا نہیں؟

بھائیو! اس لفظ کا معنی بھی سن لو۔ زکوٰۃ کا معنی ہے۔ پاک کرنا۔ چونکہ زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسے زکوٰۃ کہتے ہیں — وجوب زکوٰۃ ہے ہی تطہیرِ مال کے لئے۔ اور تطہیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک عینی اور دوسری حکمی۔ اور نجاست بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ عینی اور حکمی۔ نجاست عینی کے لئے ساری نجاست کا ازالہ ضروری ہے۔ جیسے بول و براز وغیرہ لگ جائے۔ تو ساری نجاست کا مٹانا ضروری ہے۔ لیکن نجاست حکمی میں بعض حصے کا ازالہ باقی کی طہارت کا سبب بن جاتا ہے۔ جس طرح کنوئیں کا پانی۔ کہ اس میں کوئی نجاست گر جائے تو تھوڑی سی نجاست گرنے سے سارا کنواں ناپاک ہو جاتا ہے۔ اب اس کنوئیں میں سے بعض پانی نکالنے سے باقی کا پانی پاک ہو جاتا ہے اسی طرح وہ مال جو نصاب کی حد کو پہنچ گیا ہو۔ اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو۔ تو وہ سب کا سب ناپاک ہے۔ اور جب اس کا چالیسواں حصہ نکال دیا۔ تو باقی سارا مال پاک ہو گیا۔ بھائیو! ثابت ہوا کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ وہ مال سب ناپاک ہے۔ اور مسلمان کا یہ شیوہ نہیں۔ کہ وہ ناپاک مال رکھے۔ اور استعمال کرے۔ اس لئے زکوٰۃ ادا کرنا بہت ضروری ہے۔

Marfat.com

مُنکرینِ زکوٰۃ

اور اس قدر ضروری کہ منکرین زکوٰۃ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد فرمایا تھا۔ میرے بھائیو! یہ تو دنیوی سزا ہے۔ اور اخروی سزا اس سے بھی زیادہ ہولناک ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ (پ ۱۰ ع ۱۱)

جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔

گویا زکوٰۃ نہ دینے سے دین و دنیا برباد ہو جاتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

ابر ناید از پئے منعِ زکوٰۃ
وز زنا افتد بلا اندر جہات

یعنی زکوٰۃ نہ دینے سے مینہ نہیں برستا۔ اور قحط پیدا ہو جاتا ہے۔ اور زنا کاری سے مختلف بلائیں اور وبائیں نازل ہونے لگتی ہیں۔

میرے بھائیو! دیکھ لو۔ آج شرعِ پاک کے احکام چھوڑ کر ساری دُنیا بھوک، افلاس اور مختلف وباؤں، بلاؤں میں مبتلا ہے یا نہیں؟

ماڈرن عذاب

میرے بھائیو! شرعی احکام چھوڑنے سے ہم اس دنیا میں ماڈرن عذاب میں بھی مبتلا ہیں۔ مثلاً دیکھ لیجئے نماز پڑھنے کی ایک پابندی چھوڑ دی۔ تو سینکڑوں دوسری پابندیوں میں پھنس گئے۔ دن کا سلام اور۔ دوپہر کا اور۔ شام کا اور۔ دن کا لباس اور۔ رات کا اور۔ حج کا سفر چھوڑا۔ تو انگلستان کا سفر درپیش۔ صفا مروہ کی دوڑ چھوڑی۔ تو کرکٹ وغیرہ کی دوڑ میں پھنس گئے۔

Marfat.com

کرکٹ کی بات چھڑی ہے۔ تو آج کل کی روش کے پیشِ نظر چند ایک شعر بھی سن لیجئے۔

ترانۂ کرکٹ

شاعر لکھتا ہے۔ ؎

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا!!
کرکٹ کی فیلڈ میں ہے سارا جہاں ہمارا!
گیندوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں!
بتلا سیا کوئی قومی نشاں ہمارا
بولنگ سے ڈرنے والے برطانیہ نہیں ہم
اوول میں کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
دفتر ہیں سب معطل اسکول ہیں مقفل
کرکٹ میں مست ہے ہر پیر و جواں ہمارا

دیکھا آپ نے! نماز اور مسجدوں کی پابندی چھوڑی۔ تو کس کس قسم کی پابندیاں پیچھے پڑ گئیں۔ کچھ اسی طرح ہم نے زکوٰۃ کی پابندی۔ چھوڑی۔ تو کئی دنیوی ٹیکسوں کی زد میں آ گئے۔

میرے بھائیو! زکوٰۃ بڑا اہم فریضہ ہے۔ اسے ادا کرتے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَسَطَ عَلَیْنَا بِسَاطَ الْفَضْلِ

نَخَلَقَ الْاَنْهَارَ۔ وَخَلَقَ مَافِيْهِ مَنَافِعَ وَمَصَالِحَ
لِعِبَادِهٖ مِنَ الْاَحْجَارِ وَالْاَشْجَارِ۔ هُوَ الَّذِیْ
دَارَ بِحُكْمِهِ الدَّوَّارُ وَالطَّيْرُ بِصُنْعَتِهٖ طَارَ۔
فَنَحْمَدُهٗ عَلٰى هٰذِهِ النِّعَمِ الْجَلِيْلَةِ السَّآئِلَةِ
عَلَيْنَا فِی اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔ وَنَشْهَدُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ شَهَادَةً نَدْخُلُ
بِهَا دَارَ الْقَرَارِ۔ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْمُخْتَارُ

اَمَّا بَعْدُ!

اِخْوَانِیْ وَخُلَّانِیْ وَاَحِبَّآئِیْ عَلٰى مَا اكْتَسَبْنَا وَ
عَلٰى مَا تَسَاهَلْنَا وَلَمْ نَخْشَ مِنْ عَذَابِ الْمَلِكِ
الْقَهَّارِ۔ مَضَتِ الْاَيَّامُ الْخَالِيَةُ وَاللَّيَالِی
الْمَاضِيَةُ بِذُنُوْبِنَا تَكَاسَلْنَا عَنِ الطَّاعَاتِ
وَهَجَمْنَا عَلَى الْمُخَالِفَاتِ۔ فَلَوْلَا عِبَادُ رُكَّعٌ وَ
صِبْيَانٌ رُضَّعٌ وَبَهَآئِمُ رُتَّعٌ لَغَضِبَ عَلَيْنَا

Marfat.com

رَبُّنَا وَلَوْلَا حُرْمَةُ سَيِّدِ مُضَرَ وَنِزَارَ لَمَا خَرَجْنَا
مِنْ شَفَا حُفْرَةِ النَّارِ۔ هٰذَا شَهْرٌ مُبَارَكٌ۔
اِسْمُهٗ مُبَارَكٌ۔ وَلَقَبُهٗ مُبَارَكٌ تُفَاضُ فِيْهِ
عَلَيْنَا الْاَنْوَارُ۔ فَاِنَّ شَهْرَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ
فَفَضْلُهٗ عَلٰى سَائِرِ الشُّهُوْرِ كَفَضْلِهٖ عَلٰى مَا سِوَاهُ
وَشَهْرُ شَعْبَانَ شَهْرُ نَبِيِّنَا فَفَضْلُهٗ عَلٰى سَائِرِ
الشُّهُوْرِ كَفَضْلِهٖ عَلٰى غَيْرِهٖ۔ وَشَهْرُ رَجَبَ شَهْرُ
هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَفَضْلُهٗ عَلٰى بَاقِي الشُّهُوْرِ كَفَضْلِ
هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى اُمَمِ الْاَنْبِيَاءِ الْكِبَارِ فَيَا اَيُّهَا
الْغَرِيْبُ الْمِسْكِيْنُ۔ الْكَئِيْبُ الْحَزِيْنُ۔ تُبْ
اِلَى اللّٰهِ مِمَّا فَعَلْتَ وَتَحَسَّرْ عَلٰى مَا فَاتَكَ وَ
اجْتَهِدْ فِي الْعِبَادَةِ۔ وَفَرِّطْ فِي الضَّلَالَةِ۔
لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْحَمُكَ وَيَتَجَاوَزُ عَمَّا فَعَلْتَ
اِنَّهٗ تَعَالٰى حَلِيْمٌ غَفَّارٌ۔ وَعَلَيْكَ بِالضَّرْبِ
بِالسَّيْفِ۔ وَاِطْعَامِ الضَّيْفِ۔ وَالصَّوْمِ فِي

Marfat.com

الصَّيْفِ. وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاَطْرَافَ
النَّهَارِ. اَمَا تَعْلَمُ اَنَّ الدُّنْيَا دَارُ فَنَاءٍ لَيْسَ لَهَا
بَقَاءٌ لَيْسَتْ بِدَارِ الْقَرَارِ. كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ
غَرِيْبٌ اَوْ كَعَابِرِ سَبِيْلٍ فَاِنَّهَا مَكَّارَةٌ غَدَّارَةٌ
لَيْسَ لَهَا الْاِعْتِبَارُ. اَيْنَ مَنْ كَانَ مَعَكَ فِي
السَّنَةِ الْمَاضِيَةِ اَيْنَ مَنْ كَانَ مَلِكَ الْاَرْضَيْنِ
فِي الْاَدْوَارِ الْخَالِيَةِ. اَفْنَاهُمْ مُرُوْرُ الزَّمَانِ.
وَدَوْرُ الدَّوَارِ. فَلَمَّا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَمْ يَسْتَاْخِرُوْهُ
سَاعَةً وَّلَمْ يَسْتَقْدِمُوْا جُزْءً مِّنَ الْاَعْصَارِ
فَقَصِّرِ الْاَمَلَ. وَاسْتَعِدَّ لِلْاَجَلِ. وَاَطِعِ
الْعَلِيَّ الْاَجَلَّ. وَاتَّبِعِ النَّبِيَّ الْاَكْمَلَ. وَاعْمَلْ
بِمَا فِي الْقُوْلِ الْفَيْصَلِ. وَاطْلُبِ الْوِقَايَةَ
مِنْ عَذَابِ النَّارِ. فَقَدْ قَرُبَ يَوْمُ الْحُضُوْرِ
يَوْمٌ تَرْتَفِعُ فِيْهِ الْاَصْوَاتُ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ
يَوْمٌ يُنْشَرُ فِيْهِ دِيْوَانُ الْمَعَاصِي وَيَخْجَلُ

Marfat.com

فِيْهِ الْعَاصِيْ يَوْمٌ يَفِرُّ فِيْهِ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ
وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ. وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ. لِكُلِّ
امْرِئٍ مِنْهُمْ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ. يَوْمٌ لَّا اَنْسَابَ
بَيْنَهُمْ فِيْهِ وَلَا يَتَسَآءَلُوْنَ. فَمَنْ ثَقُلَتْ
مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. وَمَنْ
خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا
فِيْ جَهَنَّمَ خَالِدُوْنَ. يَوْمٌ تَظْهَرُ فِيْهِ الْقَبَآئِحُ
كَظُهُوْرِ الشَّمْسِ عَلٰى رَابِعَةِ النَّهَارِ. اَللّٰهُمَّ
يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ اِغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَتَجَاوَزْ
عَنْ خَطِيْٓئَاتِنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْحَلِيْمُ الْغَفَّارُ.
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا
وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. اِنَّهٗ تَعَالٰى
جَوَادٌ مَلِكٌ كَرِيْمٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ.

تھوڑی دیر کیلئے بیٹھ کر پھر

دُوسرا خُطبہ

جو اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

Marfat.com

تقریر دوسرے جمعہ کا وعظ عنوان

معراج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الَّذِیْ رَاٰی بِعَیْنَیْ رَاْسِہٖ رَبَّہُ الْاَعْلٰی۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ صَدَّقُوْا بِعُرُوْجِہٖ وَرِفْعَتِہِ الْکُبْرٰی۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (پ۱۵ ع۱)

"پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی۔ کہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔"

Marfat.com

حضرات! اس مہینہ مبارک کی ۲۷ ویں شب کو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شرفِ معراج سے مشرف فرمایا گیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ و سلم عالم بیداری میں اور جسم شریف کے ساتھ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک اور پھر بیت المقدس سے آسمانوں پر اور پھر آسمانوں سے بھی اوپر لامکاں جا پہنچے۔ اور یہ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا امتیاز ہے۔ کہ آپ وہاں جا پہنچے۔ جہاں کسی فرشتے یا نبی و رسول کی بھی رسائی نہ ہوئی

لامکاں

بھائیو! لامکاں ایک ایسی جگہ ہے۔ جس پر لفظ جگہ کا بھی اطلاق صحیح نہیں۔ مگر کیا کریں۔ بیان کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی لفظ تو بولنا ہی پڑتا ہے۔ ایک مکان ہے اور ایک لامکاں' مکان کی تعریف سمجھانے کے لئے میں آپ کو بتاؤں۔ کہ جہاں کیفیات و کمیّات کا وجود ہو۔ اُسے مکان کہتے ہیں۔ یعنی جہاں جہتیں ہوں۔ تغیر و تبدل ہو۔ کمی بیشی ہو۔ یہ جنوب ہے۔ یہ شمالی۔ یہ مغرب ہے یہ مشرق۔ یہ دایاں ہے۔ یہ بایاں۔ یہ اوپر کی جانب ہے۔ اور یہ نیچے کی۔ اور یہ چھوٹا ہے اور یہ بڑا۔ یہ طویل ہے یہ قصیر۔ یہ میٹھا ہے یہ پھیکا۔ یہ لال ہے یہ سبز اور یہ قوی ہے یہ ضعیف۔ اس قسم کی کیفیات اور کمیات کا تعلق جہاں ہو۔ وہ مکان ہے۔ اور جہاں جنوب، شمال، مشرق، مغرب، دایاں بایاں، نیچے اوپر اور طویل قصیر۔ بڑا چھوٹا۔ اور میٹھا پھیکا۔ ایسی کوئی بات نہ ہو۔ وہ لامکاں ہے۔ گویا لامکاں وہ مقام ہے۔ جہاں نہ جنوب ہے نہ شمال، نہ مشرق ہے نہ مغرب۔ اور جہاں نہ کوئی رنگ ہے نہ ڈھنگ۔ نہ کوئی کیفیت ہے اور نہ کمیت۔ بلکہ لامکاں ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں لفظِ "مقام" کے لئے بھی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر سمجھانے کے لئے ایسا کہنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کوئی مقام عقل و فکر میں بھی نہیں آسکتا۔ اور ایسے مقام تک کسی کا وہم و گمان بھی نہیں

جا سکتا۔ مگر صدقے جائیں رفعتِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ کہ شبِ معراج آپ وہاں جا پہنچے۔ جہاں کسی کا وہم و گمان بھی نہیں جا سکتا۔ لوگ پوچھتے ہیں۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم معراج کی شب لامکاں تک کیسے گئے۔ اور کیسے پہنچے ؟ مگر کوئی اس "کیسے" کو کیسے بتائے جبکہ وہاں "کیسے" کا بھی گذر نہیں۔ کیا خوب فرمایا اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ کہ ؎

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفٰے کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

یعنی یہ کیا پوچھ رہے ہو۔ کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج کس طرح گئے۔ یوں گئے۔ کہ یوں ؟ فرماتے ہیں۔ کہ "کیف" کے پر یعنی اس "کسطرح" کے پر بھی جہاں سلامت نہیں۔ اور جہاں اِس "کیسے ویسے" کا نام تک نہیں۔ وہاں کے متعلق کوئی کیا بتائے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح تشریف لے گئے۔ اور یوں جا پہنچے — اور پھر فرمایا۔ ؎

قصرِ دنیٰ کے راز ہیں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روحِ امیں سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

یعنی اس شانِ " دَنٰی فَتَدَلّٰی " اور اس رفعت و قرب کے راز میں نہ صرف یہ کہ ساری عقلیں ہی حیران ہیں۔ خود جبریل امین علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کو بھی پتہ نہیں۔ کہ اللہ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کیسے پہنچا۔ پھر ہم تم کون ہیں۔ جو یہ سمجھ سکیں۔ کہ آپ وہاں کیسے تشریف لے گئے۔

ایمان میرے بھائیو ! واقعہ معراج شریف بیشک ہماری عقل میں نہیں آتا۔ مگر یہ بات ضروری بھی کب ہے۔ کہ ہر بات

Marfat.com

ہماری عقل میں ضرور آئے۔ اور جو بات ہماری عقل میں نہ آئے۔ وہ حقیقت ہی نہیں۔ اور معجزہ تو ہوتا ہی وہ ہے۔ جو عقل میں نہ آسکے۔ بھائیو! معراج شریف ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ اور یہ اگرچہ ہماری عقل میں نہیں آتا۔ مگر ایمان میں ضرور آتا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ بیشک بیشک ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم بیداری میں معراج جسمانی حاصل ہوئی۔ اور آپ مکان سے لامکان جا پہنچے۔ اور آن کی آن میں تشریف لے بھی گئے اور تشریف لے بھی آئے۔ ؎

دامنِ ایماں بگیر اے با وفا!
عقل قرباں کن بہ پیشِ مصطفےٰ

سلطانِ دارین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرات! ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم دونوں جہان کے بادشاہ اور سلطانِ دارین ہیں۔ حضور کی اس عالم میں بھی اور اُس عالم میں بھی حکومت ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں۔ اور دو زمین پر۔ آسمان کے وزیر جبریل و میکائیل ہیں۔ اور زمین کے وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ (رضی اللہ عنہما) دیکھئے مشکوٰۃ شریف ص۵۵۲ میں یہ حدیث موجود ہے۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں۔ اور آپ کا حکم عرش و فرش، زمین و آسمان یہاں اور وہاں ہر جگہ جاری ہے۔ اس لئے کہ وزیر ہمیشہ حاکم و بادشاہ ہی کے ہوا کرتے ہیں۔ بادشاہ کی مملکت و سلطنت جس قدر وسیع ہوگی۔ اسی قدر اس کے وزیروں کی تعداد بھی ہوگی۔ اور جہاں اس کے وزیر ہوں گے۔ وہاں اس کی حکومت و بادشاہی ہوگی۔ تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جب دو وزیر آسمان پر اور دو زمین پر ثابت ہوئے۔ تو یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم دونوں جہان کے زمین و آسمان

Marfat.com

کے اور عرش و فرش کے بادشاہ ہیں۔ ؎

تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا!
دونوں جہاں میں راج ہے ان کا

بھائیو! چشمِ فلک نے آج تک ایسا کوئی حکمران و سلطان نہ دیکھا۔ اور نہ دیکھے گی۔ جس کی حکومت جن و بشر۔ شمس و قمر۔ بحر و بر۔ حور و ملک۔ زمین و فلک ہر شے پر ہو۔ لاریب یہ سب کچھ حضور ہی کی خاطر پیدا کیا گیا۔ اور حضور کے زیرِ حکم کر دیا گیا۔ کیا خوب لکھا ہے اعلیٰحضرت نے کہ ؎

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکمِ رواں تمہارے لئے
اصالتِ کل امامتِ کل سیادتِ کل امارتِ کل
حکومتِ کل ولائیتِ کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

ہاں تو بھائیو! جب یہ دونوں جہاں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وسیع مملکت کے گویا دو صوبے ٹھہرے۔ تو پھر حضور صلے اللہ علیہ و سلم اگر اپنی ہی مملکت کے کسی صوبے میں دورے پر تشریف لے جائیں۔ تو اس میں استحالہ کیا ہے؛ بادشاہ اپنی مملکت کے دورے کیا ہی کرتے ہیں۔ سلطانِ دارین سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی وسیع سلطنت کے ایک حصہ میں اسی دورہ کا نام معراج ہے۔ شبِ معراج سلطانِ دارین صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم بالا کی سیر فرما کر اپنی اس تشنۂ دیدار رعایا کو جو مدت سے اپنے محبوب سلطان کی زیارت کے لئے منتظر تھی۔ اپنا دیدار پر انوار بخشا۔ اور خدا نے جہاں عرشیوں کو دیدارِ مصطفےٰ سے مشرف فرمایا۔ وہاں اس سلطانِ معظم کو اپنے دیدار پر انوار سے مشرف فرما کر ایک ایسی خلعت پہنا کر لوٹایا۔ جس سے آج تک کسی نبی و رسول کو مشرف نہ فرمایا تھا۔

Marfat.com

آسمان

بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ و سلم جب رونق افروز عالم ہوئے اور زمین کا سب سے زیادہ بنجر اور بے برگ و بار حصہ جب حضور کی قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ تو آسمان نے پروردگار سے عرض کیا۔ الٰہی میں اپنی رفعت و بلندی کے باوجود تیرے محبوب کی قدم بوسی سے محروم رہ گیا۔ اور زمین اپنی پستی کے باوجود یہ اوج پا گئی۔ کہ حضور کے نعلین شریفین اس کو سرفراز فرمانے لگے۔ الٰہی! میں زمین کا یہ طعن کب تک برداشت کروں۔ کہ تیرے پاس اگر چاند اور سورج ہیں۔ تو ہوا کریں میرے پاس تو وہ ہے۔ جس کے تلووں سے تمہارے چاند اور سورج کی کوئی نسبت نہیں۔

خدا تعالیٰ کو آسمان کی اس بیچارگی پر رحم آیا۔ اور معراج کی رات اس لئے مقرر فرمائی۔ کہ آسمان کو بھی حضور صلے اللہ علیہ و سلم کے نعلین شریف کا تاج پہنایا جائے۔ ؎

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

فرشتے

حضرات! حضور صلے اللہ علیہ و سلم کے نور مبارک کو پیدا فرما کر جب اللہ تعالیٰ نے اس نور سے پیشانیٔ آدم علیہ السلام کو چمکایا۔ تو فرشتوں نے پیشانیٔ آدم علیہ السلام میں اسی نورِ پاک کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھ کر آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں یہی لکھا ہے۔ کہ یہ نور محمدی ہی کا صدقہ تھا جو حضرت آدم علیہ السلام مسجودِ ملائک بن گئے۔ تو جس طرح بارش کا ایک ہلکا سا چھینٹا پڑتی ہوئی زمین کی تپش اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ اسی طرح اس ہلکی سی تجلیٔ نور محمدی اور زیر نقاب دیدار نے فرشتوں کو دیدارِ مصطفےٰ کا اور بھی زیادہ مشتاق بنا دیا تھا۔ اور اسی دن سے فرشتے زبانِ حال سے بارگاہ

Marfat.com

ایزدی میں عرض کر رہے تھے۔ کہ الٰہی! یہ فراق کب ختم ہوگا؟ الٰہی! اس دیدار پُر انوار سے ہمیں بھی مشرف فرما۔ خدا تعالیٰ کو ان فرشتوں کی درخواستوں پر بھی رحم آیا۔ اور شبِ معراج ان کے لئے بھی مقرر کر دی گئی۔ تاکہ فرشتے بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دیدارِ عام سے مشرف ہو سکیں۔ اسی لئے شاعر نے اس رات کے متعلق لکھا ہے۔ کہ ؎

کون آتا ہے سلطانِ دنیا و دیں در پہ حاضر ہیں یہ کون روح الامیں
قدسیوں کا ہے ہر سمت میلہ لگا۔ آتا خیر الوریٰ آج کی رات ہے
آسمانوں کی ہیں آئنہ بندیاں اور نوری ملک پہنے ہیں در دیاں
ہیں فرشتوں کی فوجیں کھڑی جا بجا کس کا یہ دبدبہ آج کی رات ہے
کس کے دیدار کی ہے جہاں میں خوشی فرش سے عرش تک شادیاں ہیں رچی
جس سے عالم کا رنگ ہی نرالا ہوا، کیسی پیاری فضا آج کی رات ہے

اور مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ؎

از پئے نظارۂ او حور و جاں!
پر شدہ آفاقِ ہر ہفت آسماں
قدسیاں افتادہ بر خاکِ رہش
صد چو یوسف او فتادہ در چہش

انبیاء کرام علیہم السلام

حضرات! آپ نے علماء کرام سے کئی بار سنا ہوگا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ کے مطابق یوم الست میں سارے نبیوں سے یہ عہد لیا تھا۔ کہ اگر تمہارے پاس نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں۔ تو تم اُن پر ایمان لاؤ گے؟ اور ان کی نصرت کرو گے؟ ان سب حضرات علیہم السلام نے متفقہ طور پر عرض کیا تھا کہ ہم ضرور ایسا کریں گے۔ اس دن سے لے کر شبِ معراج تک اس وعدہ پر عمل نہیں ہو سکا تھا۔ اور ہوتا کیسے!

جبکہ تمام انبیاء کرام علیہم السّلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی تشریف لا کر تشریف لے جا چکے تھے۔ اور کسی نے بھی حضور کا زمانہ نہیں پایا تھا۔ کہ ایمان و نصرت کا عہد پورا فرمانے۔ پس اللہ نے شبِ معراج اس عہد و میثاق سے عہدہ برا ہونے کے لئے بھی مقرر فرمائی۔ چنانچہ اس شب میں جملہ انبیاء کرام علیہم السّلام نے اپنے ایک بہترین عمل سے اپنی نیاز مندی اتباع اور ایمان کا ثبوت کامل دیدیا۔ اور وہ اس طرح کہ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ والی مقدس زمین کی مسجد اقصٰی میں تمام انبیاء کرام علیہم السّلام نے جمع ہو کر پہلے حضور کی بارگاہ میں ہدیہ نیاز مندی پیش کیا۔ اور پھر آپ کو اپنا امام بنا کر آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ ظاہر ہے۔ کہ تقلید و اتباع کا کامل ترین ثبوت اسی نماز میں اس طرح دیا جاتا ہے۔ کہ انسان پروردگار کے حضور میں ایک شخص کو اپنا پیشرو اس انداز سے تسلیم کرتا ہے۔ کہ اس کی قرأت کو اپنی قرأت یقین کرتا ہے۔ اس کے اشارے پر جھکتا، اس کے امر پر سربسجود ہوتا۔ اور اس کے کہنے سے دست بستہ کھڑا رہتا ہے۔ تو حضور کو امام تسلیم کر لینے کے یہ معنی تھے۔ کہ ہم جب اپنے دینی معاملہ میں ان کو اپنا مقتدا مان رہے ہیں۔ تو دنیاوی معاملات میں بھی ہمارے بطریق اولیٰ امام ہیں۔ تو آج کی رات انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر کے اپنے یوم الست والے وعدے کا پوری طرح ایفاء کر لیا۔ ؎

السّلام اے حسن کے ماہِ تمام!!
السّلام اے سارے نبیوں کے امام

علاوہ ازیں یہ بھی آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہمارے آقا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا۔ اور اس کا ظہور سارے انبیاء کرام علیہم السّلام کے بعد ہوا۔ تو اس رات یہ امر بھی ظاہر کرنا

Marfat.com

تھا۔ کہ حضور اگرچہ تشریف سب سے پیچھے لائے۔ مگر ہیں سب سے آگے ہی۔ یہ دیکھ لو۔ شبِ معراج نماز اقصیٰ کا نظارہ۔ کہ سب سے پیچھے آنے والے آج سب سے آگے تشریف فرما ہیں۔ اور آگے آنے والے سب حضرات علیہم السلام آج پیچھے دست بستہ کھڑے ہیں۔ ؎

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنیٔ اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

مسجدِ اقصیٰ میں خطباتِ انبیاء علیہم السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فیصلہ

حضرات! اس موقعہ پر آپ کو وہ ایمان افروز خطبات بھی سنا دوں۔ جو اس نماز کے ادا ہو جانے کے بعد سارے نبیوں نے ارشاد فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سارے نبیوں کے امام بن کر یہ نماز پڑھ چکے۔ تو سارے نبیوں (علیہم السلام) نے باری باری اپنی شان بیان فرمائی۔ اور ان سب کے بعد پھر ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی شانِ رفیع کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا فیصلہ سنایا۔

حضرت آدم علیہ السلام

چنانچہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اٹھے۔ اور فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ بِیَدِہٖ وَ اَسْجَدَ لِیْ مَلٰٓئِکَتَہٗ وَجَعَلَ الْاَنْبِیَآءَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۔ "سب تعریف اس اللہ کے لئے جس نے مجھے اپنے یدِ قدرت سے پیدا کیا۔ اور اپنے فرشتوں سے میرے لئے سجدہ کرایا۔ اور نبیوں کو میری ذریت سے بنایا"

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کے اس خطبے کے بعد پھر حضرت نوح علیہ السلام اٹھے اور فرمایا۔

Marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَجَابَ دَعْوَتِیْ فَنَجَّانِیْ مِنَ الْغَرْقِ بِالسَّفِیْنَةِ وَفَهَّمَنِیْ بِالنُّبُوَّةِ۔ سب تعریف اس اللہ اس کے لئے جس نے میری دعا سنی۔ اور کشتی کے ذریعہ مجھے غرق سے نجات دی اور مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اٹھے اور فرمایا:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اِتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا وَّ اَعْطَانِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا وَّ اصْطَفَانِیْ بِرِسَالَتِهٖ وَ اَنْقَذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَجَعَلَهَا عَلَیَّ بَرْدًا وَّ سَلَامًا ۔ سب تعریف اس اللہ کے لئے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا۔ اور مجھے ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور اپنی رسالت کے ساتھ مجھے چن لیا اور مجھے آگ سے بچایا۔ اور اس آگ کو مجھ پر ٹھنڈا کر دیا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام اٹھے۔ اور آپ نے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَلَّمَنِیْ تَکْلِیْمًا وَاصْطَفَانِیْ بِرِسَالَتِهٖ وَاَنْزَلَ عَلَیَّ التَّوْرَاةَ ۔ سب تعریف اس اللہ کے لئے جس نے مجھ سے کلام فرمایا۔ اور اپنی رسالت کے ساتھ مجھے چن لیا۔ اور مجھ پر تورات نازل فرمائی۔

حضرت داؤد علیہ السلام

اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے نے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیَّ الزَّبُوْرَ وَ لَیَّنَ لِیَ الْحَدِیْدَ۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے مجھ پر زبور نازل فرمائی۔ اور میرے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام اٹھے۔ اور فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لِیَ الرِّیَاحَ وَالْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَ عَلَّمَنِیْ مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاَعْطَانِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ ــــ سب تعریف اس اللہ کے لئے جس نے ہوا۔ جنوں۔ اور انسانوں کو میرے لئے مسخر کر دیا۔ اور مجھے پرندوں کی بولیوں کا علم دیدیا۔ اور ایک بے مثل ملک مجھے عطا فرما دیا۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھے اور فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَلَّمَنِیَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَجَعَلَنِیْ اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِهٖ۔

سب تعریف اس اللہ کے لئے جس نے مجھے تورات و انجیل سکھائی۔ اور مجھے مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دینے والا۔ اور مُردوں کو اپنے اذن سے زندہ کر دینے والا بنایا۔

بھائیو! جب یہ سارے انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے خطبات ارشاد فرما چکے۔ تو سب سے آخر ہمارے حضور امام الانبیاء حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اٹھے۔ اور ارشاد فرمایا۔

امام الانبیاء حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کُلُّکُمْ اَثْنٰی عَلٰی رَبِّهٖ وَاَنَا اُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ۔

"آپ سب تو اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کر چکے۔ اب میں اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں۔"

پھر آپ نے فرمایا :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَکَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ اَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْهِ تِبْیَانُ کُلِّ شَیْئٍ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ اُمَّةً وَسَطًا وَّ جَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِکْرِیْ۔ وَ جَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّ خَاتِمًا وَّ سَمَّانِیْ رَؤُفًا رَّحِیْمًا ——

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے۔ جس نے مجھے سارے جہانوں کے لئے رحمت بناکر اور تمام آدمیوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ اور جس نے مجھ پر قرآن مجید، فرقان حمید نازل فرمایا ایسا قرآن جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اور جس نے میری امت کو بہترین امت اور امت وسط بنایا۔ اور جس نے میرے غلاموں کو (جنت میں داخل ہونے میں) اول اور (دنیا میں آنے میں) سب امتوں سے آخر بنایا۔ اور جس نے میرے لئے میرے سینے کو کھول دیا۔ اور مجھ سے میرا بار اٹھا لیا۔ اور میرے لئے میرے ذکر کو بلند فرما دیا۔ اور مجھے (سلسلہ انبیاء کا) فاتح اور خاتم بنا دیا۔ اور میرا نام رؤف رحیم رکھا"

سبحان اللہ! سبحان اللہ! یہ ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو حضور نے شب معراج مسجد اقصیٰ کی نماز پڑھانے کے بعد سارے نبیوں کے خطبات کے بعد ارشاد فرمایا۔ حضرات! ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبۂ عالیہ سارے انبیاء کرام علیہم السلام نے سنا۔ تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اٹھے۔ اور انبیاء کرام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فیصلہ

Marfat.com

علیہم السّلام سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔
بِھٰذَا فَضَّلَکُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔
"انہی کمالات کے باعث محمد تم سب سے بڑھ گئے"
(مواہب لدنیہ ص۱۵ جلد۲ و معراج النبوۃ ص۹۳)

نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت
اَللّٰہُ اَکْبَرْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ کہ حضرت خلیل علیہ السّلام سارے انبیاء کرام علیہم السّلام میں ہمارے حضور کی فضیلت کا اعلان فرما رہے ہیں۔ پھر کیوں نہ اعلیٰحضرت بھی فرمائیں۔ کہ ؎

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطانِ والا ہمارا نبی

مل کر پڑھیئے سب ؎

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسُل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

Marfat.com

ہاں تو بھائیو! ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت شریف کے مطابق شبِ معراج پہلے تو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر فرمایا اور وہاں انبیاء کرام کی امامت کرا کے پھر آپ آسمانوں پر تشریف لیگئے آسمانوں کی طرف تشریف لے جانے کا بیان اگلے جمعہ میں سناؤنگا

اِنشاءاللہ!

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اس کے بعد دوسری اذان اور

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ. اَلْوَاهِبِ الْوَالِی الصَّمَدِ. نَحْمَدُہٗ عَلٰی اَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ وَدَبَّرَہٗ مِنْ غَیْرِ مُعِیْنٍ وَّمَدَدٍ. وَنَشْکُرُہٗ عَلٰی اَنْ جَعَلَنَا مِنْ اَشْرَفِ مَخْلُوْقَاتِہٖ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا نِعَمًا لَّا تُحْصٰی وَلَا تُعَدُّ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ. وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ. وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الْمَبْعُوْثُ اِلٰی کَآفَّۃِ الْخَلْقِ مِنَ
الْاَحْمَرِ وَالْاَبْیَضِ وَالْاَسْوَدِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اِلَی الْاَبَدِ

اَمَّا بَعْدُ

مَعَاشِرَ الْاِخْوَانِ وَالْخُلَّانِ اُشْکُرُوا اللّٰہَ عَلٰی
نَعْمَآئِہٖ۔ وَاَحْمَدُوْہُ عَلٰٓی اٰلَآئِہٖ حَیْثُ جَعَلَ
لَکُمْ اَیَّامًا مُّتَشَرِّفَۃً۔ وَاَزْمَانًا مُّتَبَرِّکَۃً۔ لِتَفُوْزُوْا
اِلَی الرُّشْدِ۔ وَقَسَّمَ الزَّمَانَ عَلٰٓی اِثْنَیْ عَشَرَ شَھْرًا
مِنْھَآ اَرْبَعَۃٌ حُرُمُ الثَّلَاثَۃُ الْمُتَوَالِیَۃُ ذُوالْقَعْدَۃِ
وَذُوالْحِجَّۃِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ الْفَرْدُ۔ وَوَعَدَ
لِمَنْ عَمِلَ فِیْھَا بِالصَّالِحَاتِ بِالْاَجْرِ الْجَزِیْلِ
وَحُسْنِ الْمَدَادِ۔ فَعَلَیْکُمْ اَنْ لَّا تَضْیِعُوْا ھٰذِہِ
الْاَشْھُرَ الْمُحْتَرَمَۃَ۔ وَلَا تَظْلِمُوْا فِیْھِنَّ اَنْفُسَکُمْ
بِارْتِکَابِ الْاَفْعَالِ الْخَبِیْثَۃِ۔ فَمَنْ حَفِظَ
نَفْسَہٗ فِیْھَا فَھُوَ الْمُھْتَدِیْ۔ وَتَذَکَّرُوْا یَوْمَ

قِيَامِ الْقِيَامَةِ الصُّغْرٰى وَانْقِضَآءِ الْاٰجَالِ الْمُدَدِ
وَمَا يَمْضِىْ عَلَيْكُمْ مِنَ الْاَهْوَالِ وَالشَّدَآئِدِ
فِى الْمَدْفَنِ وَالْمَرْقَدِ ۔ وَوَرَآءَ ذٰلِكَ يَوْمُ الْعَرْضِ
الْاَكْبَرِ يَوْمٌ لَّا يَنْفَعُ فِيْهِ مَالٌ وَّلَا وَالِدٌ وَّلَا
وَلَدٌ ۔ يَفِرُّ فِيْهِ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَبَنِيْهِ
وَصَاحِبَتِهٖ وَاَبِيْهِ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ ۔ يَوْمٌ
تَرٰى فِيْهِ كُلَّ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ وَّمَلَكٍ مُقَرَّبٍ
يَقُوْلُ نَفْسِىْ نَفْسِىْ سِوٰى خَاتِمِ الْاَنْبِيَآءِ
شَفِيْعِنَا صَاحِبِ الْمَقَامِ الْاَمْجَدِ ۔ اَيُّهَا
الْغَافِلُوْنَ تَنَبَّهُوْا مِنْ نَوْمِ الْغَفْلَةِ وَلَا تَسْلُكُوْا
سُبُلَ مَنْ تَمَرَّدَ وَتَشَرَّدَ فَمَنْ تَمَرَّدَ عَنْ
اِطَاعَةِ رَبِّهٖ هَلَكَ وَاَهْلَكَ وَضَلَّ وَاَضَلَّ
وَفَسَدَ وَاَفْسَدَ ۔ وَطَهِّرُوْا نُفُوْسَكُمْ مِنَ
الْخِصَالِ الْمُهْلِكَةِ وَالْاَفْعَالِ الْمُقَبَّحَةِ مِنَ
الْكِبْرِ وَالْبُغْضِ وَالْعُجْبِ وَالْفَخْرِ وَالشُّحِّ وَ

الْحَسَدِ۔ فَمَنْ طَهَّرَ قَلْبَهٗ عَنِ الْاَمْرَاضِ النَّفْسَانِيَةِ
هَبَّتْ عَلَيْهِ نَسِيْمُ الْاَنْوَارِ الرَّبَّانِيَةِ وَ بَلَغَ
اِلٰى اَعْلَى الْمَطْلَبِ وَالْمَقْصَدِ۔ وَقَدْ وَرَدَ
فِي الْخَبَرِ بِالسَّنَدِ الْمُسْتَنَدِ۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اِلَى الْاَبَدِ
اَنَّ الْقَلْبَ مُضْغَةٌ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَتِ
الْاَعْضَاءُ كُلُّهَا وَتَفْسُدُ اِذَا فَسَدَ۔ وَلَا تَظُنُّوْا
اَنَّكُمْ خُلِقْتُمْ سُدًى اَوْ جُعِلْتُمْ عَبَثًا اَوْ
اَنَّكُمْ لَا تَمُوْتُوْنَ وَاَنَّ لَكُمُ الْبَقَاءَ وَ
الدَّوَامَ اِلَى الْاَبَدِ۔ كَلَّا وَاللّٰهِ مَا مِنْ
نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ اِلَّا وَقَدْ قُدِّرَ لَهَا اَجَلُهَا
فَاِذَا جَاءَ اَجَلُهَا لَا تَسْتَقْدِمُ سَاعَةً وَّ
لَا تَسْتَاْخِرُ لَمْحَةً فَاِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ
بِالرَّصَدِ۔ اَللّٰهُمَّ يَا مَنَّانُ يَا رَحْمٰنُ
يَا وَاحِدُ يَا اَحَدُ۔ اِغْفِرْ لَنَا جَمِيْعَ خَطَايَانَا

Marfat.com

وَاعْفُ عَنَّا وَطَهِّرْ قُلُوْبَنَا وَاَجْسَادَنَا
مِنَ الذُّنُوْبِ بِرَحْمَتِكَ۔
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ
الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ مَلِكٌ
كَرِيْمٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھئے

Marfat.com

جمعہ کے خطبہ کا عنوان

سیّاحِ لامکاں

صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۰)

حضرات! پچھلے جمعہ آپ سن چکے۔ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف معراج سے مشرف فرمایا گیا۔ اور آپ نے شبِ معراج مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک سفر فرمایا۔ اور مسجد اقصیٰ میں آپ نے سارے نبیوں کی امامت فرمائی۔ اس کے بعد پھر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف عروج فرمایا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ۔ یعنی جبریل کے ساتھ پھر ہم نے آسمان کی طرف عروج فرمایا۔ بھائیو! میں پہلے کہہ چکا۔ کہ معراج شریف ایک معجزہ ہے۔

Marfat.com

اور معجزہ وہی ہوتا ہے۔ جو عقل کو عاجز کر دے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضور نے بیشک بیت المقدس سے پھر آسمانوں کی طرف عروج فرمایا۔ اور پھر ہر آسمان پر آپ جلوہ افروز ہوئے۔ اور مشتاقانِ دید کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔

نور کی سیڑھی اور راکٹ

"معراج" کا لفظی معنی سیڑھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج ایک نوری سیڑھی سے آسمانوں کی طرف عروج فرمایا۔ اس پُرفتن دور میں بعض فلسفی اور شکی طبیعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نور کی سیڑھی اور حضور کے عروج جسمانی پر یقین نہیں رکھتیں۔ اور یہ ان کی انتہائی نادانی ہے۔ اس لئے کہ موجودہ دور میں انہیں کی سائنس ایک ایسے راکٹ کا ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے۔ جو بقول ان کے ایک زندہ انسان کو عالمِ بیداری میں جسم کے ساتھ چاند میں پہنچا دے گا۔ تو میرے بزرگو! اگر سائنس نے کوئی ایسا راکٹ تیار کر لیا ہے۔ تو یہ کیوں ممکن نہیں۔ کہ خالقِ سائنس ربِّ کائنات نے ایک ایسی نور کی سیڑھی پیدا فرما دی تھی جس نے مدنی چاند صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چاند سے بھی کہیں آگے تک پہنچا دیا۔ اور یہ چاند اُس مدنی چاند کی گردِ راہ بن کر رہ گیا۔ مسلمان کا تو ایمان اس راکٹ کے تیار ہونے سے پہلے بھی تھا۔ اور اب بھی ہے۔ اور جو فلسفی مزاج رکھتا ہے۔ اُسے اپنے اس راکٹ کے مبینہ عروج کے پیشِ نظر "معراج جسمانی" کا انکار کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کا عمل مولانا رومی کے اس مصرعہ پر ہے۔ کہ ؎

عقل قرباں کن بہ پیشِ مصطفٰے

فلسفی اور تہذیبِ نو کے دلدادہ یہاں ایک اور بات بھی کہا کرتے ہیں کہ حضور آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ تو آسمانوں میں سے گذرے کیسے؟

Marfat.com

جب کہ آسمان کو کوئی دروازہ نہیں ہے۔ اس کا جواب میں پچھلے جمعہ میں دے چکا ہوں۔ کہ یہاں "کیسے ویسے" کا دخل ہی نہیں۔ "کیسے ویسے" کو جانے والا جانے یا لے جانے والا جانے۔ ہمیں اس بانٹے سے کیا غرض۔ تاہم اتنا میں ضرور کہوں گا۔ کہ ایسے لوگوں سے تو نانک ہی اچھا رہا۔ جس نے

نانک

اس بات کا بڑا اچھا جواب دیا تھا۔ کسی نے نانک سے پوچھا۔

نانکا تب کو در نہیں بنی گئے بت پار

یعنی اے نانک آسمان کا تو کوئی دروازہ ہی نہیں۔ پھر (مسلمانوں کے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم آسمان میں سے گذر کیسے گئے؟۔ نانک نے اس کا جواب دیا۔

جیونکر چھچھن اچھچھرن بنی گئے اِت پار

یعنی جس طرح عینک کے شیشہ سے آنکھ کی نظر گذر جاتی ہے۔ اسیطرح (مسلمانوں کے) نبی آسمان میں سے گذر گئے"۔

واہ وا! کیا مزے کی بات کہی ہے۔ کہ دیکھ لو عینک کے شیشہ میں کوئی دروازہ وغیرہ نہیں۔ مگر نظر اس میں سے پھر بھی گذر جاتی ہے۔ تو اگر یہ ممکن ہے۔ تو پھر نبی جو خدا کی نظرِ رحمت ہوتی ہے۔ آسمان میں سے گذر جائے۔ تو کونسی مشکل بات ہے۔ بھائیو! یہ تو اس صورت کا جواب ہے۔ جبکہ آسمان کے دروازے نہ مانے جائیں۔ اور واقعہ یہ ہے۔ کہ آسمان کے دروازے حدیث سے ثابت ہیں۔ چنانچہ حدیث معراج میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں جب آسمانِ دنیا تک پہنچا۔ تو جبریل نے آسمانِ دنیا کا دروازہ میرے لئے کھلوایا۔ (دیکھئے مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۲۱) بہرحال کچھ بھی ہو۔ ہمارا ایمان یہ ہونا چاہیئے کہ جو کچھ قرآن وحدیث میں ہے۔ حق ہے درست ہے۔ اور ہماری محدود عقلوں میں اگر وہ بات نہ آئے۔ تو نہ سہی۔ ایمان میں تو آتی ہے۔

Marfat.com

مُسلمان و نیچری

اس موقعہ پر آپ کو ایک مسلمان اور ایک نیچری کا مکالمہ سنا دوں۔ ایک جگہ واقعہ معراج سننے کے بعد دو آدمی جن میں ایک مسلمان تھا۔ اور ایک نیچری تھا۔ جھگڑنے لگے۔ نیچری نے کہا۔ بھلا یہ بات بھی کوئی مانی جا سکتی ہے۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اوپر چلے گئے۔ وہ اوپر کیسے جا سکتے ہیں؟ مسلمان نے جواب دیا۔ مسٹر! تمہارا یہ اتنا بڑا وزنی ہوائی جہاز اوپر کیسے چلا جاتا ہے؟ نیچری نے جواب دیا۔ "وہ تو پٹرول کی قوت سے اوپر جاتا ہے"۔ مسلمان بولا۔ "اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خالق پٹرول کی قوت و قدرت سے اوپر تشریف لے گئے"۔ نیچری بولا۔ اچھا چلو مان لیا۔ مگر وہ آسمان میں سے کیسے نکل گئے؟ مسلمان نے جواب دیا۔ مسٹر! تمہاری ایکس رے لائٹ جسم میں سے کیسے عبور کر جاتی ہے؟ نیچری بولا۔ ارے وہ تو بجلی کا کرشمہ ہے"۔ مسلمان بولا۔ تو ہمارے حضور بھی تو سرتا پا برق براق پر سوار اور خود نور الانوار ہیں۔ پھر اس مقدس کرشمہ سے انکار کیوں؟ نیچری کھسیانا ہو کر بولا۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ تمہارے مولوی یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) معراج سے واپس آئے۔ تو بستر اُن کا گرم کا گرم ہی رہا۔ بھلا یہ بھی کوئی ماننے کی بات ہے۔ کہ اتنا طویل سفر۔ اور بستر ٹھنڈا ہی نہ ہو۔ مسلمان نے جواب دیا۔ اور مسٹر! تمہاری تھرموس بوتلوں میں چوبیس چوبیس بلکہ ستر ستر گھنٹہ تک چائے کیسے گرم رہتی ہے؟ مسٹر بولا۔ یہ تو سائنس کی صنعت ہے۔ مسلمان نے جواب دیا۔ اور وہ خدا کی قدرت ہے"۔ نیچری صاحب خاموش ہو گئے۔

ہاں تو بھائیو! آج کی رات سارے آسمانوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خوشیاں منائی جانے لگیں۔ بقول شاعر ؎

آمد آمد ہے اس شاہ عالی کی آج جسکے سر پہ ہے لولاک کا نوری تاج

Marfat.com

مسند پاک ہے جس کی عرش خدا آتا وہ مہ لقا آج کی رات ہے
شاخیں فرطِ خوشی میں لگیں جھولنے بلبلیں مست ہو کر لگیں جھومنے
اور گانے لگی مدحتِ مصطفیٰ طوطیٔ خوشنوا آج کی رات ہے

اے جبریل

میرے بھائیو! اس نورانی شب آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم فرمایا۔ کہ اے جبریل! آج آسمانوں کو سجا دو۔ نور کی چادریں بچھا دو۔ سب کے سب صف بصف دست بستہ کھڑے ہو جاؤ۔ اور اے جبریل! تم خادمانہ لباس پہن لو۔ اور ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے لو۔" — جبریل نے عرض کی "الٰہی! کیا قیامت قریب آگئی؟ ارشاد باری ہوا۔

لَا وَ لٰکِنْ حَبِیْبِیْ اُرِیْدُ اَنْ اُقَرِّبَہٗ — نہیں اے جبریل! بلکہ اپنے حبیب کو قریب بلانے کا ارادہ ہے۔ (روض الفائق ص۹۱)

افضل الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم

حضرات! یہ اجتماعی مسئلہ اور حقیقت ہے۔ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ مگر عیسائی دنیا یہ کہہ سکتی تھی۔ کہ مسلمانو! دیکھو ہمارے عیسےٰ علیہ السلام خود تمہارے قرآن ہی کے مطابق زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ جیسا کہ قرآن میں موجود ہے۔ مَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ۔ یعنی عیسےٰ علیہ السلام کو یہود نے ہرگز قتل نہیں کیا۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ تو اے مسلمانو! ہمارے نبی تمہارے نبی سے افضل ٹھہرے۔ کیونکہ ہمارے نبی آسمان پر گئے۔ ہیں۔ تمہارے نہیں۔ بھائیو! شبِ معراج عیسائیوں کا منہ بند کر دیا گیا۔ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ آسمانوں ہی پر، بلکہ آسمانوں سے ہوتے ہوئے آسمانوں سے بھی اوپر تشریف لے گئے۔ اسی لئے ایک شاعر نے لکھا ہے۔ کہ ؎

Marfat.com

رہ گئے چرخِ دوئم ہی پہ جناب عیسٰے !
طے گئے ہفت سماوات کے میداں تو نے

ایک اور شاعر لکھتا ہے ۔ ؎

اللہ رے ایسے رتبۂ عالی کو دیکھنا
جب سارے آسماں ہوئے زینہ رسُول کا

بھائیو ! آسمان تو آسمان ہے۔ ہمارے حضور لامکاں جا پہنچے حضرت حسن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔ ؎

بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم
گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ

میں سنا چکا ہوں۔ کہ لامکاں ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں کسی کا وہم و گمان بھی نہیں جا سکتا۔ قربان جائیں اس عظمت و رفعت کے ۔ کہ حضور وہاں جا پہنچے ۔ جہاں نہ یہ کہ کوئی نہ پہنچ سکا۔ بلکہ کسی کا وہم و گمان بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا۔

کمال ہے

بھائیو ! آپ نے کہیں جانا ہو۔ تو تانگہ پر بیٹھ کر جائینگے جہاں تانگہ نہ پہنچ سکے۔ وہاں موٹر پر بیٹھ کر چلے جائیں گے ۔ موٹر بھی نہ جا سکے تو ریل پر چلے جائیں گے۔ جہاں ریل بھی نہ جا سکے۔ وہاں ہوائی جہاز پر بیٹھ کر پہنچا جاتا ہے۔ مگر بھائیو ! ۔ ایک ایسی سواری بھی ہے۔ جس پر بیٹھ کر آپ وہاں بھی جا سکتے ہیں۔ جہاں ہوائی جہاز بھی نہیں پہنچ سکتا ۔ اور پھر وہ سواری بھی ایسی ہے۔ کہ آپ کسی دوسرے ملک میں جانا چاہیں ۔ تو اس سواری پر بیٹھ کر آپ بغیر پاسپورٹ اور ویزا کے وہاں جا سکتے ہیں ۔ آپ حیران ہوں گے۔ کہ وہ اتنی تیز رفتار اور مفید سواری کون سی ہے ؟ لیجئے ! میں آپ کو بتاتا ہوں۔ وہ خیالی گھوڑا ہے۔ آپ اپنے خیالی گھوڑے پر بیٹھ کر پاکستان کے ہر

Marfat.com

شہر میں پھر سکتے ہیں۔ بھارت کے ہر شہر میں بغیر کسی پاسپورٹ کے پھر سکتے ہیں گھر بیٹھے بیٹھے آنکھیں بند کیجئے۔ اور خیالی گھوڑے پر بیٹھ کر لاہور کی انار کلی میں چلے جایئے۔ کراچی کے کلفٹن کی سیر کیجئے۔ یا بھارت کے شہر دہلی میں پھریئے۔ آپ کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔ کیوں دوستو! ہے نا یہ ایک ایسی سواری۔ کہ جہاں کوئی سواری نہ پہنچ سکے۔ وہاں یہ پہنچ جاتی ہے۔ مگر کمال ہے ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی رفعت و عظمت کا۔ کہ شب معراج حضور وہاں جا پہنچے۔ جہاں یہ خیالی گھوڑا بھی نہیں پہنچ سکتا۔

فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْرَ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ وَعُرُوْجِہٖ وَکَمَالِہٖ۔

انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات

حضرات! حدیث معراج میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ آسمان پر تشریف لے گئے۔ تو جبریل نے دروازہ کھلوایا۔ دروازہ کھلنے پر حضور آسمان پر پہنچے۔ تو ہزاروں کی تعداد میں فرشتوں نے استقبال کیا۔ اور پھر حضور نے دیکھا۔ کہ وہاں ایک دراز قد بزرگ تشریف فرما ہیں۔ جبریل نے بتایا۔ کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام سے سلام کیا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا۔

عَلَیْکَ السَّلَامُ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ

آپ پر سلام اور فرزند صالح اور نبی صالح کو مرحبا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر دوسرے آسمان پر پہنچے۔ وہاں حضرت عیسٰے و یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات فرمائی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے اور چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ پانچویں آسمان پر پہنچے۔ تو حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ اور جب چھٹے آسمان پر پہنچے۔ تو حضرت موسٰی علیہ السلام سے

Marfat.com

ملاقات ہوئی۔

ایک پُر لطف مکالمہ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شمائم امدادیہ میں لکھا ہے۔ کہ منقول ہے۔ کہ شبِ معراج جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور سے پوچھا۔ کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل۔ جو آپ نے فرمایا ہے۔ کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کو پیش کیا۔ حضرت امام غزالی حاضر ہوئے۔ اور سلام طویل عرض کیا۔ یعنی السّلام علیکم کے بعد و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کے الفاظ کا اضافہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو؟ امام غزالی نے عرض کیا۔ حضور! آپ سے اللہ تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا تھا۔ مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى۔ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ۔ تو آپ نے اتنا طویل جواب کیوں دیا تھا۔ کہ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَ لِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى (الآیۃ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَدَبُ یَا غَزَالِیْ۔ ادب کرو اے غزالی۔

(شمائم امدادیہ صـ۱۳۴ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ)

سبحان اللہ! کیا پر لطف مکالمہ ہے۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھا جائے۔ اور کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا نہ ہو۔ کہ حضرت امام غزالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (معاذ اللہ) لاجواب کر دیا۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام تو اس وقت امام غزالی کا امتحان لے رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام ممتحن تھے۔ اور امام غزالی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے امتحان دینے والے ایک طالب علم کی حیثیت سے کھڑے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

نے بطور امتحان سوال فرمایا۔ اور امام غزالی نے اس کا صحیح جواب دیا۔ اگر کوئی طالب علم ممتحن کے سوال کا صحیح اور معقول جواب دیدے ۔ تو کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس نے ممتحن کو لاجواب کر دیا۔ بلکہ یہی کہا جائے گا۔ کہ امام غزالی بارگاہِ کلیمی میں امتحان دے کر کامیاب ہو گئے۔

ہاں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرنے کے بعد حضور ساتویں آسمان پر پہنچے۔ اور وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ۔ اور پھر آپ اس سے بھی آگے بڑھے۔ اور

سِدرۃ المنتہیٰ

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آئے۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں سے آگے آج تک نہ کوئی آگے گیا تھا۔ اور نہ ہی جا سکتا تھا حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ہیچ کس را مجال تجاوز ازاں مقام و عروج ازاں نیست و بوے منتہی می گردد۔" کسی شخص میں اس مقام سے آگے بڑھنے کی اور اوپر جانے کی طاقت نہیں۔ اور ہر کوئی وہاں پہنچ کر رُک جاتا ہے۔"

(مدارج شریف ص۹۴)

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہاں تشریف لائے۔ تو جبریل امین جو آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ یہاں آ کر رک گئے۔ اور عرض کی۔ بس یا رسول اللہ! مجھے اب اجازت دیجئے۔ میں آگے نہ جا سکوں گا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مِثْلَ هٰذَا الْمَقَامِ يَتْرُكُ الْخَلِيْلُ خَلِيْلَهٗ

"کہیں ایسی جگہ بھی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے؟"

جبریل امین نے عرض کی:۔

اِنْ تَجَاوَزْتُهٗ اِحْتَرَقْتُ بِالنُّوْرِ۔

"اگر میں اس مقام سے ذرہ بھی آگے بڑھا۔ تو نور سے جل جاؤں گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا! اے جبریل!
هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ۔ "ہے کوئی تمہاری حاجت؟
سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ کہ جبریل امین سے دریافت فرما رہے ہیں۔ کہ اے جبریل! اگر کوئی تمہاری حاجت ہے۔ تو مجھے بتاؤ۔ میری بارگاہ میں عرض کرو۔ میرے بھائیو! وہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو جبریل کی بھی حاجتیں سنے۔ اور سنانے کو فرمائے۔ پھر ما و شما کون ہیں۔ جو ان کے محتاج نہ ہوں گے۔ اور جو محبوب جبریل کی بھی حاجتیں پوری فرما سکتا ہے۔ وہ میری، آپ کی حاجتیں کیوں پوری نہ فرما سکے گا؟ بھائیو! ہم سب حضور کے محتاج ہیں۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ؎

چونکہ ذاتش بود محتاجٌ الیہ!
زیں سبب فرمود حق صَلّوا علیہ

یعنی چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک ساری کائنات کی محتاج الیہ ہے۔ یعنی ایسی بارگاہ ہے۔ جس کے سب محتاج ہیں۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ صَلّوا علیہ۔ صلوٰۃ و سلام بھیجو اس ذاتِ پاک پر جس کے تم سب محتاج ہو۔" سبحان اللہ! کیا شان ہے۔ کیا عظمت ہے اور کیا عروج ہے۔ بھائیو! اپنا ایمان رکھو۔ کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے محتاج الیہ ہیں۔ سب اپنی حاجتیں یہاں عرض کرتے ہیں۔ اور مرادیں پاتے ہیں۔ ہاں تو جبریل امین سے فرمایا۔ کہ اے جبریل! کوئی حاجت ہے۔ تو بیان کرو۔ بھائیو! سنو! جبریل امین نے اپنی حاجت بھی عرض کی۔ تو کیا کی۔ عرض کیا۔

مَیِّلِ اللّٰهَ لِیْ اَنْ اَبْسُطَ جَنَاحِیْ عَلَی الصِّرَاطِ لِاُمَّتِكَ حَتّٰی یَجُوْزُوْا عَلَیْهِ۔ یا رسول اللہ! اللہ سے میرے لئے یہ کہیے۔ کہ قیامت

Marfat.com

کے روز پل صراط پہ میں اپنے پَر بچھا دوں۔ تاکہ آپکی امت اوپر سے بآسانی گذر جائے۔"

(مواہب لدنیہ ص۲۹ جلد۲ - مدارج النبوۃ ص۹۴)

اَللّٰہُ اَکبَر!— جبریل امین نے عرض بھی کی تو کیا۔ اور حاجت پیش بھی کی تو کیا؟ یہ کہ یا رسول اللہ! آپ کی امت کا مجھے خیال ہے۔ کہ قیامت کے روز وہ پریشان نہ ہو۔ اور پُل صراط پر سے گذرتے وقت اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ پُل پر میں اپنے پَر بچھا دوں۔ تاکہ آپ کی امت اوپر سے آسانی کے ساتھ گذر جائے۔ بھائیو! کہاں ہم اور کہاں جبریل امین! ہم کون تھے جن کا وہ خیال فرماتے۔ مگر یہ سب صدقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ان کی نسبت سے حضرت جبریل علیہ السلام بھی ہمارا خیال فرمانے لگے۔ ؎

زاہد ان کا میں گنہ گار ہوں وہ شافع میرے
اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے

ہاں تو بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ المنتہیٰ کو بھی عبور فرمایا۔ اور وہاں جا پہنچے جہاں کسی کا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ اللہ ہی جانے یا اللہ کا محبوب۔ کہ آگے آپ کس قدر مقامات طے فرمانے کے بعد عرشِ اعظم کے قریب پہنچے۔ بھائیو! یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے۔ کہ شبِ معراج آپ سدرۃ المنتہیٰ کو عبور فرما کر عرش اعظم پر جا پہنچے۔ سدرۃ المنتہیٰ تک تو جبریل امین ساتھ رہے مگر اس سے آگے۔ "ہیچ ملکے و النسے با وی نماند" (مدارج شریف) کوئی فرشتہ یا آدمی آپ کے ساتھ نہ رہا۔ اور آپ آگے تنہا ہی تشریف لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں آگے تنہا تشریف لے گیا۔ کوئی میرا ساتھی نہ تھا۔ عرش اعظم کے قریب پہنچا۔ تو مجھے کچھ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

اجنبیت اور وحشت سی معلوم ہوئی - تو مجھے ابوبکر کی آواز میں ندا سنائی دی۔ کہ

قِفْ مَکَانَکَ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ -

"اپنی جگہ پر ٹھہرو۔ کہ تمہارا رب "صلوٰۃ" پڑھ رہا ہے"

حضور فرماتے ہیں۔ کہ میں بڑا حیران ہوا۔ کہ ابوبکر مجھ سے بھی پہلے یہاں کیسے پہنچ گئے؟ مگر مجھے پتہ چلا۔ کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی ندا تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم فرما کر میری وحشت دور فرمانے کے لئے ابوبکر کی آواز میں میرے کانوں میں پہنچائی تھی۔ تا کہ میں اپنے یارِ غار کی آواز سن کر اپنی وحشت دور کر لوں۔ بھائیو! یہ فطری بات ہے۔ کہ تنہائی میں جب دل متاثر ہو۔ اور کسی کو ساتھ نہ دیکھ کر پریشانی لاحق ہو۔ تو کسی گہرے دوست اور جانی رفیق کی آواز سن کر دل مطمئن ہو جاتا ہے تو حضور شبِ معراج جب ایک ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں کسی کا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور تنہائی کے عالم میں آپ نے کچھ اجنبیت اور وحشت محسوس فرمائی۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کی یہ پریشانی دور فرمانے کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے کانوں تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آواز پہنچائی۔

انیسِ رسول

حضرات! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان ملاحظہ فرمایئے کہ خود خدا تعالیٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تسکینِ خاطر کے لئے ان کے مبارک کانوں میں آوازِ صدیق پہنچا رہا ہے۔ لیجئے اب خدا تعالیٰ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا۔ اے محبوب! تم نے جو اس مقام پر اجنبیت و وحشت محسوس فرمائی۔ تو ہم نے تمہاری وحشت دور کرنے کے لئے تمہارے کانوں میں تمہارے انیس کی آواز پہنچائی - جس طرح

Marfat.com

موسیٰ (علیہ السلام) جب کوہِ طور پر پہنچے تھے۔ تو ان کی وحشت دُور کرنے کے لئے ہم نے ان سے کلام فرمایا۔ تو ان کی مانوس شئے کا ذکر کیا۔ یعنی موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے عصا سے انس تھا۔ چنانچہ ہم نے ان سے اپنے کلام میں ان کے عصا ہی کا دریافت فرمایا۔ کہ مَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ قَالَ هِيَ عَصَايَ۔ پس اس طرح وہ اپنے عصا کے ذکر میں مشغول ہو کر وحشت و ہیبت سے محفوظ ہو گئے۔ اسی طرح اے محبوب!

اَنْتَ وَهُوَ مِنْ طِينَةٍ وَاحِدَةٍ وَهُوَ اَنِيْسُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ خَلَقْنَا مَلَكًا عَلٰى صُوْرَتِهٖ يُنَادِيْكَ بِاسْمِهٖ لِيَزُوْلَ عَنْكَ الْاِسْتِيْحَاشُ۔ تم اور ابوبکر ایک ہی مبارک مٹی سے پیدا فرمائے گئے ہو۔ اور وہ تمہارا دنیا و آخرت میں انیس ہے۔ تو ہم نے ابوبکر کی شکل کا ایک فرشتہ پیدا کیا ہے۔ جس نے ابوبکر کی آواز میں تمہیں ندا دی۔ تاکہ تمہاری وحشت دور ہو جائے۔

(مواہب لدنیہ صفحہ ۳ جلد ۲)

حضرات! اس ارشادِ باری سے فیصلہ کر لیجئے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کیا شان ہے۔ فرمائیے! ایسے رفیق و انیسِ رسول کا کون قائل نہ ہوگا۔ اور کون ہے۔ جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے صدیق اکبر کو جدا کر سکے۔

بھائیو! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت ایک ایسی مثل رفاقت ہے۔ کہ آج بھی کسی گہرے اور جانثار دوست کو جب یاد کیا جاتا ہے۔ تو اسے یارِ غار کہا جاتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی بے مثال رفاقت ہے۔ کہ خود اللہ نے بھی شبِ معراج اس کا اعلان فرما دیا۔ الحمد للہ! ثم الحمد للہ! کہ ہم اہل سنت وجماعت اسی رفاقت کے قائل ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے بہترین رفیق ہیں۔ سفر و حضر کے رفیق۔ اور دنیوی زندگی کے رفیق۔ اور وصال شریف کے بعد بھی رفیق۔ فرش کے رفیق اور عرش کے بھی رفیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جب یہ آواز سنی۔ کہ ٹھہرو تمہارا رب صلوٰۃ پڑھ رہا ہے۔ تو میں حیران ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ تو نماز سے غنی ہے۔ پھر اس کا صلوٰۃ یعنی نماز پڑھنا کیسا؟ حضور فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے جواب دیا۔ کہ

اللہ کی نماز

اَنَا الْغَنِیُّ اَنْ اُصَلِّیَ لِاَحَدٍ وَ اِنَّمَا اَقُوْلُ سُبْحَانِیْ سُبْحَانِیْ۔ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ۔ میں واقعی کسی کی نماز سے غنی ہوں۔ میری "صلوٰۃ" تو صرف یہ ہے۔ کہ میں یوں فرماتا ہوں۔ سبحانی۔ سبحانی۔ میری رحمت نے میرے غضب پر سبقت فرمائی۔"

اور پھر فرمایا۔ اے میرے محبوب! قرآن کی یہ آیت یاد فرماؤ۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ــــ فَصَلَاتِیْ رَحْمَتِیْ لَکَ وَ لِاُمَّتِکَ۔ وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے۔ تم پر وہ اور اس کے فرشتے۔ کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے۔ اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے ــــ تو میری نماز یہی ہے۔ کہ میں تم پر اے محبوب رحمت بھیجتا ہوں۔ اور تمہاری امت پر۔"

سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں کیا شان ہے ہماری بھی۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کے صدقہ میں ہم پر رحمتیں نازل فرماتا ہے

قریب آؤ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ کی آواز میں اس ندا کے بعد میں آگے بڑھا۔ تو مجھے پھر یہ مبارک ندائیں آنے لگیں۔

اُدْنُ یَا خَیْرَ النَّبِیَّۃِ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ۔

قریب آؤ اے بہترین کائنات! قریب آؤ اے احمد۔ قریب آؤ اے محمد!"

سبحان اللہ! کیا عروج اور کیا شان ہے۔ کہ آج وہ محبوبِ حقیقی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ لَنْ تَرَانِیْ۔ تو مجھے نہ دیکھ سکے گا۔ وہی خود ہمارے حضور کو مخاطب فرما کر فرما رہا ہے۔ قریب آؤ اے محبوب قریب آؤ۔ سچ ہے۔ ؎

طورِ سینا اور ہے معراجِ مولیٰ اور ہے
اپنا جانا اور ہے اُن کا بلانا اور ہے

اور اعلیحضرت فرماتے ہیں۔ کہ ؎

تبارک اللہ شان تیری، تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے ہیں

سکارے علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ فَاَدْنَانِیْ رَبِّیْ۔ میرے رب نے مجھے قریب کرلیا۔ اور مجھے اپنا قربِ خاص بخشا۔ اور پھر

فَوَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ بِلَا تَکْیِیْفٍ وَلَا تَحْدِیْدٍ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَاَوْرَثَنِیْ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ — اللہ نے اپنا قدرت کا ہاتھ بلاکیف و تحدید میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ اور میں نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک پائی۔ پس اللہ نے مجھے اولین و آخرین یعنی اگلوں پچھلوں سب کا علم دیدیا۔" (مواہب لدنیہ ص۲۹ جلد۲)

Marfat.com

بھائیو! ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج سارے علوم دیدئے گئے۔ اور آپ سے کوئی بات مخفی نہ رہی۔ خود اللہ ہی کا دیدار حاصل ہو گیا۔ پھر جن مبارک نظروں سے خود اللہ تعالیٰ بھی غائب نہ رہا۔ اس سے اور کوئی بات کیسے غائب رہ سکتی ہے۔

اور کیا غیب تم سے بھلا ہو نہاں!
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ لاکھوں سلام

اُمّت کا خیال

حضرات! کروڑوں بار شکر کرو اس اللہ تعالیٰ کا جس نے ہمیں ایسا رؤف و رحیم رسول عطا فرمایا۔ جو کسی وقت بھی ہم گنہ گاروں کو نہیں بھولا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بھائیو! آج کوئی شخص ذرا سا بھی اوپر چلا جائے۔ اور معمولی سا بھی عہدہ پالے۔ تو وہ اپنوں، بیگانوں سب کو بھلا دیتا ہے۔ اور کسی کا واقف ہی نہیں بنتا۔ مگر کروڑوں سلام اور لاکھوں درود اس غمخوارِ امت رسول پر جو شبِ معراج ساری بلندیوں سے بلند مرتبہ پر جا پہنچا۔ اور سارے اونچے عہدوں سے اونچا عہدہ پاکر بھی اپنی امت کو نہیں بھولا۔ اور شبِ معراج اپنے اللہ سے اپنی امت کے لئے یوں عرض کیا۔

اِجْعَلْ حِسَابَ اُمَّتِیْ فِیْ یَدِیْ لِئَلَّا یَطَّلِعَ عَلٰی عُیُوْبِهِمْ اَحَدٌ غَیْرِیْ۔ الٰہی! میری امت کا حساب میرے ہاتھ دیدے۔ تاکہ میری امت کے گناہوں کا میرے سوا کسی کو پتہ ہی نہ چلے۔"

اللہ اکبر! کتنی مہربانی اور کتنی شفقت ہے۔ خدا کی قسم! اتنی شفقت ماں باپ کو بھی اپنی اولاد پر نہیں ہوتی۔ جتنی حضور کو اپنے غلاموں پر ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ کس زبان سے شکر ادا کریں۔ اپنے محسن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور کس زبان سے حمد و شکر بجا لائیں۔ اپنے ربّ کریم کا کہ رسول ہے۔ تو ایسا شفیق اور رب ہے۔ تو ایسا کریم۔ کہ اپنے محبوب

Marfat.com

کی اس التجا کے جواب میں رب نے یوں فرمایا۔ کہ اے محبوب! تم اپنی امت کے عیب دوسروں کو دکھانا نہیں چاہتے۔ تو ہم اپنے بندوں — تمہاری امت کے عیب تم کو بھی دکھانا نہیں چاہتے۔

حضور صلے اللہ علیہ و سلم نے پھر عرض کیا۔

اِلٰہی! وَسَیِّدِیْ اَلْدُنْ یَبُوْنَ مِنْ اُمَّتِیْ۔

الٰہی و سیدی! میری امت میں گنہ گار بھی ہیں۔

خدا نے جواب ارشاد فرمایا:۔

یَا اَحْمَدُ اِذَا کُنْتُ اَنَا الرَّحِیْمُ وَاَنْتَ الشَّفِیْعُ فَاَیْنَ الْمُذْنِبُوْنَ بَیْنَنَا — اے احمد! جن کے لئے ایک طرف میں رحیم ہوں۔ اور دوسری طرف تم شفیع ہو۔ تو ہم دونوں کے درمیان گنہ گار رہ ہی کیسے سکتے ہیں؟

(کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد ص۳۳۱ جلد ۵)

نعرۂ تکبیر — نعرۂ رسالت

اَللّٰہُ اَکْبَر — یَارَسُوْلَ اللّٰہ

ہزاروں سلام اور کروڑوں درود ایسے رسولِ رحمت اور صاحبِ شفاعت پر۔ کہ جن کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ بھی ہم گنہ گاروں پر بیحد مہربان ہے۔ بھائیو! بیشک ہم گنہ گار ہیں۔ مگر ؎

صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

مکالمہ ایک اور ایمان افروز اور خوش کن بات بھی سنئے۔ بزرگوں نے لکھا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ عرض کیا۔ کہ الٰہی! میری امت سے حساب نہ لینا۔ تو خدا نے فرمایا۔ محبوب! تم اس وقت میرے ساتھ مکالمہ کے شرف سے مشرف ہو رہے ہو۔ اور تمہارے صدقہ میں ہم تمہاری امت کو بھی اس شرف سے مشرف فرمانا چاہتے ہیں اور

ثہ اس طرح کہ قیامت کے روز ہم ان سے حساب لینے کے بہانے انہیں اپنی ہمکلامی سے مشرف فرمائیں گے۔ اگر ہم تمہاری امت کو اس شرف سے مشرف فرمانا نہ چاہتے۔ تو قیامت کو ان سے حساب نہ لیتے۔ اب تو قیامت کا دن ان کے لیے باعثِ رحمت ہوگا۔ نہ کہ سبب عذاب کا۔ ؎

صدقے اس رحم کے اس سایۂ دامن پہ نثار!
اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے

تحفہ

اس کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب سے پوچھا۔ اے حبیب! یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی دوست اپنے دوست سے ملنے جاتا ہے۔ تو اس کے لئے کوئی تحفہ ضرور لے جاتا ہے۔ آپ میرے لئے کیا لائے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے عرض کی۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ

"میری تمام بدنی۔ زبانی۔ اور مالی عبادتیں صرف تجھ اللہ ہی کے واسطے ہیں"

حضور کا یہ تحفہ خدا نے قبول فرما کر فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

"ہر قسم کی سلامتی۔ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں آپ پر اے نبی!"

اس موقعہ پر حضور نے پھر اپنی گنہ گار امت کو یاد فرمایا۔ اور انہ کو اپنے سایۂ ملا کر اس طرح عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔

"اللہ کی سلامتی ہم پر۔ یعنی ہمارے ساتھ ہماری گنہ گار امت پر بھی، اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی"۔

فرشتوں نے جب اس اخلاقِ کریمانہ کا مظاہرہ دیکھا۔ کہ ایسے وقت

Marfat.com

میں بھی اس نبی رحیم و کریم نے اپنی امت کے گنہ گاروں کو فراموش نہیں فرمایا۔ تو بیک زبان سب بول اُٹھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ــــ "ہم سب فرشتے اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اور محمدؐ اللہ کے سچے بندے و رسول ہیں"

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔ ؎

اِدھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں اُدھر سے انعامِ خسروی ہیں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پُر نور میں پڑے تھے

نبیٔ رحمت شفیعِ اُمّت رضاؔ پہ للّٰہ ہو عنایت
اِسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

حضرات! اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے واسطے کوئی تحفہ طلب فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کی امت کے لئے کیا تحفہ عطا فرمایا۔ اس کا بیان اگلے جمعہ میں سنیئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّبْعَ الشِّدَادَ وَ

Marfat.com

جَعَلَهَا سَقْوفًا مَحْفُوظَةً - وَزَيَّنَهَا بِالشَّمْسِ
وَالْقَمَرِ وَالنُّجُومِ وَالْبُرُوجِ الْمَشْهُورَةِ - سُبْحَانَهُ
مِنْ إِلٰهٍ عَجَزَتِ الْأَلْسِنَةُ عَنْ مَدْحِهِ وَثَنَائِهِ
وَتَحَيَّرَتِ الْمَدَارِكُ فِي إِدْرَاكِ حَقَائِقِ الْأُمُورِ
الْمَقْدُورَةِ - خَلَقَ سَبْعَ أَرَضِينَ وَجَعَلَهَا
فُرُشًا مَبْسُوطَةً - وَقَوَّاهَا بِالْجِبَالِ الرَّاسِيَاتِ
الْمَضْبُوطَةِ - أَحْمَدُهُ حَمْدًا كَثِيرًا وَأَشْكُرُهُ
شُكْرًا جَمِيلًا عَلَى مِنَنِهِ وَنَعْمَائِهِ الْمَبْثُوثَةِ
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ كُلُّ الْأَشْيَاءِ تَحْتَ قُدْرَتِهِ مَقْهُورَةٌ -
وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
صَاحِبُ الْآيَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ الْمَرْصُوصَةِ -
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ صَلٰوةً
دَائِمَةً كَامِلَةً مَوْفُورَةً
أَمَّا بَعْدُ

اَیُّھَا النَّاسُ اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ فَاِنَّ التَّقْوٰی
ھِیَ الشَّافِعَۃُ الْمَشْفُوْعَۃُ۔ وَاحْذَرُوْا مِنْ بَطْشِ
اللّٰہِ فَاِنَّ بَطْشَتَہٗ لَشَدِیْدَۃٌ مَوْعُوْدَۃٌ۔ وَاتَّقُوا
النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ مَوْھُوْبَۃً۔ اَلَا تَعْتَبِرُوْنَ
بِسُرْعَۃِ اِنْقِلَابِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ الْمَعْھُوْدَۃِ۔
اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰی فَنَاءِ الْمَخْلُوْقَاتِ الْمَنْشُوْرَۃِ۔
اَلَکُمْ خُلُوْدٌ فِی الدُّنْیَا اَمْ لَکُمْ اَمَانٌ مِنْ عَذَابِ
النَّارِ الْمَعْھُوْدَۃِ۔ اَمْ تَغْتَرُّوْنَ بِسَعَۃِ رَحْمَۃِ اللّٰہِ
تَعَالٰی وَلَا تَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ مَا یَمْضِیْ عَلَیْکُمْ فِی
الْقَبْرِ وَیَوْمَ الْحَشْرِ مِنَ الْاَھْوَالِ الْمَکْرُوْھَۃِ
کَیْفَ بِکُمْ اِذَا جَمَعَ بِکُمْ اَرْضُ الْمَحْشَرِ۔ وَجَاءَکُمْ
رَبُّکُمْ مَعَ عَرْشِہِ الْاَکْبَرِ۔ فَیُحَاسِبُکُمْ عَلَی
الْاَعْمَالِ الْمَقْبُوْحَۃِ۔ وَتُوْضَعُ لَکُمْ مَوَازِیْنُ
الْقِسْطِ فَلَا تُظْلَمُوْنَ شَیْئًا وَتُعْرَضُ عَلَیْکُمْ
کُتُبُ اَعْمَالِکُمْ وَلَا تُنْقَصُوْنَ مِنْھَا شَیْئًا

Marfat.com

فَتَدْهَشُ كُلُّ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ. تَنَبَّهُوا اَيُّهَا
الْغَافِلُونَ. وَتَذَكَّرُوا اَيُّهَا الْعَاقِلُونَ. وَتُوبُوا
اِلَى اللّٰهِ بِالتَّوْبَةِ الْمَبْرُورَةِ. وَحَاسِبُوا نُفُوسَكُمْ
قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوا كَيْ لَا تَصِيرَ مَمْقُوتَةً وَّ
مَبْغُوضَةً. وَعَلَيْكُمْ بِالسُّنَّةِ السَّنِيَّةِ - وَ
اجْتِنَابِ الْبِدْعَاتِ الْقَبِيحَةِ الْمَذْمُومَةِ.
فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَسْئُولَةٌ. وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً
حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ
وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰى يَوْمِ الْمَصَائِبِ
الْمَاثُورَةِ. فَطُوبٰى لِنَفْسٍ تَزَوَّدَتْ مِنْ
دُنْيَاهَا لِاٰخِرَتِهَا وَمِنْ حَيَاتِهَا لِمَوْتِهَا
وَمِنْ صِحَّتِهَا لِسُقْمِهَا وَمِنْ شَبَابِهَا
لِهَرَمِهَا وَاُدْخِلَتْ فِي الْغُرُفَاتِ الْمَرْفُوعَةِ.

جَعَلَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مِمَّنْ تَابَ وَاَنَابَ
وَغَفَرَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمُ الْاَعْمَالَ الْمَقْبُوْحَةَ
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ
الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ مَلِكٌ
كَرِيْمٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ کر پھر

دُوسرا خُطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھیئے۔

چوتھے جمعہ کا وعظ بعنوان

تحفۂ معراج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْنَا الصَّلٰوۃَ - وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْمُعْجِزَاتِ. وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ فَازُوْا بِاَعْلَی الدَّرَجَاتِ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَیَّ الصَّلٰوۃُ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً کُلَّ یَوْمٍ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۰)

پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

حضرات! شبِ معراج ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اللہ سے عرض کیا۔ الٰہی! میں جب واپس ہوا۔ تو میری امت نے اگر مجھ سے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ! اللہ سے ہمارے لئے آپ کیا لائے؟ تو میں کیا جواب دوں گا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ تمہاری امت کے لئے تحفہ نماز ہے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کیں۔ یہ نماز حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اللہ سے اپنی اُمت کے لئے

نماز

تحفہ لائے۔ بھائیو! واقعی یہ ایک عظیم تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے صدقہ میں ہمیں "نماز" کا تحفہ عطا فرماکر گویا ہمیں بھی اپنے حضور بلایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شرفِ معراج سے مشرف فرمانے کے بعد حضور کی امت کو "نماز کی معراج" عطا فرمائی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج میں اپنے اللہ سے باتیں کی تھیں۔ تو نماز میں حضور کا امتی بھی خدا سے باتیں ہی کرتا ہے۔ حضور نے شبِ معراج اپنے اللہ کا دیدار پایا تھا۔ تو حضور کا امتی بھی نماز پڑھتے ہوئے گویا دیدارِ حق سے مستفید ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا ہے۔

صَلِّ كَاَنَّكَ تَرَاهُ

"نماز اس طرح پڑھ۔ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے۔"

اور پھر فرمایا:۔

فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ

"اور اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ نماز مسلمان کے لئے معراج ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ وہ خدا کے حضور پہنچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نمازی کے آگے سے گزرنا ممنوع ہے۔ چونکہ بندہ اپنے مولا کے حضور کھڑا ہوتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے۔ کہ دو آدمی جب آپس آمنے سامنے گفتگو کر رہے ہوں۔ تو کوئی دوسرا آدمی اگر ان کے بیچ میں سے گزر جائے۔ تو دونوں کو بُرا معلوم ہوتا ہے۔ بلاتشبیہ نمازی اپنے مولا کے حضور کھڑا ہے۔ اِدھر بندہ ہے۔ اور اُدھر جلوۂ حق۔ اس لئے نمازی کے آگے سے گزرنا گویا اس بات کی خلاف ورزی ہے۔ اور

Marfat.com

شریعت کو یہ بات اچھی نہیں لگتی۔

بھائیو! بندہ نماز میں داخل ہوتے وقت اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر کانوں تک لے جا کر گویا اعلان کرتا ہے۔ کہ میں نے دونوں جہان سے ہاتھ اٹھائے۔ اور اب گویا وہ اس جہان میں ہوتا ہی نہیں وہ کہیں اور ہی پہنچ جاتا ہے۔ اسی لئے نماز سے فراغت کے وقت وہ سلام پھیرتے ہوئے کہتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ۔ کوئی شخص گھر سے باہر چلا جائے۔ تو جب واپس آتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ورحمۃ اللّٰہ۔ تو نمازی کا سلام پھیرنے کے وقت یوں کہنا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ورحمۃ اللّٰہ۔ گویا اس بات کا اعلان کرتا ہے۔ کہ نمازی نماز میں داخل ہو کر یہاں رہا ہی نہ تھا۔ وہ تو کہیں دور جا پہنچا تھا۔ اور اب واپس آیا ہے۔ اور کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ۔ اسی لئے شاعر لکھتا ہے۔ کہ ؎

جلوہ ہے خاص رحمتِ حق کا نماز میں
انوارِ قدس کا ہے نظارہ نماز میں
جب ہاتھ اٹھائے باندھ کے نیت تو یوں سمجھ
دونوں جہاں سے ہاتھ اٹھایا نماز میں
مولےٰ سے اپنے ملتا ہے بندہ نماز میں
اٹھ جانا ہے جدائی کا پردہ نماز میں
آ پہنچا خاص اپنے شہنشاہ کے حضور
جب بندہ ہاتھ باندھ کے آیا نماز میں
بیدل نماز کیوں نہ ہو معراج مومنیں
پاتا عروج و قرب ہے بندہ نماز میں

فلسفۂ نماز بھائیو! انسان کے وجود میں دو چیزیں ہیں۔ ایک جسم

دوسری روح۔ جس طرح جسم کو غذاؤں کی ضرورت ہے۔ اسی طرح روح کو بھی غذا کی ضرورت ہے۔ جسم کی غذا مختلف قسم کا کھانا ہے۔ جس کا مزہ سب سے پہلے زبان کو ملتا ہے۔ اسی طرح روح کی غذا خدا کی عبادت اور خدا کا ذکر ہے۔ اس کی لذت سب سے پہلے دل پاتا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ یعنی بیشک خدا کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ نماز سے دل کو آرام ملتا ہے۔ روح کو چین نصیب ہوتی ہے۔ پانچ وقت کی نماز اسی لئے فرض کی گئی ہے۔ کہ دن رات میں کم از کم پانچ بار لازمی طور پر یہ غذا روح کو پہنچائی جائے۔

پانچ نمازیں

حضرات! نمازیں پانچ فرض ہیں۔ میں نے جو حدیث پڑھی ہے۔ اس میں پچاس نمازوں کا ذکر آیا ہے۔ اس کے متعلق میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ کہ پچاس سے پانچ کیسے رہ گئیں۔ اس وقت مجھے یہ بتانا ہے۔ کہ یہ جو پانچ وقت کی نماز مقرر ہے۔ اس میں بھی کئی حکمتیں ہیں۔ آپ سُن چکے۔ کہ جسم کی بھی غذا ہے اور اسی طرح روح کی بھی غذا ہے۔ جسم کی غذا کھانا پینا ہے۔ اور روح کی غذا اللہ کی عبادت ہے۔ بھائیو! اس جسم کی غذا کے لئے صبح کا ناشتہ سب کرتے ہیں۔ اور بڑے اہتمام کے ساتھ صبح کا ناشتہ کیا جاتا ہے اسلام نے جسم کی غذا کے ساتھ ساتھ روح کی غذا کا بھی انتظام فرمایا۔ اور روح کی غذا کے لئے صبح کے وقت فجر کی نماز رکھی۔ پھر اس کے بعد جسم کی غذا دوپہر کے وقت کا کھانا ہے۔ اسلام نے اس کی جگہ روح کی غذا ظہر کی نماز رکھی۔ پھر جسم کی غذا کے لئے عصر کے وقت کا ناشتہ ہے۔ جسے عصرانہ کہتے ہیں۔ اسلام نے اس کی جگہ روح کے لئے عصر کی نماز رکھی۔ اور جسم کی غذا کے لئے پھر مغرب کے وقت کھانا

Marfat.com

کھایا جاتا ہے۔ اسلام نے اس کی جگہ روح کے لئے نماز مغرب رکھی۔ اور پھر جسم کو تر و تازہ رکھنے کے لئے لوگ سونے سے قبل دودھ وغیرہ پیتے ہیں اسلام نے اس کی جگہ روح کی تازگی کے لئے نماز عشاء رکھی۔ آپ کہینگے کہ آج کل ایک رواج "بیڈ ٹی" کا بھی ہے۔ یعنی صبح کے ناشتہ سے بھی پہلے لوگ بستر پر ہی چائے پیتے ہیں۔ اس کی جگہ روح کے لئے کیا ہے۔ تو میں کہوں گا۔ اس کی جگہ روح کے لئے نماز تہجد ہے۔ اسلام نے روح کو توانا رکھنے کے لئے یہ بہترین غذائیں مقرر کی ہیں۔ جو انہیں استعمال کرتا رہے گا۔ انشاء اللہ اس کی روح تندرست و توانا رہے گی۔ بھائیو! جسم کو اگر ایک وقت کا بھی کھانا نہ ملے۔ تو دیکھ لیجئے۔ ہمارا کیا حال ہوتا ہے۔ اور اگر لگاتار چند وقت بے کھائے گذر جاتے ہیں۔ تو نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ جسم سے چلنا پھرنا۔ ہلنا جلنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ اسیطرح یاد رکھیئے۔ کہ نماز چھوڑنے سے اور پھر بار بار چھوڑنے سے روح کو اپنی غذا نہیں ملتی۔ تو روح بھی اس روحانی فاقہ کے سبب اس قدر کمزور ہو جاتی ہے۔ کہ کسی نیک کام کی قوت نہیں معلوم ہوتی۔ وعظ میں دل نہیں لگتا۔ وظیفہ پڑھنے بیٹھتے ہیں۔ تو دل گھبراتا ہے۔ ہاں گانے باجے، کھیل کود، اور فضول کاموں میں دلچسپی ہوتی ہے۔ جس طرح جسم کمزور ہو جائے۔ تو وہ کوئی بھاری کام کرتے ہوئے گھبراتا ہے۔ اسیطرح اپنی غذا نہ پا کر روح بھی جب کمزور ہو جائے۔ تو اس کمزوری کے سبب نیک کام اُسے بھاری نظر آنے لگتے ہیں۔

پہلوان میرے بھائیو! جسم کو موٹا تازہ کرنے والے طرح طرح کی غذائیں کھاتے۔ ڈنڈ پیلتے۔ بادام گھوٹ گھوٹ پیتے اور مرغن غذائیں کھاتے ہیں۔ اور دو ٹائم کے عام کھانے اور ناشتہ وغیرہ کے علاوہ بھی پھل فروٹ۔ بادام۔ پستہ، و مقویات کا استعمال کرتے

Marfat.com

رہتے ہیں۔ اور اپنے جسم کو خوب موٹا تازہ بنا لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو عرف عام میں پہلوان کہتے ہیں۔ اور جو لوگ روح کو تر و تازہ اور توانا بنانے کے لئے روحانی غذا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ ورد و وظائف اور نوافل میں بھی مشغول رہتے ہیں اور ذکرِ حق میں شاغل و محو رہتے ہیں۔ ایسے مقدس لوگوں کو عرف شرع میں "اولیاء کرام" کہتے ہیں۔ پہلوان کا جسم تندرست و توانا ہوتا ہے۔ روح چاہے کمزور ہی ہو۔ اور "ولی" کی روح تندرست و توانا ہوتی ہے جسم چاہے کمزور ہی ہو۔

اور میرے بھائیو! جس طرح جسم کو اگر بھوک نہ لگے۔ اور اس کا کھانا پینا چھوٹ جائے۔ تو کسی ماہر معالج کے پاس جانا پڑتا ہے۔ اور معالج اس کا علاج کرتا ہے۔ اسیطرح روح کو بھی اگر عبادت کی اشتہا نظر نہ آئے۔ اور اس کی عبادات چھوٹ جائیں۔ تو کسی روحانی معالج کے پاس جانا ضروری ہے۔ جسم کے معالج کا نام طبیب ہے۔ اور روحانی معالج کا نام مرشد۔ اور پھر جس طرح جسمانی معالج کو مریض کا رنگ۔ چہرہ اور اس کی نبض ہی دیکھ کر اس کی اندرونی بیماریوں کا پتہ چل جاتا ہے اسیطرح روحانی معالج کو بھی مرید کا چہرہ ہی دیکھ کر اس کے تمام اسرار اور امور پنہاں کا پتہ چل جاتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔ ؎

ایں طبیبانِ جہاں دانشورند
بر مقامِ تو ز تو واقف ترند
پس طبیبانِ الٰہی در جہاں!!
چوں ندانند از تو اسرارِ نہاں

یعنی یہ دُنیوی طبیب جبکہ تجھ سے بھی زیادہ تیری بیماریوں کو جانتے ہیں۔ تو پھر طبیبانِ حق یعنی اولیاء کرام تیرے اسرار اور پوشیدہ امور کو

کیوں نہیں جانتے"۔

اور اسی طرح میرے بھائیو! جسطرح کسی طبیب کے پاس جانا غیر اللہ کے پاس جانے کی زد میں نہیں آتا۔ اور شرک نہیں۔ اسیطرح کسی مرشد کامل کی بارگاہ میں بھی حاضر ہونا غیر اللہ کے پاس جانے کی زد میں نہیں آتا۔ اور شرک نہیں ہے۔ آپ طبیب کے پاس جاکر جب یوں کہتے ہیں کہ حکیم صاحب! میں مرچلا ہوں۔ مجھے بچا لیجئے۔ اور جب اس کی دوائی سے آپ اچھے ہوجاتے ہیں۔ تو یوں کہتے ہیں۔ حکیم صاحب۔ آپ نے مجھے بچا لیا۔ تو کوئی بھی تو آپ کو مشرک نہیں کہتا۔ اور یہ فتویٰ نہیں لگاتا۔ کہ تم نے غیر اللہ کو ایسا کیوں کہہ دیا۔ کہ تم مجھے بچا لو"۔ اور یہ کہ "آپ نے مجھے بچا لیا۔ جبکہ بچانے والا تو صرف اللہ ہی ہے۔ یونہی کسی ولی کامل سے بھی اگر یوں کہہ دیا جائے۔ کہ حضور! میری مراد پوری کر دیجئے۔ میری حاجت روائی فرمائیے۔ یا یوں عرض کیا جائے۔ کہ آپ نے میری مشکل ٹال دی۔ تو اس میں بھی کوئی شرک کی بات نہیں۔ کہ حکیم بھی ایک وسیلہ و واسطہ ہے۔ اور "ولی" بھی ایک وسیلہ و واسطہ ہے۔

لطیفہ ایک خوش عقیدہ شخص نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو مشکلکشا کہہ دیا۔ اس پر ایک صاحب بڑا تڑپے۔ اور بولے۔ یہ جملہ شرک ہے۔ خدا کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں۔ تم نے یہ لفظ حضرت علی کے لئے کیوں کہہ دیا۔ اس خوش عقیدہ شخص نے جواب دیا۔ بھئی شہر کے فلاں مشہور حکیم صاحب نے رفع قبض کے لئے جو گولیاں تیار کی ہیں۔ ان کا نام انہوں نے قبض کشا گولیاں رکھا ہے۔ اور وہ اپنی گولیوں کا اشتہار اسی نام سے دیتے ہیں۔ اور یہ اشتہار خود تمہارے ہم مسلک اخبارات میں بھی چھپتا ہے۔ اور تمہارے ہم مسلک حضرات بھی ان گولیوں کو اسی نام سے خریدتے اور ان کی "قبض کشائی"

Marfat.com

کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ قبض بھی ایک مشکل ہی ہے۔ پھر اگر ایک معمولی سی گولی کو "قبض کشا" کہنا جائز ہے۔ تو ایک عظیم الشان ہستی حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو مشکلکشا کہنا جائز کیوں نہیں؟ بھائیو! اس قبض کشا گولی کے جواب سے اس معترض کی قبض بھی دور ہو گئی۔ اور کہنے لگا مسئلہ حل ہو گیا۔

پچاس نمازیں

ہاں تو میرے دوستو! میں سنانے لگا تھا۔ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شبِ معراج مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ پچاس نمازیں لے کر جب واپس تشریف لائے۔ تو راستے میں آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام گویا آپ کی راہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کیا۔

بِمَا اُمِرْتَ - آپ کو کیا حکم ہوا؟

حضور نے فرمایا:-

اُمِرْتُ بِخَمْسِیْنَ صَلٰوۃً کُلَّ یَوْمٍ

مجھے ہر روز پچاس نمازوں کا حکم ہوا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں لوگوں کو آزما چکا ہوں۔ اور میرا تجربہ ہے۔ اور اپنے تجربہ کے پیشِ نظر کہتا ہوں کہ آپ کی امت پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی۔

فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْہُ التَّخْفِیْفَ۔

حضور اپنے رب کے پاس واپس جایئے اور ان سے نمازیں کم کرائیے۔

سبحان اللہ! کیا شان اور کتنا کرم ہے موسیٰ علیہ السلام کا۔ کہ ہم ناتوانوں کا بوجھ ہلکا کرانے کے لئے سفارش فرما رہے ہیں۔ ہزاروں

Marfat.com

سلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ کہ ہم غلامانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اتنا خیال فرما رہے ہیں۔ ورنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر اور جلالت مآب رسول کو ہماری کیا پروا تھی بھائیو! یہ سب صدقہ ہے اس نسبت کا جو ہمیں بفضل اللہ حضور کی طرف حاصل ہے۔ اور پھر اپنے آقا و مولیٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کرم بھی دیکھئے کہ جب سنا کہ میری امت پر یہ بوجھ زیادہ ہے۔ تو حضور فوراً واپس ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ سے جاکر عرض کی۔ الٰہی! میری امت پر یہ بوجھ زیادہ ہے۔ کچھ کم فرما۔ بھائیو! ذرا اندازہ کرنا وقار مصطفےٰ کا۔ کہ وہ خدا جو پچاس نمازیں فرض فرما چکا تھا۔ جب اس نے ان میں تخفیف کے لئے حضور نے کہا۔ تو خدا تعالیٰ نے جواب میں یہ نہیں کہا۔ کہ اے محمد! تمہارا کیا اختیار یا وقار ہے۔ کہ میں تمہاری خاطر اب اپنی فرض کردہ پچاس نمازوں میں سے کچھ کم کر دوں۔ میں جو فرما چکا فرما چکا۔ اب تمہارے کہنے سے اس میں تغیر و تبدل نہ کروں گا۔ میرے دوستو! اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کچھ اسی قسم کی ہوتی۔ جیسی کہ بعض لوگ سنایا کرتے ہیں۔ کہ "ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور اللہ صاحب کی شان کے سامنے وہ ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (معاذ اللہ) تو واقعی خدا تعالیٰ ان کی ہرگز نہ مانتا۔ اور پچاس نمازوں سے ایک نماز بھی کم نہ کرتا۔ مگر حدیث میں ہے۔ کہ حضور کے عرض کرنے پر خدا تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ اور باقی چالیس رہنے دیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چالیس نمازیں لے کر لوٹے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ حضور! یہ بھی زیادہ ہیں۔ رب کے پاس پھر جائیے اور ان میں سے کچھ اور بھی کم کرائیے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس ہوئے۔ اور عرض کیا۔ الٰہی! پھر حاضر ہوا ہوں۔ کہ چالیس میں سے اور بھی کم فرما دے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ محبوب! تیری خاطر ہم نے دس اور چھوڑیں

Marfat.com

باقی تیس رہ گئیں۔ حضور تیس لے کر آئے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام راستے میں پھر ملے۔ اور پھر وہی سوال کیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ اللہ نے دس اور چھوڑ دی ہیں۔ اب تیس رہ گئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ حضور! میری بات مانئے۔ میں بنی اسرائیل کو دیکھ چکا ہوں۔ یہ تیس بھی زیادہ ہیں۔ امت کا خیال فرمایئے۔ اور پھر جایئے۔ اور تیس میں سے بھی کم کرایئے۔ مسلمانو! سلام بھیجو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ دیکھو! وہ کس طرح تمہارے لئے آسانی پیدا فرما گئے۔ اور کروڑوں درود بھیجو اپنے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ دیکھو وہ ہم گنہگاروں اور ناتوانوں کے لئے کتنی کوشش فرما رہے ہیں۔ اور بار بار واپس جا رہے ہیں۔ چنانچہ آپ پھر واپس گئے۔ اور خدا سے عرض کرنے لگے۔ الٰہی! کرم فرما۔ اور ان تیس نمازوں میں سے بھی کچھ کم کر۔ خدا تعالیٰ کا پیار بھی دیکھئے اپنے محبوب سے۔ کہ محبوب جتنی بار آتا ہے۔ خدا اتنی بار ہی کرم فرماتا ہے۔ چنانچہ خدا نے فرمایا: محبوب! جاؤ! تمہاری خاطر ہم نے دس اور چھوڑیں۔ اب باقی بیس رہ گئیں۔ حضور بیس لے کر پلٹے۔ تو راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ حضور! ایک چکر اور لگایئے۔ لگے ہاتھوں بیس سے بھی کم کرانے کی کوشش فرمایئے۔ خدا آپ پر مہربان ہے۔ کام بن جائے گا۔ چنانچہ حضور پھر گئے۔ اور وہی عرض کی خدا نے دس اور چھوڑیں۔ باقی دس رہ گئیں۔ حضور دس لے کر آئے۔ تو موسیٰ علیہ السلام کا کمال دیکھئے۔ کہ پھر یہی کہا۔ کہ یا رسول اللہ! یہ حقیقت ہے۔ کہ دس بھی زیادہ ہیں۔ آپ کی امت دس بھی ادا نہ کر سکے گی۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے مسلمانو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی۔ کہ ہماری ہمت و توفیق ان کے سامنے تھی۔ وہ جانتے تھے۔ جو کچھ ہم ہیں۔ فرمایا یہ دس نمازیں بھی ان کے لئے زیادہ ہیں۔ حضور! ایک بار اور۔ چنانچہ حضور

Marfat.com

پھر واپس تشریف لے گئے۔ اور خدا سے عرض کی۔ الٰہی! میری امت کے لئے دس نمازیں بھی زیادہ ہیں۔ کچھ اور کم فرما۔ خدا نے فرمایا۔ محبوب! ہم نے پانچ اور چھوڑیں۔ باقی پانچ رہ گئیں۔

مسلمانو! سنو! یہ سارا مضمون جو میں سنا رہا ہوں۔ حدیث کا مضمون ہے۔ جس کا دل چاہے یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں دیکھ لے۔ حضور جب پانچ نمازیں لے کر چلے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ! اب کتنی رہ گئیں۔ حضور نے فرمایا۔ اب پانچ رہ گئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارشاد سنیئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ

"یارسول اللہ آپ کی امت ہر روز پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکے گی"۔

پڑھیئے درود شریف! اور بھیجئے سلام اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ کیا حقیقت بیان فرما گئے کہ آپ کی امت پانچ بھی نہ پڑھ سکے گی۔ مسلمانو! ہے نا درست! کہ آج یہ پانچ بھی بہت سے افراد کے لئے مشکل ہیں۔

بھائیو! سنو کہ پھر کیا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا حضور جایئے ایک بار اور جایئے۔ اور پانچ میں سے بھی کم کرا کے لایئے۔ حضرات اس موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سَأَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰى اِسْتَحْيَيْتُ "میں نے اپنے رب سے بہت کچھ مانگ لیا۔ اب مجھے شرم آتی ہے"۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۲۰)

یعنی اے موسیٰ۔ جتنی بار بھی گیا ہوں۔ اللہ نے اتنی بار ہی تخفیف فرمائی ہے۔ اور بار بار گیا ہوں۔ اور اب تو مجھے شرم آتی ہے۔ کہ خدا سے جا کر یوں کہوں۔ کہ میری امت پانچ بھی نہ پڑھ سکے گی۔

کئی لوگ میرے بزرگو دوستو اور عزیزو! یہ حدیث پاک سن کر

Marfat.com

اس موقعہ پر کئی لوگ دل میں کہتے ہوں گے کہ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر حضور ایک چکر اور لگا لیتے۔ اگر آپ ایک بار اور چلے جاتے۔ تو ان پانچ سے بھی چھٹی ہو جاتی۔

خدا کا فرمان اور مصطفےٰ کی شان

حضرات! اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض فرما کر اپنے محبوب کی شان دکھانے کو ۴۵ معاف فرما دیں۔ محبوب کی شان کا بھی اظہار فرما دیا۔ اور اپنے فرمان کو برقرار یوں رکھا۔ کہ اپنے کرم سے یہ ارشاد فرما دیا۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

یعنی جو ایک نیکی کرے گا۔ اسے ثواب میں دس نیکیوں کا دوں گا۔ چنانچہ اس ارشاد کے پیش نظر گویا اللہ نے فرمایا۔ کہ محبوب! میرا فرمان تو پچاس کا تھا۔ مگر تیری شان کی خاطر وہ پانچ رہ گئیں۔ اب ہوگا یوں کہ جو شخص پانچ نمازیں پڑھے گا۔ اسے ایک کے بدلے دس کا ثواب دے کر ثواب میں پچاس نمازوں ہی کا دوں گا۔ اسطرح تیری پانچ ہی رہ گئیں اور میری پچاس بھی ہو گئیں۔

نفع

حضرات! یہاں ایک مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ اور وہ یہ کہ اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ پچاس میں سے ۴۵ نمازوں کا بوجھ ہلکا ہو جانا ہم غلامانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بہت بڑا نفع ہے اور یہ نفع ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذاتِ گرامی سے حاصل ہوا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ اور حضور سے مدتوں پہلے وصال فرما چکے تھے۔ تو یہ نفع ہمیں اس ذاتِ گرامی سے حاصل ہوا۔ جو اس دنیا سے پردہ فرما کر اپنی قبر شریف میں تشریف لے جا چکے تھے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے جو خاص بندے ہیں۔ وہ دنیا سے چلے جانے اور قبروں میں

Marfat.com

تشریف لے جانے کے بعد بھی اس دنیا کے زندوں کو نفع پہنچاتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص اہل قبور سے نفع حاصل ہونے کا اقرار نہیں کرتا۔ تو اس کو چاہیئے۔ کہ وہ نمازیں بھی پچاس ہی پڑھا کرے۔ بخدا ایک بار جو مسجد میں چلا جائے۔ تو پھر قیامت تک گھر آنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔ ایک نماز ختم ہوئی تو دوسری کی اذان تیار۔ دوسری پڑھی۔ تو تیسری تیار۔ گھر سے پتہ لیجئے۔ تو جواب ملے۔ مدت ہوئی۔ گھر سے نماز پڑھنے کو گئے تھے۔ ابھی تک لوٹے ہی نہیں۔ مزہ ہی تو آجائے۔ ایسے خیال باطل کے علمبردار کا یہ حال دیکھ کر۔ بھائیو! پچاس نمازوں میں سے ۴۵ کا معاف ہوجانا یہ فیض ہے موسیٰ علیہ السلام کا جو وصال فرما چکے تھے۔ اور کرم ہے اپنے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ ہم ان محبوبوں کے وسائل کے قائل اور ان کے محتاج ہیں۔ ورنہ ان سے الگ ہو کر براہِ راست خدا سے معاملہ کرنے والوں کے لئے تو پھر پوری پچاس ہی نمازیں ہیں ہمت ہے تو وسیلہ چھوڑ کر مزہ چکھ لو۔

ہاں تو بھائیو! یہ نماز شبِ معراج کا تحفہ ہے۔ جو خدا نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ اس لئے اس کی قدر کرو۔ اور نماز پڑھا کرو۔ یہ نماز حضور کے صدقہ میں ہماری معراج ہے۔ بھائیو! ہمارے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ہزاروں لاکھوں نعمتوں سے مالا مال ہو کر اور خدا تعالیٰ سے بے شمار علوم و فیوض پاکر اور اپنی امت کے لئے مغفرت و رحمت کا مژدہ اور نماز کا تحفہ لے کر آن کی آن میں گئے بھی اور آن کی آن میں واپس بھی تشریف لے آئے۔ اور پھر جب آپ نے اپنے اس عظیم معجزہ کا ذکر فرمایا۔ تو ابوجہل کی تو الٹی عقل میں نہ آیا۔ اور وہ انکار کر گیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی اعلان فرما دیا۔ کہ میرے محبوب نے جو کچھ فرمایا ہے۔ سچ ہے حق ہے۔ بیشک۔ بیشک حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم آن کی آن میں فرش سے عرش تک جا پہنچے۔ اور آن کی آن میں عرش سے فرش پر آ پہنچے۔ اس لئے کہ ؎

فرش ہے اُن کا عرش ہے اُن کا
تخت ہے اُن کا تاج ہے اُن کا
فرشی عرشی اُن کی رعایا!
دونوں جہاں پر راج ہے اُن کا

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اس کے بعد اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَیْنَا النَّبِیَّ الْمُخْتَارَ الْمُصْطَفٰی۔ وَنَزَّلَ عَلَیْنَا الْفُرْقَانَ لِنَخْشٰی۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ وَاَوْصَلَہٗ اِلَی الْعَرْشِ الْمُعَلّٰی۔ نَحْمَدُہٗ عَلٰی ھٰذِہِ النِّعَمِ الَّتِیْ لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی۔ وَنَشْکُرُہٗ عَلٰی مَا فَضَّلَ

عَبْدَہٗ بِاِسْرَآئِہٖ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ
اَوْ اَدْنٰی۔ وَنَشْھَدُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ
لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ وَنَشْھَدُ
اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ تَشَرَّفَ
بِرُؤْیَۃِ رَبِّہٖ وَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔

اَمَّا بَعْدُ

اِخْوَانِیْ وَخُلَّانِیْ قَدْ شَوَّقَتْکُمْ وَنَوَّقَتْکُمْ وَ
اَنْذَرَتْکُمْ مِنَ الدَّارِ کَآئِنَۃً السُّفْلٰی۔ وَاَسْمَعَتْکُمْ
قُرْبَ تَرَحُّلِ الشَّھْرِ الْمُرَجَّبِ اَلَا فَقَدْ دَنٰی۔
وَلَمْ یَبْقَ مِنْہُ اِلَّا الْاَدْنٰی۔ فَھَلْ مِنْکُمْ مَنْ
یُوَدِّعُہٗ بِصَالِحِ الْاَعْمَالِ۔ وَیَبْکِیْ عَلٰی سَیِّئَاتِ
الْاَفْعَالِ وَیَنْظُرُ قُرْبَ الْاٰجَالِ۔ وَیَتْرُکُ
الْھَوٰی۔ وَھَلْ مِنْکُمْ مَنْ یَجْتَنِبُ الطُّغْیَانَ
وَیَجْمَعُ الْبِرَّ وَالتُّقٰی۔ ھَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ یَسْتَغْفِرُ
حَضْرَۃَ رَبِّہٖ وَیَنْدَمُ عَلٰی مَا کَسَبَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَ

يُطِيعُ الْعَلِيَّ الْأَعْلٰى هَلْ مِنْكُمْ مَنْ يَتَوَاضَعُ فِيْ
خِدْمَةِ مَوْلَاهُ وَيَتْرُكُ مَا قَدْ مَضٰى وَهَا سَتُظِلُّ
عَلَيْكُمْ لَيْلَةُ السَّابِعِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ هٰذَا الشَّهْرِ
وَهِيَ لَيْلَةٌ مُبَارَكَةٌ قَدْ عَرَجَ اللّٰهُ فِيْهَا بِعَبْدِهٖ
اِلَى السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى. وَالْتَقٰى بِهِ الْاَنْبِيَاءُ السَّابِقُوْنَ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَاَمَّهُمْ فِي الْمَسْجِدِ
الْاَقْصٰى. وَنَزَلَتْ عَلَيْهِ اَحْكَامٌ وَاضِحَاتٌ.
وَاٰيَاتٌ مُبَيِّنَاتٌ. وَحَصَلَتْ لَهٗ رُؤْيَةُ رَبِّهٖ
رَاْيَ الْعَيْنِ لَا كَالرُّؤْيَا. فَيَا لَهَا مِنْ فَضْلٍ مَنْ
قَامَ فِيْهَا وَصَامَ نَهَارَهَا حُطَّتْ عَنْهُ اَوْزَارُهٗ
وَغُفِرَتْ سَيِّئَاتُهٗ. وَوَصَلَ اِلَى الدَّرَجَاتِ
الْعُلٰى. فَطُوْبٰى لِمَنْ تَزَوَّدَ مِنْ صِحَّتِهٖ لِسُقْمِهٖ
وَمِنْ حَيَاتِهٖ لِمَوْتِهٖ. وَمِنْ شَبَابِهٖ لِهَرَمِهٖ
وَمِنْ دُنْيَاهُ لِلْعُقْبٰى. طُوْبٰى لِمَنْ تَرَكَ
الْكِذْبَ وَالنَّمِيْمَةَ وَالْغِيْبَةَ وَنَقّٰى نَفْسَهٗ

Marfat.com

عَنِ الْبُغْضِ وَسُوْءِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِيْنَ وَالْحَسَدِ
عَلٰى مَآ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَخَافَ مِنْ
بَطْشِ رَبِّهٖ فَاِنَّهٗ شَدِيْدُ الْبَطْشِ شَدِيْدُ الْقُوٰى
وَوَيْلٌ ثُمَّ وَيْلٌ لِمَنْ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ۔
وَفَاتَ قَبْلَ اَنْ يَّفُوْتَ۔ وَنَامَ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ۔
وَانْهَمَاكَ فِى اكْتِسَابِ الْاٰثَامِ وَوَدَّعَهٗ رَبُّهٗ وَ
قَالَ۔ يَا مَنْ بَعَثَ عَلَيْنَا النَّبِىَّ الْمُصْطَفٰى
وَاَسْرٰى بِهٖ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى
الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى۔ نَسْئَلُكَ اَنْ تَنْصُرَ
مَنْ نَصَرَنَا وَتَخْذُلَ مَنْ خَذَلَنَا وَاَنْ
تَغْفِرَ لَنَا جَمِيْعَ خَطَايَانَا وَذُنُوْبَنَا وَاَنْ
تُيَسِّرَ لَنَا الْاِقَامَةَ بِبَلَدِكَ اِلٰى اَنْ
نُتَوَفّٰى۔ بِجَوَارِ شَفِيْعِنَا الْمُجْتَبٰى۔ وَاَنْ
تُدْخِلَنَا فِىْ دَارِ النَّعِيْمِ وَتُنَجِّيَنَا
مِنَ الدَّرَكَاتِ السُّفْلٰى

Marfat.com

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ
الْحَكِيْمِ. اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ مَلِكٌ
كَرِيْمٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھیئے

شعبان معظم کے پہلے جمعہ کا وعظ بعنوان

توبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْغَفَّارِ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِنِ الْمُخْتَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ (پ۱۸ ع۱)

اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو!

حضرات! یہ شعبان المعظم کا مہینہ ہے۔ اور اس میں ایک ایسی رات آنے والی ہے۔ جس رات اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و مغفرت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور اپنے گنہگاروں کی بخشش فرماتا ہے۔ انشاء اللہ اُس رات کے متعلق میں اگلے جمعہ کو بیان کروں گا۔ اور آج میں توبہ کے متعلق کچھ سناتا ہوں۔

بھائیو! توبہ نام ہے اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرنے کا۔ اور سچا عہد کرنے کا کہ آئندہ وہ بُرے کاموں سے کنارہ کش

Marfat.com

رہے گا۔ اگر کوئی آدمی زہر کھالے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اس کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ پشیمان ہوتا ہے۔ اور ڈرتا ہے۔ کہ میں مر نہ جاؤں اور اس پشیمانی کے سبب حلق میں انگلی ڈال کر قے کرتا ہے۔ اور ہزار جتن کرتا ہے۔ کہ اس زہر کا جو اثر ہے۔ وہ زائل ہو جائے۔ اور میری جان بچ جائے۔ اسیطرح گنہ گار جب دیکھتا ہے کہ میں نے جو گناہ کیا ہے۔ وہ ایک ایسا زہر تھا۔ جو لذت کے شہد میں ملا ہوا تھا۔ اس وقت تو میٹھا معلوم ہوتا تھا۔ مگر ہے زہر، جو سانپ کی طرح ڈسے گا۔ اور عاقبت خراب کردے گا۔ تو وہ گذشتہ گناہوں پر پشیمان ہو کر اللہ کی طرف دوڑتا ہے۔ اور سچے دل سے معافی مانگ کر آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کر لیتا ہے۔ اپنے گناہوں پر اس ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کے عہد سے اللہ تعالیٰ بڑا خوش ہوتا ہے۔ اور انسان کے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

پیاری آواز

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کو گنہگار بندے کی اس آواز سے بڑھ کر کوئی آواز پیاری نہیں۔ جو وہ گناہوں پر نادم ہو کر اللہ کو پکارنے کے وقت نکالتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اے میرے رب! جب وہ اللہ کو پکارتا ہے تو خدا فرماتا ہے۔ ہاں میرے بندے! اور پھر فرشتوں کو مخاطب فرما کر فرماتا ہے۔ میرے فرشتو! گواہ رہو۔ کہ میں نے اِسے بخش دیا۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آدم علیہ السّلام کی پیدائش مبارک سے بھی پہلے عرش کے اوپر یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی تھی۔

اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی۔

"یعنی میں اُسے بخشنے والا ہوں۔ جو توبہ کرے۔ اور ایمان لاکر

Marfat.com

اچھے کام کرے۔ اور پھر ٹھیک راہ چلے"

تکبّر حضرات! خوب یاد رکھیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو عاجزی بڑی پسند ہے۔ اور اس کا جلال ہمیشہ متکبر و مغرور پر ہی جوش میں آتا ہے۔ کوئی شخص ہزاروں گناہ کرے۔ اور پھر ندامت و عاجزی کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرکے اس کے سامنے جھک جائے، اور عجز و نیاز سے معافی طلب کرے۔ تو اللہ کی رحمت اس گنہگار کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ اور جو کوئی اس کے سامنے اکڑنے لگے تو پھر خدا کا غضب و جلال جوش میں آجاتا ہے۔ دیکھئے! شیطان مردود سے گناہ سرزد ہوا۔ اور اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ تو خدا نے جب پوچھا کہ مَامَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ۔ یعنی تم نے میرے حکم پر آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہ کیا؟ تو مردود بولا۔ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ۔ میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ خدا کو اس کی یہ اکڑ پسند نہ آئی۔ اور حکم فرما دیا۔ فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِيْنَ "نکل جا تو ذلت والوں میں سے ہے"۔ دوسری جگہ ارشادِ باری ہے کہ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ۔ یعنی شیطان نے انکار کیا۔ اور تکبر اختیار کیا۔ دیکھا آپ نے کہ شیطان کی خود پسندی اور انانیت و رعونت نے اُسے ذلیل و خوار کردیا۔ اور وہ مردود و ملعون بن گیا۔ ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

ایک روایت علامہ صفوری نے حضرت نسفی علیہما الرحمۃ سے ایک روایت لکھی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ قیامت کے روز شیطان سے فرمائے گا۔ کہ اے ابلیس! میں نے تجھے حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنے کی بنا پر جہنمی وناری کیا ہے۔ دیکھ یہ آدم علیہ السلام

Marfat.com

ہیں۔ اگر اب ہی انہیں سجدہ کر لو۔ تو میں تمہیں جہنم سے آزاد کر دوں گا وہ مردود جواب دے گا۔ کہ الٰہی! ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ جب میں نے اوّل ہی میں اُسے سجدہ نہیں کیا۔ تو اب آخر میں بھی اس کے سامنے ہرگز نہ جھکوں گا۔ مجھے جلنا منظور ہے۔ مگر اسے سجدہ نہ کرونگا (زہۃ المجالس ج ۱ ص ۳۲) دیکھا آپ نے اسے کہتے ہیں۔ رسّی جل گئی۔ مگر بل نہ گیا۔ مردود کتنا دشمنِ رسول ہے۔ کہ جوتے کھاتا رہا۔ ذلت و خواری کے ڈھیر اٹھاتا رہا اور لعنتوں پر لعنتیں پاتا رہا۔ مگر بارگاہِ رسالت میں جھکنے سے انکار ہی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ قیامت کے روز جہنم کو سامنے دیکھ کر بھی اپنی اکڑ کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوگا۔ غور فرما لیجئے۔ کہ تکبر کتنی بُری چیز ہے بزرگوں نے لکھا ہے۔ کہ معصیت الٰہی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ بندہ شہوت کی بدولت معصیت میں مبتلا ہو جائے۔ اور دوسری یہ کہ کبر و نخوت کی وجہ سے معصیت الٰہی کا صدور ہو۔ پہلی قسم کی معصیت پر توبہ کی اور قبولیتِ توبہ کی امید کی جا سکتی ہے۔ مگر دوسری قسم کی معصیت پر توبہ کی امید نہیں ہو سکتی۔ شیطان کی معصیت دوسری قسم کی تھی۔ یعنی اس نے شہوت کی بنا پر گناہ نہیں کیا۔ بلکہ کبر و نخوت کی بنا پر یہ گناہ کیا تھا۔ اسی لئے توبہ کی توفیق سے محروم رہ گیا۔ بھائیو! تکبر و غرور سے بچنا چاہیئے۔ یہ بہت بڑی مہلک چیز ہے

تواضع

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ساری کائنات میں کون بڑا ہے؟ کوئی بھی نہیں۔ ہمارے حضور "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کے مصداق ہیں۔ مگر کروڑوں درود اور اربوں سلام اس سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ کی ذاتِ با برکات پر۔ کہ ہمیشہ تواضع ہی اختیار فرمائی۔ اور اتنی بڑی شان کے باوجود اپنے متعلق فرمایا۔ تو یوں فرمایا۔ اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ۔ علماء نے لکھا ہے۔ کہ حضور کا یہ فرمانا تواضع سے تھا۔

Marfat.com

چونکہ آپ کے رعب و دبدبہ اور سادگی شریف کے باوجود ہیبت و جلال کا یہ عالم تھا۔ کہ دیکھنے والے پر کپکپی طاری ہو جایا کرتی تھی۔ اس لئے آپ نے ہمیشہ تواضع ہی اختیار فرمائی۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ تو وہ آپ کو دیکھ کر آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تسلی کے لہجہ میں اُسے فرمایا۔ اے شخص! اطمینان سے بیٹھ، اور کسی قسم کا خوف نہ کر۔ میں ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں۔ جو آفتاب کا خشک کیا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔

سبحان اللہ! کیا تواضع ہے۔ اور کتنا حلم ہے۔ بھائیو! یہ سارا سبق ہم گنہگاروں کے لئے ہے۔ اور یہ ساری تعلیم ہمارے لئے ہے۔ کہ خبردار کبھی تکبر و غرور میں نہ آنا۔ آج اگر ذرہ سی بھی بڑائی کسی کو مل جائے۔ تو وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ مگر حضور کو دیکھئے۔ کائنات میں سب بڑوں سے بڑے ہیں۔ مگر پھر بھی تواضع ہی کو اختیار فرماتے ہیں۔ سچ ہے کہ درخت کی ٹہنی جتنی زیادہ پھل دار ہوگی۔ اتنی ہی زیادہ جھکے گی۔ اور جتنی پھل سے خالی ہوگی۔ اتنی ہی اکڑے گی۔ حضرات! خدا سے اگر کچھ پانا ہے۔ تو جھک جاؤ۔ اور سچے دل سے نادم ہو کر توبہ کر لو۔ پھر دیکھو۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کس طرح اپنی آغوش میں لیتی ہے۔

جوشِ رحمت

بھائیو! ایک رحمت بھری روایت سنو۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا۔ الٰہی! جب کوئی تیرا فرمانبردار بندہ تجھے پکارتا ہے۔ تو تُو اسے جواب کیسے دیتا ہے؟ خدا نے فرمایا۔ میں جواب میں کہتا ہوں۔ لبّیک۔ یعنی میں موجود ہوں۔ بولو کیا مانگتے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔

Marfat.com

الٰہی! اور اگر کوئی تیرا گنہگار بندہ تجھے پکارے۔ تو اُسے جواب میں تو کیا فرماتا ہے؟ فرمایا۔ گنہ گار کے جواب میں دو مرتبہ فرماتا ہوں۔ لبّیک لبّیک موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ الٰہی! گنہگار کو جواب میں لبّیک دو مرتبہ کیوں؟ فرمایا۔ موسیٰ! یہ اس لئے۔ کہ میرے فرمانبردار بندے کو تو اپنے نیک اعمال پر بھی بھروسہ ہوتا ہے۔ اور گنہگار کو تو صرف میری رحمت پر ہی بھروسہ ہوتا ہے۔ پھر جسے صرف میری رحمت ہی پر بھروسہ ہو۔ اس کے لئے میری رحمت کیوں جوش میں نہ آئے۔

(نزہتہ المجالس ص۲۸ جلد۲)

خوب کہا ہے کسی شاعر نے کہ ؎

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تجویز
لیکن تری رحمت نے گوارا نہ کیا

نکتہ میرے بھائیو! بندۂ مومن سے کبھی جو گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور اُدھر کسی کافر سے جو کبھی نیک کام بھی ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک پر لطف وجہ علماء نے لکھی ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سارے آدمیوں کے چاہے وہ مومن ہوں یا کافر۔ سب کے باپ ہیں۔ اور قبل از پیدائش یہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں تھے۔ تو اس وقت مومن نے اس ہمنشینی اور پڑوس کی وجہ سے ہو اُسے پشت آدم علیہ السلام میں حاصل ہوئی۔ بوئے کافر پائی۔ تو اس سے گناہ بھی ہونے لگے۔ اور کافر نے وہاں اِسی ہمنشینی و پڑوس کے باعث ہوائے مومن پائی۔ تو اس سے کبھی نیک کام بھی ہونے لگے۔ مگر چونکہ نجات کا مدار ایمان پر ہے۔ اس لئے کافر کا کوئی نیک کام اُس کے کام نہ آئیگا

Marfat.com

اور مومن کا گناہ اس کی توبہ سے معاف ہو جائے گا۔

صغیرہ وکبیرہ

حضرات! اللہ کی نافرمانی بہرحال بُری ہے۔ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ - بہرحال گناہ ہے۔ بعض لوگ صغیرہ و کبیرہ کی گردان میں رہتے ہیں۔ اور بعض گناہوں کو صغیرہ سمجھ کر اس کے ارتکاب کو کچھ زیادہ مہلک نہیں سمجھتے۔ خوب یاد رکھیئے کہ گناہ صغیرہ کرتے کرتے پھر کبیرہ گناہ بھی ہونے لگتے ہیں۔ اس لئے ہر گناہ سے بچنا چاہیئے۔ گناہ کی مثال تو آگ کی سی ہے۔ ایک چنگاری بھی مکان جلانے کے لئے کافی ہے اور بڑا انگارہ بھی۔ پس صغیرہ چنگاری ہے۔ اور کبیرہ انگارہ ہے۔ لہذا عمل کرنے کے لئے یہ پوچھنا۔ کہ یہ گناہ کبیرہ ہے کہ صغیرہ۔ شبہ میں ڈالتا ہے۔ کہ شاید یہ سمجھتا ہے۔ کہ اگر کبیرہ ہوا۔ تو اس سے بچ جائینگے۔ اور صغیرہ ہوا۔ تو خیر ہے۔ ایسے شخص سے ہم اجازت لیتے ہیں۔ کہ لاؤ تمہارے مکان میں ایک چھوٹی سی چنگاری رکھ دیں اور اگر یہ بات ناگوار ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی چھوٹی سی نافرمانی بھی کیوں گوارا ہو۔ وہی چنگاری پھیلتے پھیلتے انگارہ بن جائے گی - اور یہی صغیرہ بڑھتے بڑھتے کبیرہ ہو جائے گا۔ بھائیو! خوش قسمت ہے وہ شخص جو گناہ ہوتے ہی متنبہ ہو جائے۔ اور سچے دل سے توبہ کرنے کے لئے تیار ہو کر توبہ کرلے۔ اور آئندہ ہر قسم کے گناہ سے بچ جائے۔

توبہ پر بھروسہ

ایک اور بات بھی یاد رکھئے۔ کہ توبہ پر بھروسہ کر کے گناہ کرتے رہنا یہ بھی بہت بڑی غلطی ہے۔ یعنی گناہ کرنا اور خیال یہ رکھنا۔ کہ توبہ کریں گے۔ اس لئے کہ گناہ کی جب عادت ہو جائے۔ تو پھر توبہ کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ نئے گناہ جن کی لذت ابھی رچی نہیں۔ ان سے توبہ کرنا تو آسان ہے اور عادت والے گناہ سے توبہ بہت مشکل ہے۔ اور اسیطرح جب چھوٹے گناہوں

سے اجتناب نہ کیا جائے۔ تو طبیعت بیباک ہو جاتی ہے۔ اور دل کھل جاتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ بڑے گناہ بھی ہونے لگتے ہیں۔ جیسے صاف کپڑے کو بارش میں۔ کیچڑ وغیرہ سے بچایا جاتا ہے۔ اور جب بہت چھینٹے پڑ جاتے ہیں۔ تو پھر دامن کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور وہ کپڑا بالکل خراب ہو جاتا ہے۔ بھائیو! ان سب قسم کے گناہوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اور توبہ کو واقعی توبہ سمجھ کر توبہ کرنی چاہیئے۔ یہ نہیں کہ اسے ایک آڑ بنا لیا جائے۔ اور اس بہانے کہ توبہ کر لیں گے۔ گناہ کا شغل جلدی رکھا جائے۔ ذرا غور تو فرمایئے۔ کہ زخم کو اچھا کر دینے والا مرہم اگر پاس ہو۔ تو اس کا یہ معنی تو نہیں۔ کہ مرہم کے بھروسے پر اب جسم پر خود ہی چاقو مار مار کر زخم کرتے رہیں۔ اور یہ کہیں کہ میں زخم اس لئے کر رہا ہوں۔ کیونکہ مرہم میرے پاس موجود ہے۔ ایسے شخص کو ہر شخص پاگل ہی کہے گا۔ مرہم تو اس لئے ہے۔ کہ اگر کوئی زخم ہو جائے تو اس سے شفا حاصل کی جائے۔ نہ اس لئے کہ اب اس کے بھروسے پر خود ہی زخم پیدا کرنے لگیں۔ اور میرے بھائیو! ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے لازم ہے۔ کہ توبہ ایسی ہو۔ جو دل سے ہو۔ محض زبانی نہ ہو۔ جیسے شاعر نے لکھا ہے۔ کہ ؎

سبحہ در کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ مے آید بر استغفارِ ما

اور ایک اردو شاعر لکھتا ہے۔ کہ ؎

توبہ سو بار کی پر نہ نبھائی توبہ!
میں وہ توبہ شکن ہوں کہ الٰہی توبہ

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ

حضرات! خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ لَا تَقْنَطُوا

Marfat.com

مِنْ رَحْمَةِ اللّٰہ۔ "اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو" اس کے بعد فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

"اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف فرما دیگا۔ اور بیشک وہ مغفرت فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے"

سبحان اللہ! بندۂ عاصی کے لئے اس سے زیادہ اور کیا خوشخبری ہوگی۔ کہ وہ اگر سچے دل سے نادم ہو کر توبہ کرلے۔ تو اللہ کی رحمت سے نا امید ہرگز نہ ہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا مہربان اور اس کی رحمت بڑی وسیع ہے۔

وسعتِ رحمت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ حضور گنہگار کے لئے بھی اللہ کی رحمت سے حصہ ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو برتن منگوائے۔ ایک ان میں سے بڑا خوبصورت تھا۔ اور دوسرا بدنما۔ آپ نے ان دونوں کو بارش میں رکھ دیا۔ پانی سے دونوں ہی بھر گئے۔ فرمایا۔ کَذٰلِکَ رَحْمَةُ اللّٰہِ تُعِمُّ الطَّائِعَ وَالْعَاصِیْ۔ اسی طرح اللہ کی رحمت بھی فرمانبردار اور گنہگاروں کے لئے عام ہے۔ یعنی جس طرح بارش کے پانی نے اچھے برتن کو بھی بھر دیا ہے۔ اور برُے کو بھی۔ اسیطرح اللہ کی رحمت اچھوں کے لئے بھی ہے۔ اور بُروں کے لئے بھی۔

گنہگار کے آنسو علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ و سلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّ دَمْعَةَ الْعَاصِیْ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ۔ گنہگار کے آنسو اللہ کے غضب کی آگ کو بجھا دیتے ہیں" علامہ موصوف یہ حدیث لکھ کر پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا جانور پیدا فرمایا ہے۔ جو سانپ کے بِل پر جاکر سانپ کو کھا جاتا ہے۔ اور جب اس پر سانپ کا زہر اثر کرتا ہے

اور اُسے تکلیف ہوتی ہے۔ تو وہ فوراً رونا شروع کر دیتا ہے۔ جب دو چار آنسو نکلتے ہیں۔ تو زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔" بھائیو! اسیطرح جو مارِ عصیاں کا ڈسا ہُوا گنہگار بندہ ہے۔ وہ بھی اگر بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہو کر سچے دل سے تائب ہو کر اپنی آنکھوں سے دو آنسو بہا دیگا۔ تو اس سے گناہ کا سارا زہر دور ہو جائے گا۔ ؎

ہر کجا آبِ روان گنجہ بود!
ہر کجا اشکِ روان رحمت بود

نکتہ حضرات! ایک نکتہ اور سنئے۔ جو مفسرین کرام نے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت کی توبہ اللہ تعالیٰ نے اعیاناً اور ظاہری رکھی اور فرمایا۔ فَتُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ۔ یعنی اپنے خالق کی طرف توبہ کرو۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔" یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ جبکہ قوم موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس گناہ کی توبہ اس طرح مقرر فرمائی۔ کہ وہ ایک دوسرے کو کفارہ کے طور پر قتل کریں۔ غور فرمایئے۔ یہ کس قدر دشوار توبہ ہے۔ مگر ہم غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ صرف دل سے نادم ہونے اور آنکھوں سے آنسو بہا دینے سے ہی مقبول ہو جاتی ہے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یوں کہا تھا۔ لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً۔ ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائینگے جب تک خدا کو ہم علانیہ نہ دیکھ لیں۔" ان کی اس گستاخی کے بدلے اللہ نے ان کی توبہ بھی علانیہ رکھی۔ کہ ہم بھی تمہاری توبہ قبول نہ کریں گے جب تک تم علانیہ آپس میں قتل نہ کرو۔ مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی تو یہ شان ہے۔ کہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ۔ تو اللہ تعالیٰ نے

ان کے لئے توبہ بھی مخفی سو غائب رکھی۔ کہ یہ کسی کونے میں بیٹھ کر اپنے اللہ سے بصدق دل معافی چاہیں۔ تو اللہ معاف فرما دے گا۔ الغرض میرے بھائیو! توبہ بڑی اچھی چیز ہے۔ اور خوب یاد رکھئے۔ کہ توبہ سے شیطان بہت گھبراتا ہے۔ شکاری کے جال میں شکار آ جائے۔ اور پھر نکل جائے۔ تو شکاری پر بہت گراں گذرتا ہے۔ اسیطرح شیطان کے جال میں پھنسا ہوا گنہگار توبہ کرکے جب جال سے نکل جاتا ہے۔ تو شیطان کا بہت برا حال ہوتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ خَالِقِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ ۔ اَلْحَلِيْمِ الْغَفُوْرِ لِاَهْلِ الْعِصْيَانِ ۔ نَحْمَدُهٗ حَمْدًا كَثِيْرًا عَلٰٓى اَنْ اَظَلَّ عَلَيْنَا شَهْرَ شَعْبَانَ ۔ وَنَشْكُرُهٗ شُكْرًا جَمِيْلًا عَلٰٓى اَنْ بَشَّرَنَا بِقُرْبِ رَمَضَانَ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

Marfat.com

لَهٗ خَلَقَ الْخَلْقَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۔ وَاَشْهَدُ
اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
شَهَادَةً نَدْخُلُ بِهَا الْجِنَانَ۔

اَمَّا بَعْدُ!

اِخْوَانِیْ وَخُلَّانِیْ قَدْ مَضَتِ الْاَیَّامُ الْمَاضِیَةُ۔
وَخَلَتِ اللَّیَالِی الْخَالِیَةُ ۔ وَاَنْتُمْ مُنْهَمِكُوْنَ
فِی الْغَفَلَاتِ مُنْدَلِّسُوْنَ بِالْعِصْیَانِ۔ فَیَالَهٗ
مِنْ حَسْرَةٍ وَّنُقْصَانٍ ۔ وَهَا قَدْ جَآءَكُمْ
شَهْرٌ مُبَارَكٌ ۔ قَدْ اَحَبَّهٗ حَبِیْبُ الرَّبِّ
تَعَالٰی وَتَبَارَكَ ۔ یُدْعٰی بِشَعْبَانَ ۔ شَهْرٌ تُسْتَغْفَرُ
فِیْهِ الذُّنُوْبُ ۔ وَتُسْتَرُ فِیْهِ الْعُیُوْبُ۔ لِاَصْحَابِ
النِّیْرَانِ۔ شَهْرٌ عَظِیْمٌ فَضْلُهٗ بَلِیْغٌ مَدْحُهٗ
بَشِیْرٌ بِمَجِیْءِ رَمَضَانَ ۔ شَهْرُ الصَّدَقَةِ وَ
الْمَغْفِرَةِ وَتَكْثِیْرِ الْخَیْرَاتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ
وَقَدْ وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ شَهْرُ رَجَبَ شَهْرُ
اُمَّتِيْ فَفَضْلُهٗ عَلٰى سَائِرِ الشُّهُوْرِ كَفَضْلِ اُمَّتِيْ
عَلٰى سَائِرِ الْاُمَمِ وَشَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ
فَفَضْلُهٗ عَلٰى سَائِرِ الشُّهُوْرِ كَفَضْلِيْ عَلٰى مَنْ
سِوَايَ مِنَ الْمَلَكِ وَالْبَشَرِ وَالْجَآنِّ۔ فَيَآ اَيُّهَا
الْغَرِيْبُ الْمِسْكِيْنُ. الْكَئِيْبُ الْحَزِيْنُ۔
اِغْتَنِمْ هٰذَا الشَّهْرَ الشَّرِيْفَ وَتُبْ فِيْهِ
عَنِ الْمَعَاصِيْ فَكَمْ قُبِلَتْ فِيْهِ تَوْبَةُ الْعَاصِيْ
وَطَيِّبْ نَفْسَكَ لِصَوْمِ رَمَضَانَ. اَمَا تَعْلَمُ
اَنَّ الدُّنْيَا دَارُ فَنَآءٍ لَيْسَ لَهَا بَقَآءٌ فَاِنْ كُنْتَ
تَظُنُّ اَنَّ لَهَا بَقَآءً فَمَا هٰذِهِ الْغَفْلَةُ۔ وَاِنْ
كُنْتَ تَظُنُّ اَنَّ لَهَا فَنَآءً فَمَا هٰذِهِ الْجُرْاَةُ
اَلَكَ بَرَاءَةٌ مِنَ النِّيْرَانِ۔ اَيْنَ مَنْ كَانَ
مَعَكَ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الشَّهْرِ مِنَ السَّنَةِ
الْمَاضِيَةِ۔ اَيْنَ مَنْ كَانَ مُصَاحِبَكَ وَ

Marfat.com

مُجَالِسَكَ فِي السَّنَةِ الْخَالِيَةِ۔ اَفْنَاهُمْ دَوْرُ
الدَّوَارِ وَمُرُوْرُ الزَّمَانِ۔ عَجَبًا لَكَ يَا مِسْكِيْنُ
تُلَاحِظُ اِنْقِلَابَ الدُّنْيَا وَلَا تَعْتَبِرُ وَتُعَايِنُ
زَوَالَ الدُّنْيَا وَلَا تَقْتَصِرُ اَغْشَاوَةٌ عَلٰى
قَلْبِكَ اَمْ عَمًى فِي عَيْنِكَ اَمْ صُمٌّ فِي الْاٰذَانِ
فَاقْصِرِ الْاَمَلَ۔ وَاسْتَعِدَّ لِلْاَجَلِ۔ وَاَطِعِ
الْعَلِيَّ الْاَجَلَّ۔ وَالنَّبِيَّ الْاَكْمَلَ۔ وَاعْمَلْ
بِمَا فِي الْقَوْلِ الْفَيْصَلِ۔ وَاطْلُبْ لِوِقَايَةَ
مِنْ عَذَابِ النِّيْرَانِ۔ فَلَوْلَا حُرْمَةُ سَيِّدِ بَنِيْ
عَدْنَانَ۔ لَغَضِبَ عَلَيْنَا الرَّحْمٰنُ۔ وَخَسَفَ
بِنَا الْمَكَانَ۔ فَشَتَّتْ فِيْنَا الْكَبَائِرُ فَضْلًا عَنِ
الصَّغَائِرِ كَثُرَ شُرْبُ الْخُمُوْرِ وَالزِّنَا وَاَكْلُ مَالِ
الْيَتِيْمِ وَالرِّبٰوا۔ وَاشْتَدَّ الْعُدْوَانُ۔ اَللّٰهُمَّ
يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ نَحْنُ عِبَادُكَ الْعُصَاةُ
الْمُجْرِمُوْنَ فَارْحَمْنَا رَحْمَةً تُغْنِيْنَا عَمَّا

Marfat.com

سِوَاكَ وَنَجِّنَا مِنْ عَذَابِ النِّيْرَانِ۔
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ
الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ مَلِكٌ
كَرِيْمٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دُوسرا خُطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیئے

Marfat.com

شبانِ اعظم کے دوسرے جمعہ کا وعظ بعنوان

شبِ قدر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ نَبِیَّهٗ مُحَمَّدًا نَبِیًّا فِیْ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ وَالْاَجْسَامِ وَشَرَّفَهٗ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ الْکِرَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَمَقْبُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ مِّنْ اَوَّلِ الدُّنْیَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَاَشْیَاعِهٖ مِنَ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ (پ ۲۵ ع ۱۲)

اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔

حضرات! یہ شعبان شریف کا مہینہ ہے۔ اور اس مہینہ کی پندرہویں شب ایک بہت بڑی اہم رات ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ آج میں اسی مہینہ مبارک اور پھر اس کی پندرہویں شب یعنی شبِ قدر کے متعلق کچھ عرض کروں۔

ماہِ شعبان | میرے بزرگو۔ دوستو اور عزیزو۔ یہ مہینہ بڑی برکتوں

Marfat.com

والا مہینہ ہے۔ یہ کریم الطرفین مہینہ ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے رجب شریف کا مہینہ ہے۔ اور بعد میں رمضان شریف کا مہینہ ہے۔ اور یہ دونوں مہینے بڑے مقدس اور برکت والے ہیں۔ شعبان شریف کے مہینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مہینوں سے زیادہ روزے رکھا کرتے تھے۔ بلکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ وَكَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۷۸) حضور صلے اللہ علیہ وسلم شعبان شریف کا کبھی سارا مہینہ ہی روزہ رکھتے۔ اور کبھی زیادہ دنوں کا روزہ رکھتے۔ اور کچھ روز چھوڑ دیتے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اور شعبان میرا مہینہ ہے شعبان کو حضور علیہ السلام نے اپنی طرف اس لئے منسوب فرمایا۔ کہ رمضان شریف کی عبادت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض اور مقرر ہے۔ اور شعبان شریف کی عبادت فرائض میں داخل نہیں۔ بلکہ حضور کی مقرر کردہ ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ اس مہینے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم بکثرت روزے رکھتے تھے۔ اور جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ شعبان سے شعبان تک مرنے والوں کی اجل اس مہینہ میں لکھی جاتی ہے۔ سو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ کہ جب میری اجل لکھی جاتی ہو۔ تو میں روزے دار ہوں۔

(ترغیب و ترہیب ص۲۰۹)

بھائیو! دیکھ لو۔ کہ یہ مہینہ کس قدر اہم اور فضائل کا حامل ہے۔ یہ مہینہ برکت والے دو مہینوں کے درمیان ہے۔ اور اس مہینہ کو ہمارے

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت حاصل ہے۔ یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مہینہ ہے۔ اور اس مہینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے۔ اس مبارک مہینے کے فضائل بیان فرماتے ہوئے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین

شعبان کے حروف

میں لکھا ہے۔ کہ لفظ "شعبان" کے پانچ حروف ہیں۔ اور ہر حرف سے ایک معنی نکلتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "ماہِ شعبان" کا "ش" شرافت لے کر۔ اور "ع" علوّ لے کر۔ "ب" بِرّ یعنی نیکی لے کر۔ "ا" الفت لے کر اور "ن" نور لے کر آتا ہے۔ گویا اس مہینے میں شرافت و بلندی نیکی، الفت اور نور کا سماں بندھ جاتا ہے۔ اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس مہینے کی برکتوں سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔

شب قدر

حضرات! یہ مختصر سا بیان تو شعبان شریف کے سارے مہینے کے متعلق ہے۔ اب میں اس بزرگ و برتر رات کا بیان کرتا ہوں۔ جس کا ذکر اُس آیۃ کریمہ میں ہے۔ جو میں نے تلاوت کی اور جسے مسلمان شبِ قدر کہتے ہیں۔ یہ رات بڑی مبارک ہے اور بڑی اہم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اسی رات میں اللہ تعالیٰ آئندہ سال میں ہونے والے جملہ واقعات و حوادث کی فرشتوں میں تفصیل و تقسیم فرما دیتا ہے۔ چنانچہ علامہ حقی صاحبِ تفسیر روح البیان اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ کہ روزی و رزق کا پروگرام خدا تعالیٰ حضرت میکائیل کے سپرد فرما دیتا ہے۔ اور لڑائیوں۔ زلزلوں۔ صواعق آسمانی اور عذابہائے خسف و مسخ کا پروگرام حضرت جبریل کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور اعمال و افعال کا پروگرام پہلے آسمان کے فرشتے اسمٰعیل علیہ السّلام کے سپرد فرما دیتا ہے۔ اور مصائب و پریشانیوں کا پروگرام ملک الموت کے سپرد

فرما دیتا ہے۔ (روح البیان ص۵۹۸ جلد۳) بھائیو! غور کرلو۔ کہ یہ رات کس قدر اہم ہے۔ اس رات لوگوں کی قسمتوں کے فیصلے ہو جاتے ہیں۔ اور جو کچھ آئندہ شعبان تک ہونا ہوتا ہے۔ اس کا پروگرام فرشتوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شعبان کی پندرھویں شب کو کئی لوگ سفر میں نکلتے ہیں۔ اور اِدھر اُن کا نام دفترِ حیات سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور کئی لوگ شادی کرتے ہیں۔ مگر اُن کا نام دفترِ اموات میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور پھر فرمایا

فَكَمْ مِنْ كَفَنٍ مَغْسُوْلٍ — وَصَاحِبُهُ فِي السُّوْقِ مَشْغُوْلٌ
اس رات کئی کفن دُھل گئے — اور کفن والا بیخبر بازار میں پھر رہا ہے
وَكَمْ مِنْ قَبْرٍ مَحْفُوْرٍ — وَصَاحِبُهُ بِالسُّرُوْرِ مَغْرُوْرٌ
اس رات کئی قبریں کھُد گئیں — اور قبر والا اپنے عیش و سرور میں مست ہے
وَكَمْ مِنْ مَنْزِلٍ كَمُلَ بِنَاؤُهُ — وَصَاحِبُهُ قَدْ زَفَّ فَنَاؤُهُ
اس رات کئی مکان بن گئے — اور مکان والے کی موت قریب آگئی
وَكَمْ مِنْ عَبْدٍ يَرْجُو الْمُلْكَ — وَيَبْدُو لَهُ الْهَلَاكُ
اس رات کئی آدمی ملک چاہتے ہیں — اور تباہی و ہلاکت ان کیلئے ظاہر ہو جاتی ہے

(غنیۃ الطالبین ص۵۲۹)

بھائیو! کس قدر اہم اور نازک ہے یہ رات۔ کسے خبر کہ اس رات اس کی قسمت میں کیا لکھ دیا گیا ہے۔ انسان سارے سال نہیں بلکہ ساری عمر کے لئے سامان مہیا کرتا ہے۔ مگر اس رات کئی ایسے لوگوں کی موت کا اعلان ہو جاتا ہے۔ اسی لئے شاعر نے لکھا ہے۔ کہ ؎

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

Marfat.com

سامان سو برس کا کل کی خبر نہیں

اور ایک دوسرا شاعر لکھتا ہے۔ کہ ؎

سیٹھ جی کو فکر تھی اک اک کے دس دس کیجئے
موت آپہنچی کہ حضرت جان واپس کیجئے

یعنی سیٹھ صاحب تو اس فکر میں تھے۔ کہ ایک ایک روپیہ کے دس دس روپے بن جائیں۔ چاہے بلیک ہی سے بنیں۔ رشوت و خیانت ہی سے بنیں۔ مگر اُدھر ایک دم موت کا پیغام آپہنچا۔ اور یہ عمر بھر کے لئے پونجی جمع کرنے والے وہیں ڈھیر ہو گئے۔ اور صبح خبر شائع ہو گئی کہ سیٹھ صاحب کا ہارٹ فیل ہو گیا ہے۔ بھائیو! کس قدر عبرتناک ہوتی ہے ایسی موت۔ خدا محفوظ رکھے۔ آجکل دل عموماً فیل ہونے لگے ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں۔ جبکہ عرفان و ذکر جو دل کی خوراک ہے۔ اُسے نہیں مل رہی۔ جس زمانے میں عرفانِ حق اور ذکرِ الٰہی عام تھا۔ نظر دوڑا کر دیکھ لیجئے۔ اُس زمانے میں بھی کیا کبھی دل فیل ہوا کرتے تھے؟ بھائیو! یہ تو اس دورِ غفلت کا نتیجہ ہے۔ کہ دل بند ہونے لگے۔ اور اللہ والوں کی محفل میں جایئے۔ تو وہاں ذکرِ الٰہی کی بدولت دل جاری ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ دلوں کو اپنی خوراک ملتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے۔ کہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب۔ یعنی دلوں کو اللہ کی یاد سے چین ملتا ہے۔ ہاں تو بھائیو! شبِ قدر بڑی اہم رات ہے۔ اس رات کی قدر کرو۔ اور اس میں عبادت کرکے اپنی عاقبت سنوار لو۔

حدیث شریف حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں ایک حدیث شریف درج فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شعبان کی پندرھویں رات کو میرے پاس جبریل امین آئے۔ اور کہنے لگے۔ حضور اپنا سر انور آسمان

Marfat.com

کی طرف اٹھائیں۔ میں نے پوچھا۔ کہ یہ کیسی رات ہے۔ تو جبریل نے بتایا۔ کہ

هٰذِهٖ لَيْلَةٌ يَفْتَحُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى فِيْهَا ثَلَاثَ مِائَةِ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الرَّحْمَةِ يَغْفِرُ لِكُلِّ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ سَاحِرًا اَوْ كَاهِنًا اَوْ مُدْمِنَ خَمْرٍ اَوْ مُصِرًّا عَلَى الرِّبٰوا وَ الزِّنَا فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَغْفِرُ لَهُمْ حَتّٰى يَتُوْبُوْا۔ (غنیۃ الطالبین ص۵۲۷)

"یہ وہ رات ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھولتا ہے۔ اور ہر اس شخص کو جو مشرک نہ ہو۔ اس رات میں بخش دیتا ہے۔ مگر جادوگر۔ اور ہمیشہ شراب پینے والے اور سود خوار اور زنا کار کو اس رات بھی نہیں بخشتا۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کریں"

مسلمانو! اس حدیثِ پاک کے اس ارشاد پر بار بار غور کرو۔ اور ان بری باتوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اور غور کرو۔ کہ جس جگہ میخواری عام ہو۔ سود خواری شیر مادر کے مترادف ہو۔ اور زنا کاری کی گرم بازاری ہو۔ وہ جگہ خدا کی رحمت سے کس طرح مستفید ہو سکتی ہے؟

شراب حضرات! جس رات اللہ کی رحمت کے تین سو دروازے کھل جائیں۔ اس رات بھی اگر شرابی کی مغفرت نہ ہو۔ تو خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔ کہ یہ شراب کس قدر بری چیز ہے۔ افسوس! کہ آجکل کے بڑے نام مسلمان اس ناپاک چیز سے پرہیز نہیں کرتے۔ اور شراب پیتے پلاتے۔ اور شرارتوں کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے۔ کہ ؎

اول تو شر بشر میں ہے پھر شر شراب میں

Marfat.com

ممکن نہیں شراب پیئیں اور "شر" نہ ہو

یہ حقیقت ہے. کہ شراب شر و فتنہ کی جڑ اور تمام خباثتوں کی ماں ہے۔ یہ ناپاک چیز دین و ایمان کی دشمن اور عقل کی بھی دشمن ہے۔ انسان اپنی اعلیٰ سطح سطح انسانیت سے گر کر حیوانیت ، اور بہیمیت کی سطح پر آ جاتا ہے۔ اور اس میں ماں بہن ۔ اور پاکی و ناپاکی کی کوئی تمیز نہیں رہ جاتی ۔ چنانچہ علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے روح البیان میں ایک شرابی کا قصہ لکھا ہے۔ جو شراب کے نشہ میں تھا۔ اور اپنے چلو میں خود ہی پیشاب کر کر کے اس پیشاب سے اپنا منہ دھوتا جاتا تھا۔ اور پڑھتا جاتا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِسْلَامَ نُوْرًا وَالْمَاءَ طَھُوْرًا۔

گویا وضو کر رہا ہے ــــ استغفر اللہ العظیم

ایک شرابی اور ساقی

ایک پر لطف رباعی جو شرابیوں کی حالت کی بہترین ترجمان ہے۔ سنیئے۔ شاعر لکھتا ہے۔ ؎

ایک میخوار سرِ راہ پڑا تھا کل رات
ہاتھ پیروں کو لگیں سرد ہوائیں تو ہلا
ایک کتے نے جو پیشاب کیا تو بولا
ساقیا! اور پلا اور پلا اور پلا

دیکھا آپ نے ؟ کہ شرابی صاحب کتے کو اپنا ساقی سمجھ رہے ہیں اور کتے کا پیشاب کس مزے سے پیئے جا رہے ہیں۔

شراب و پیشاب

اور میرے بھائیو! شراب و پیشاب میں فرق ہی کیا ہے. پیشاب بھی ناپاک و حرام ۔ اور شراب بھی ناپاک و حرام. پھر جس منہ میں شراب جاتی ہو ۔ اس منہ میں اگر

Marfat.com

پیشاب بتایا جائے۔ تو کسی شرابی کو غصہ کیوں آئے ؟ بات تو ایک ہی ہے۔ جس خدا و رسول نے پیشاب کو نہ پینے والی چیز بتایا ہے۔ اُسی خدا و رسُول نے شراب کو بھی نہ پینے والی چیز فرمایا ہے۔

بھائیو! اپنے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے خدا تعالےٰ جل شانہٗ کے ارشادات سنو! دیکھو خدا تعالیٰ کیا فرماتا ہے ؟ فرمایا

اِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا عَطَّشْتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَطْشًا شَدِیْدًا ۔ (روض الفائق ص۱۲۴)

"جو شخص دنیا میں شراب پیئے گا۔ اُسے میں قیامت کے دن سخت پیاس میں مبتلا کروں گا۔"

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَلَا تُزَوِّجُوْہُ وَ اِنْ مَرِضَ فَلَا تَعُوْدُوْہُ ۔ (کتاب مذکور ص۱۲۶) جو شخص شراب پیئے۔ اُسے لڑکی نہ دو۔ بیمار پڑ جائے۔ تو اس کی عیادت نہ کرو۔"

اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَوْ وَقَعَتْ قَطْرَۃٌ فِیْ بِئْرٍ فَبُنِیَتْ فِیْ مَکَانِہَا مِنَارَۃٌ لَمْ اُؤَذِّنْ عَلَیْہَا ۔ وَلَوْ وَقَعَتْ فِیْ بَحْرٍ ثُمَّ جَفَّ فَنَبَتَ فِیْہِ الْکَلَاءُ لَمْ اَرْعِہٖ ۔ (روح البیان ج۱ ص۲۳۱)

اگر کسی کنوئیں میں شراب کا ایک قطرہ پڑ جائے۔ پھر اس کنوئیں کی جگہ پر ایک منارہ بنایا جائے۔ تو میں اس منارہ پر اذان نہ کہوں گا۔ اور اگر شراب کا قطرہ دریا میں پڑ جائے پھر دریا خشک ہو جائے۔ اور اس جگہ گھاس اگ آئے تو میں اس گھاس سے اپنا جانور نہ چراؤں گا۔"

دیکھا آپ نے ؟ یہ ہے سچے مسلمان کی شان۔ ایمان کا تقاضا۔

Marfat.com

اور تقویٰ کا مظاہرہ۔ مگر بھائیو! اس دور میں کایا کچھ ایسی پلٹی ہے۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ اور کسی شاعر نے بجا طور پر لکھا ہے۔ کہ ؎

آہ اسلام ترے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چلن تھا افسوس وہ ملے نہ رہے

حضرات! اسیطرح سود و زنا اور جادوگری بھی بہت بری چیزیں ہیں۔ اور شعبان شریف کی پندرہویں شب کو جبکہ رحمت کے تین سَو دروازے کھل جاتے ہیں۔ ان بدنصیبوں کی اس رات بھی بخشش نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اس رات یہ لوگ سچے دل سے توبہ کرلیں۔ تو پھر ان کی مغفرت بھی ہو جاتی ہے۔

مشرک

میرے بھائیو! حدیث پاک میں مشرک کی بھی مغفرت نہ ہونے کا بیان ہے۔ اور ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حدیث پاک میں جو بیان ہُوا ہے۔ حق ہے۔ مگر آجکل بعض لوگوں نے خواہ مخواہ بھی مسلمانوں کو مشرک بنانا شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ جو مسلمان ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا چکا ہے۔ وہ کبھی شرک نہیں کر سکتا۔ شرک کو ہر مسلمان برا سمجھتا ہے۔ اور اِسے برا سمجھنا ضروری ہے۔ مگر یہ بات ضروری کب ہے؟ کہ یہ "مشرک گر" افراد جس بات کو شرک کہہ دیں وہ بات ضرور شرک ہی ہو۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ شرک یقیناً برا ہے۔ مگر شرک کی جو تعریف یہ لوگ کرتے ہیں۔ وہ یقیناً غلط ہے۔ ان کا کیا ہے وہ تو بات بات پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے کے عادی ہو چکے ہیں۔ کسی نبی، ولی یا کسی دوسرے مقرّبِ حق کو مالک و عالم اور مختار کہہ دینے سے یہ لوگ شرک کا فتویٰ دے دیتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اِن پاک افراد کو عاجز و نالکارتہ اور ذرہ ناچیز سے بھی کمتر سمجھا جائے (معاذ اللہ) حالانکہ یہ تو بڑی ہستیاں ہیں۔ ایک عام

انسان بھی شرافت و عظمت کا حامل ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرتِ

مظہرِ صفات

انسان کو اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے۔ چنانچہ انسان ذرا تعمق کی نظر سے اپنے آپ کو دیکھے۔ تو اُسے پتہ چلے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اِسے اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔ اور تمہاری اپنی جانوں میں قدرت کی نشانیاں موجود ہیں۔ کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۔"

بھائیو! یہ حقیقت ہے۔ کہ حضرتِ انسان اپنے خالقِ حقیقی کی قدرتوں اور اس کی صفات کا مظہر ہے۔ دیکھ لیجئے۔ خدا تعالیٰ کی ایک صفت "حیٌّ" بھی ہے۔ یعنی وہ زندہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی زندگی عطا فرمائی۔ اور اُسے اپنی صفت حیٌّ کا مظہر بنایا۔ اور اس کی عطا سے انسان بھی زندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "سَمِیْعٌ" بھی ہے۔ یعنی وہ سننے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی سماعت عطا فرمائی۔ اور اس کی عطاء سے وہ بھی "سمیعٌ" ہے۔ اللہ کی ایک صفت "بصیرٌ" بھی ہے۔ یعنی وہ دیکھنے والا ہے۔ تو دیکھ لیجئے۔ کہ انسان اس صفت کا بھی مظہر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُسے بھی بصارت دی ہے۔ اور وہ بھی بصیرٌ ہے۔ اللہ کی ایک صفت متکلم بھی ہے۔ یعنی وہ کلام فرمانے والا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے انسان کو بھی متکلم پیدا فرمایا ہے۔ اسیطرح خدا کی صفات ہیں سے مالک و مختار۔ عالم و دانا۔ حاکم و حکیم بھی اس کی صفات ہیں اور اللہ نے انسان کو بھی ان صفات سے موصوف فرمایا ہے اور اسے بھی ملک و اختیار۔ حکم و حکمت اور علم و دانش سے نوازا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کی جھلک سے انسان کو منور فرمایا ہے۔

Marfat.com

انسانی بے جان پتلے پر اللہ تعالیٰ کی صفت حیؔ کی جھلک پڑی۔ تو وہ زندہ ہو گیا۔ اس کی صفت سمیعؔ کی جھلک پڑی۔ تو وہ سننے والا ہو گیا۔ اور اس کی صفت بصیرؔ کی جھلک پڑی۔ تو وہ دیکھنے والا ہو گیا۔ اور اس میں یہ حکمت ہے۔ کہ انسان سمجھے اور سوچے۔ کہ جب میں مخلوق ہو کر زندہ۔ سننے والا۔ دیکھنے والا۔ کلام کرنے والا۔ عالم و دانا، اور مالک و مختار ہوں۔ تو میرا خالق بھی ضرور سمیعؔ۔ بصیرؔ متکلمؔ عالمؔ۔ اور مالک و مختار ہے۔

بے مثل

اس سے آگے بڑھئے۔ تو خدائے وحدہٗ لا شریک نے انسان پر اپنی وحدت کی جھلک بھی ڈالی ہے۔ دیکھ لیجئے۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنی شکل الگ ہی لے کر آتا ہے۔ کروڑوں اور پدموں انسان پیدا ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ مگر خدا کی قدرت کا یہ ایک روشن کرشمہ ہے۔ کہ ہر انسان کی شکل دوسرے کی شکل سے ممتاز ہوتی ہے۔ اور اسی طرح قیامت تک جو آدمی پیدا ہوتے رہیں گے۔ اپنی نئی ہی شکل لے کر پیدا ہوں گے۔ اور نہ صرف شکل ہی بلکہ آواز بھی ہر شخص کی دوسرے شخص کی آواز سے ممتاز ہوتی ہے۔ اور اسیطرح غور کر لیجئے۔ کہ ہر شخص کے انگوٹھے کے نشان دنیا بھر کے دوسرے انسانوں کے انگوٹھوں کے نشانوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو دستخط کے بجائے انگوٹھے کے نشان کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ معلوم ہوا۔ کہ ہر آدمی اپنی شکل میں بے مثل۔ آواز میں بے مثل اور اپنے انگوٹھے کے نشان میں بے مثل ہوتا ہے۔ انسان اگر اسی ایک بات پر غور کرے۔ تو اسے اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ میں جب ایک مخلوق ہو کر اس بے مثلیت کا حامل ہوں۔ تو میرا خالق حقیقی کیوں وحدہ لاشریک نہ ہوگا۔

محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم

میرے بزرگو! اب یہیں سے ایک بات یہ بھی سمجھ لیجئے۔ کہ عام مخلوق کی بے مثلیت کا تو یہ عالم ہو۔ کہ زید و عمر، بکر بھی اپنی اپنی جگہ بیمثل ہیں۔ پھر جو ہستی پاک خدا کی خاص محبوب بن کر تشریف لاتی ہو۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جسے خدا تعالیٰ نے نہ صرف عوام ہی میں سے بلکہ گروہِ انبیاء علیہم السلام میں سے بھی چن لیا ہو۔ ان کی بے مثلیت کا کیا عالم ہوگا۔ اور کیوں نہ ہوگا۔ اور کیوں نہ ان کا بال بال شریف بے مثل ہوگا۔ اور کیوں نہ ان کا وجود باجود ممتنع النظیر ہوگا۔ سچ کہا ہے۔ مولانا حسن علیہ الرحمۃ نے کہ ؎

خدا کی خلق میں سب انبیاء خاص
گروہِ انبیاء میں مصطفےٰ خاص
نرالا حسن انداز و ادا خاص
تجھے خاصوں میں حق نے کرلیا خاص

اور مسلمانو! اپنے آقا و مولا صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے دل سے کہو۔ کہ ؎

غریبوں بے نواؤں بے کسوں کو
خدا نے در تمہارا کر دیا خاص
ملا جو کچھ جسے وہ تم سے پایا!
تمہیں ہو مالکِ ملکِ خدا خاص
گدا ہوں خاص رحمت سے ملے بھیک
نہ میں خاص اور نہ میری التجا خاص
تری نعمت کے سائل خاص تا عام
تری رحمت کے طالب عام تا خاص

Marfat.com

ہاں تو بھائیو! اب اندازہ تو کیجئے۔ ایسے نادان کی نادانی کا جو محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل جانتا ہے۔ اور اس امر پہ مصر ہے۔ کہ دوسرے بھی اس کی مثل حضور علیہ السلام کو اپنی مثل کہہ کر اُس کی مثل احمق و گمراہ ہو جائیں۔

مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہو گیا۔ کہ ہم جو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک و مختار اور عالِم ما کان و مایکون جانتے، اور مانتے ہیں۔ وہ اسی حیثیت سے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ کے مظہرِ اتم ہیں۔ اللہ ہی کی عطا سے آپ مالک بھی ہیں۔ مختار بھی۔ اور اسی کی عطا سے آپ دو جہان کے حاکم بھی ہیں۔ اور اسی کی عطا سے آپ دانائے غیوب بھی ہیں۔ اور اگر کوئی صاحب یہی رٹ لگانے لگیں۔ کہ نا صاحب نا! مالک تو اللہ ہی ہے۔ مختار تو وہی ہے۔ حاکم و متصرف تو وہی ہے۔ اس لئے کسی نبی یا ولی کو مالک و مختار ماننا شرک ہے۔ تو ہم ایسے شخص سے کہیں گے۔ کہ صاحب "حیّ" تو اللہ ہی ہے۔ "سمیع" تو صرف وہی ہے۔ "بصیر" تو اسی کی ایک ذات ہے۔ "متکلم" تو صرف خدا ہی ہے۔ پھر آپ اپنے آپ کو "زندہ" کیوں کہتے ہیں۔ آپ کو تو فوراً مر جانا چاہیئے۔ آپ "سمیع" کیوں بنتے ہیں۔ کانوں میں سیسہ ڈلوا کر بہرے بن جایئے۔ آپ "بصیر" کیوں کہلواتے ہیں۔ آنکھیں پھوڑ کر اندھے ہو جایئے۔ آپ کلام کرنے والے کون؟ زبان کٹوا کر گونگے بن جایئے۔ اور پھر ایک تختی پر یہ آیت لکھ کر اپنے گلے میں ڈال لیجئے۔ کہ صمٌ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون۔

بھائیو! جب عوام میں اِن صفاتِ حق کا پرتَو نظر آ رہا ہے۔ تو خواص میں تو خصوصیت کے ساتھ ان صفات کی جلوہ گری ہونی

Marfat.com

چاہیئے۔اور واقعہ بھی یہی ہے۔ کہ خدا کے برگزیدہ اور مقرب بندے صفاتِ حق کے انوار سے بہت زیادہ منوّر ہوتے ہیں۔ اور ان کی یہ طاقتیں عوام سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ کسی نورانی چیز سے جو چیز زیادہ قریب ہوگی۔ وہ بہ نسبت دور کی چیز کے زیادہ روشن ہوگی یونہی جو حضرات مطابق یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ کے اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں ان کی زندگی۔ بصارت اور سماعت عوام سے بہت زیادہ قوتوں کی حامل ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ کے مطابق ان کی سماعت و بصارت کا یہ عالم ہوتا ہے۔ کہ فرش پر تشریف فرما ہو کر عرش کی آوازیں بھی سن لیتے ہیں۔ اور دنیا کی ہر شے ان پر منکشف ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سارے مقربینِ حق کے سردار حضور احمدِ مختار صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں بچپن میں چاند کے زیرِ عرش سجدہ کرنے کی آواز کو سنتا تھا۔ (دیکھیئے خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۵۳) اور ساری دنیا کو میں اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ جیسے اپنی ہتھیلی کو۔ (دیکھیئے مواہب لدنیہ ص ۱۹۳ جلد ۲)

کیوں صاحب! جن کی سماعت کا یہ عالم ہو۔ کہ عرش کی آواز کو بھی سن لیں۔ کیا ان کے لئے لاہور یا کراچی یا سیالکوٹ میں پڑھے ہوئے درود شریف الصّلوٰۃ والسّلامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ۔ کی آواز کا سن لینا کچھ مشکل ہے؟ کیا یہ کراچی و لاہور یا سیالکوٹ، عرش سے بھی پرے کے شہر ہیں؟ کہاں عرش کی آواز اور کہاں فرش کی۔ جن مقدس کانوں میں کروڑوں میل دور عرش کی آواز سن لینے کی طاقت ہے۔ لاریب وہ کان چند ہزار میل فرش کی آواز بھی سن لیتے ہیں۔ ؎ دُور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

اور کیا جن مقدس نظروں میں ساری دنیا مثل ہتھیلی کے ہے، ان مقدس نظروں سے آپ اوجھل رہ سکتے ہیں ؟ کیا آپ دنیا سے خارج ہیں ؟ نہیں نہیں بلکہ حقیقت یہی ہے. کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نظرِ پاک سے کوئی چیز غائب نہیں. سچ کہا ہے اعلیحضرت نے کہ ؎

سرِ عرش پر ہے تری گذر دلِ فرش پر ہے تری نظر ! !
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

بھائیو ! ہمارے حضور صلے اللہ علیہ و سلم مقربینِ حق کے سردار ہیں جس قدر قربِ حق حضور کو حاصل ہے. کسی کو نہیں. لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ کا ارشاد اس حقیقت پر شاہد ہے. لہذا حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کی صفات کے مظہرِ اتم ہیں. یہی وجہ ہے. کہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے آیت ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ کا مصداق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ یہ آیتِ کریمہ حمد الٰہی بھی ہے۔ اور نعتِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بھی۔

(دیکھئے مدارج النبوۃ صـ۲)

پھونک

حضرات ! قرآنِ پاک میں حضرت آدم علیہ السّلام کے متعلق حق تعالیٰ نے فرمایا ہے. وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ۔ اور جب میں اس میں اپنی طرف سے روح پھونکوں" مفسرینِ کرام نے لکھا ہے. کہ حضرت آدم علیہ السّلام کا مقدس پتلا تیار کرکے اللہ نے اس میں روح پھونکی۔ تو خدا کی اس پھونک سے حضرت آدم علیہ السلام زندہ ہو گئے. خدا کے اس وصف کی جھلک مقربینِ حق میں بھی دیکھ لیجئے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مٹی سے پرندہ کی بے جان صورت بنا کر اس میں پھونک مارتے. تو وہ زندہ ہو کر اڑنے لگتا. چنانچہ قرآن میں ہے۔ کہ

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ

Marfat.com

فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ (حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا)
کہ "میں تمہارے لئے مٹی سے پرندہ کی مورت بناتا ہوں۔ اور اس
میں پھونک مارتا ہوں ۔ تو وہ اللہ کے حکم سے اڑنے لگتا ہے"۔
دیکھ لیجئے ۔کہ عیسٰے علیہ السلام کی پھونک میں اللہ نے یہ تاثیر پیدا فرمادی
کہ بے جان مورت میں جان پیدا ہو جاتی ۔ اور یہ نفخ حق کا پرتوہ ہے
جو حضرت عیسٰے علیہ السلام پر پڑا۔ اور چونکہ حضرت عیسٰے علیہ السّلام
مقربینِ حق میں سے ہیں۔ اور پیغمبر و رسول ہیں۔ اس لئے اس صفت
کی جھلک یہاں نمایاں نظر آرہی ہے۔ اور ہم عوام پر بھی یہ جھلک پڑی
مگر اپنی حیثیت کے مطابق ۔ اور وہ اس طرح کہ ہماری پھونک اگرچہ
بے جان جسم میں جان پیدا نہیں کرسکتی۔ مگر اتنا ضرور ہے۔ کہ ہم اگر بجھی
ہوئی آگ میں پھونک دیں۔ تو وہ آگ روشن ہو جاتی ہے۔ گویا جیؔ
اٹھتی ہے۔ معلوم ہوا ۔کہ انسان میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا فیض ہے
اور مقربینِ حق میں خصوصیت کے ساتھ ۔ اور اُن سے بھی زیادہ بدرجہ اتم
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا
ظہور ہوتا ہے۔

تو ان پاک ہستیوں میں بعطار الٰہی کسی کمال کا ماننا شرک ہرگز نہیں
شرک تو جب ہو ۔ جبکہ استقلالاً اور بالذات ان میں کسی وصف کو
تسلیم کیا جائے۔ اور حاشا لِلّٰہ ایسا کوئی مسلمان نہیں۔ جو کسی نبی ولی
کو بغیر عطار الٰہی کے مالک و مختار یا عالم و متصرف مانتا ہو۔ تو جو
لوگ خواہ مخواہ مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگاتے پھرتے ہیں۔ یہ
ان کا اپنا فعل ہے۔ ان کے کہنے سے کوئی مسلمان مشرک نہیں بن
سکتا۔ ہاں جو لوگ واقعی مشرک ہیں۔ شبِ قدر کو ان کی واقعی
مغفرت نہ ہوگی۔

ایک اور حدیث

بھائیو! شبِ قدر کے متعلق ایک اور ارشاد بھی سن لو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اس رات اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا؟ کہ میں اس کو بخش دوں۔ کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے؟ جو مجھ سے رزق طلب کرے۔ اور میں دوں۔ کیا کوئی بیمار ہے؟ جو مجھ سے شفا طلب کرے۔ اور میں اُسے شفا دوں۔"

میرے عزیزو، بھائیو! اور بزرگو! دیکھو تو سہی۔ یہ کیسی مبارک رات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا دریا کس قدر جوش میں ہے کہ اپنے بندوں کو بلا بلا کر ان کی مرادوں کی کھیتیاں سرسبز کرنا چاہتا ہے

اس رات کے نوافل

اس رات کے متعلق بزرگوں نے لکھا ہے۔ کہ جو شخص اس رات میں چار رکعات نفل پڑھے۔ اور ہر رکعت میں پچاس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اور دن کو روزہ رکھے۔ تو خدا تعالیٰ اس کے پچاس سالوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اور آٹھ رکعات بہ نیت نفل ایک سلام کے ساتھ ہدیہ برائے روح پرفتوح حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی اسی رات سے مخصوص ہیں۔ ان آٹھ نوافل کی ہر رکعت میں گیارہ گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے اور ان نفلوں کا ثواب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں ہدیہ پیش کردے۔ تو خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں جنت میں قدم نہ رکھوں گی۔ جب تک کہ نفل پڑھنے والے کی شفاعت نہ کر لوں۔

پٹاخے

بھائیو! اس مقدس رات میں یہ جو بدعت چل نکلی ہے۔ کہ چھوٹے بڑے اپنے زر کو آگ لگانے لگتے ہیں۔ اور پٹاخے چھوڑتے ہوئے اپنی دولت برباد کرنے لگتے ہیں۔ یہ رسم واقعی بدعت

Marfat.com

ہے۔ اور اس سے کنارہ کرنا بڑا ضروری ہے۔

حلوہ

اس رات اگر کوئی شخص ایصال ثواب کے لئے حلوہ پکائے یا کھائے کھلائے۔ تو اِسے بدعت کہنا بہت بڑی زیادتی ہے۔ اس رات حلوہ پکانا اگر عام ہے۔ تو اس میں کیا حرج ہے ہاں اِسے اگر کوئی دینی طور پر ضروری سمجھے۔ اور نہ پکانے والے کو گنہ گار سمجھے۔ تو بیشک یہ بات ناجائز ہے۔ مگر ایسا سمجھتا کون ہے؟ بھائیو! ابھی آپ سن چکے۔ کہ بعض لوگ خواہ مخواہ ہی مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگایا کرتے ہیں۔ یہ حلوہ پکانا بدعت قرار دینا بھی ایسے ہی لوگوں کا مشغلہ ہے۔ چنانچہ اِن کا ایک مشہور شعر ہے کہ ؎

ہے شبرات کا حلوہ بالکل حرام!
مسلماں کو کیا اُسکے کھانے سے کام

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے۔ کہ ؎

جو شبرات کا حلوہ بھی ناروا ہے
بتاؤ تو اس میں نجس چیز کیا ہے
روا ہے وہ خود جس سے حلوہ بنا ہے
حقیقت میں منہ ہی تمہارا برا ہے
یہ گھی اور میوے کا عمدہ نوالا
ملے اس کو جو ہووے تقدیر والا

اور حاجی حق حق نے لکھا ہے۔ کہ ؎

اے منکر نہ اس قدر تلخی میں آ تو
نہ حلوے پہ بدعت کا فتویٰ لگا تو
یہ منہ اپنا حلوے کے لائق بنا تو

محمد کی پڑھ نعت اور حلوہ کھا تو
جو بغضِ محمد میں ہر دم جلے ہے
یہ حلوہ بھی بدعت اُسی کے لئے ہے

بھائیو! جس منہ سے کبھی نعتِ مصطفےٰ نہ نکلی ہو۔ اس منہ میں حلوہ کیسے جلتے؟ اسی لئے تو کہا گیا ہے۔ کہ "حلوہ خوردن را روئے باید" ان لوگوں کو میٹھے کی اس عداوت کا کڑوا پھل یہ ملا۔ کہ جہاں بھی گئے۔ پھیکے پڑے۔ اور ان کی تقریروں میں اسی حلوہ دشمنی کے باعث شیرینی و حلاوت نہ رہی۔ اور تلخی ہی تلخی نظر آنے لگی۔ خدا تعالیٰ ہر قسم کی تلخی سے بچائے۔ اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اس کے بعد اذان اور پھر

خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا سَوَآءَ السَّبِیْلِ وَجَعَلَ لَنَا النَّوْرَیْنِ خَیْرَ دَلِیْلٍ۔ نَحْمَدُہٗ حَمْدًا کَثِیْرًا عَلٰی مَآ اَنْعَمَ عَلَیْنَا بِاِنْزَالِ التَّنْزِیْلِ۔ اَنْزَلَہٗ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ وَّفَضَّلَہٗ

عَلٰى سَائِرِ الْكُتُبِ اَكْبَرُ تَفْضِيْلٍ۔ وَنَشْكُرُهٗ
شُكْرًا عَلٰى اَنْ اَرْسَلَ اِلَيْنَا النَّبِيَّ الْجَلِيْلَ
نَبِيًّ عَظِيْمٌ قَدْرُهٗ فَخِيْمٌ لُطْفُهٗ خَصَّهُ
اللّٰهُ بِلُطْفِهِ الْعَمِيْمِ وَفَضْلِهِ الْجَلِيْلِ۔
وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا
شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ صَاحِبُ التَّعْظِيْمِ وَالتَّبْجِيْلِ

اَمَّا بَعْدُ

اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ مَضَتِ اللَّيَالِيْ وَالْاَيَّامُ وَ
اَنْتُمْ مُنْهَمِكُوْنَ فِي الْاٰثَامِ۔ وَصِرْتُمْ اِلَى
الْعَذَابِ الْوَبِيْلِ۔ فَيَا حَسْرَتَاهُ عَلٰى مَا
فَرَّطْتُمْ وَا وَيْلَاهُ عَلٰى مَا ارْتَكَبْتُمْ اَمَا
عَلِمْتُمْ اَنَّ الدُّنْيَا دَارُ رَحِيْلٍ۔ اَيْنَ مُلُوْكُ
الْاَكَاسِرَةِ۔ اَيْنَ سَلَاطِيْنُ الْجَبَابِرَةِ
اَفْنَاهُمْ دَوْرُ الدَّوَارِ وَكَذٰلِكَ يَهْلِكُ

كُلٌّ كَثِيْرٌ وَّ قَلِيْلٌ. مَا نَفَعَتْهُمُ السَّطْوَةُ. وَمَا
اَبْقَتْهُمُ السَّلْطَنَةُ. فَمَنْ اَنَا وَاَنْتُمْ اِذَا
جَاءَنَا مَلَكُ الْمَوْتِ عَزْرَائِيْلُ. اَلَا قَدْ
جَاءَتْكُمْ لَيْلَةٌ مُبَارَكَةٌ فَضْلُهَا مَشْهُوْرٌ
وَقَدْرُهَا مَاثُوْرٌ هِيَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ
شَعْبَانَ فَتَلَقَّوْهَا بِالْقِيَامِ وَالصِّيَامِ. وَ
اَكْثِرُوْا فِيْهَا زِيَارَةَ الْقُبُوْرِ وَالدُّعَاءَ مَعَ
الْاِسْتِغْفَارِ مِنَ الْاٰثَامِ. لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْحَمُنَا
وَيُعْطِيْنَا الثَّوَابَ الْجَزِيْلَ. وَقَدْ اَخْرَجَ
ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
اِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا
لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ
فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا
فَيَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا مِنْ

Marfat.com

مُسْتَرْزِقٍ فَارْزُقْهُ اَلَا مِنْ مُبْتَلًى فَاُعَافِيَهِ
اَلَا مِنْ سَائِلٍ فَاُعْطِيَهِ حَتّٰى يَطْلَعَ الْفَجْرُ
اِخْوَانِيْ وَخُلَّانِيْ هٰذِهٖ لَيْلَةٌ يَخْرُجُ فِيْهَا اِسْمُ
مَنْ يَّمُوْتُ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ۔ فَمَآ اَدْرٰىكُمْ
وَمَآ اَدْرَانَا لَعَلَّ اَسْمَآءَنَا تَخْرُجُ فِي الْمَوْتٰى
وَنَحْنُ فِيْ غَفْلَةٍ عَظِيْمَةٍ كَالْفَصِيْلِ وَالْعَجِيْلِ
فَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَكُوْنُوْا كَعَابِرِ سَبِيْلٍ
وَاَقْصِرُوا الْاَمَلَ وَانْتَظِرُوا الْاَجَلَ وَ
اجْتَهِدُوْا فِي الْعِبَادَةِ لِتَكُوْنَ زَادًا لِلرَّحِيْلِ
وَتَذَاكَرُوْا مَا حَالُكُمْ اِذَا تَرَكَكُمْ اَحْبَابُكُمْ
وَهَجَرَكُمْ اَصْحَابُكُمْ وَدَفَنَكُمُ الْاَعْمَارُ وَ
الْاَجَانِبُ۔ وَحَضَرَكُمُ الْاَعِزَّةُ وَالْاَقَارِبُ
وَسَرَعَ بِكُمُ السَّيْرُ كَاَنَّهٗ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ۔ وَاَلْقَوْا عَلَيْكُمُ التُّرَابَ
كَاَنَّهٗ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ اُلْفَةٌ۔ فَيَنْدَ

Marfat.com

ذٰلِكَ تَتَحَسَّرُوْنَ وَمَا تَنْفَعُكُمُ الْحَسْرَةُ۔
وَتَتَذَكَّرُوْنَ وَمَا تُفِيْدُكُمُ الذِّكْرَةُ۔ فَاِنْ
كُنْتُمْ قَدْ اَحْسَنْتُمْ فَطُوْبٰى لَكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ
قَدْ اَسَأْتُمْ فَوَيْلٌ عَلَيْكُمْ مِنْ حِرْمَانِ الْعَطَاءِ
الْجَزِيْلِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا عِبَادُكَ الْمُجْرِمُوْنَ
زَادُ طَاعَاتِنَا قَلِيْلٌ۔ فَارْحَمْنَا رَحْمَةً فِي
الْقَبْرِ وَبَعْدَ الْحَشْرِ وَاَصْفِحِ الصَّفْحَ
الْجَمِيْلَ۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي
الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ۔ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ
بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ
مَلِكٌ كَرِيْمٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھئے

Marfat.com

شعبان المعظم کے تیسرے جمعہ کا خطبہ

ذکرِ حق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا (پ ۲۲ ع ۳)

اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو۔ اور صبح و شام اس کی پاکی بولو

حضرات! آج میرے وعظ کا عنوان ہے۔ ذکرِ حق۔ آج دنیا بھر میں جو بے چینی اور بدامنی پائی جا رہی ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ ذکرِ حق سے ہماری غفلت ہے۔ بھائیو! اس آیت کریمہ میں اللہ نے ہمیں مخاطب فرما کر فرمایا ہے۔ کہ ایمان والو! اپنے اللہ کی کثرت سے یاد کرو۔ اور ہر وقت اس کے ذکر میں مشغول رہو۔

Marfat.com

کلام معجز نظام

اس وقت مجھے ایک حدیث پاک یاد آ رہی ہے۔ جو ذکرِ حق ہی سے متعلق ہے۔ اور سبحان اللہ! کیا ہی پیاری حدیث ہے۔ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام پاک بھی ایک کلام معجز نظام ہے۔ چھوٹے سے مقدس جملہ میں معارف کے دریا بہا دینا یہ حدیثِ پاک ہی کا خاصہ ہے۔ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔ اور ذرا سلکِ جواہر کو دیکھنا۔ کہ کس طرح موتی پروئے گئے ہیں۔ فرمایا:۔

كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ ۔ "یعنی دو کلمے ایسے ہیں۔ جو زبان پر تو بڑے ہلکے ہیں۔ مگر میزان پر بڑے بھاری ہیں اور رحمٰن کو بڑے پیارے ہیں"

سبحان اللہ! کیا ہی ایمان افروز حدیثِ پاک ہے۔ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ کیسا مبارک تسلسل اور کیسی نورانی روانی ہے۔ کلمتان خفیفتان علے اللسان۔ ثقیلتان فی المیزان۔ حبیبتانِ الی الرحمٰنِ بھائیو! یہ اس ذاتِ با برکات کا کلام معجز نظام ہے۔ جس کے آگے عرب کے بڑے بڑے فصحا و بلغا دم بخود رہ گئے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ ؎

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں
تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں۔ نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرارِ اعجاز ایک ایسا پھول ہیں۔ کہ جس پھول سے ہزاروں پھول جھڑتے ہیں۔ اعلیٰحضرت نے ایک

Marfat.com

دوسری نعت میں یہی فرمایا ہے. کہ بلبل آج تک تو گلاب کے پھول کو گلشن میں دیکھا کرتا تھا. مگر اس نے کبھی ایسا نظارہ نہ دیکھا ہوگا. کہ گلاب کے اندر سارا گلشن موجود ہو یہ نظارا ہمیں شاہد مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لبہائے مبارک میں نظر آیا. فرماتے ہیں۔ ؎

وہ گل ہیں لبہائے نازک اُنکے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے

یعنی حضور کے لب ہائے مبارک وہ پھول ہیں. کہ جس پھول سے ہزاروں پھول جھڑ رہے ہیں۔

گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

بلبل ہمیشہ گلشن کے اندر گلاب کو دیکھا کرتا تھا. مگر یہاں دیکھو کہ گلاب کے اندر گلشن موجود ہے؛

سبحان اللہ! کیا حقیقت بیان فرما دی. کہ حضور کے لبِ پاک کے ایک پھول سے سینکڑوں گلشن بن گئے۔ ہاں تو بھائیو! حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. دو کلمے ہلکے ہیں زبان پر۔ بھاری ہیں میزان پر۔ اور پیارے ہیں رحمٰن کو۔ اور وہ کونسے دو کلمے ہیں؟ فرمایا. سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۹۲)

حضرات! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق اگر انہیں دو کلموں کا ورد رکھا جائے۔ تو کس قدر برکت و عظمت کی بات ہے. مگر افسوس کہ آج کل تو غفلت کا اندھیر چھا رہا ہے۔ ہم انسان ہو کر اس کی یاد سے غافل ہیں۔ حالانکہ اس کے ذکر میں کائنات کی ہر چیز مشغول ہے. چنانچہ خدا فرماتا ہے.

اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ ۔

یعنی کوئی شے ایسی نہیں۔ جو ذکرِ حق میں مشغول نہ ہو۔

Marfat.com

پہاڑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ایک پہاڑ پر گذرے تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا۔ یہ پہاڑ ذکرِ حق کر رہا ہے۔ اور یوں کہہ رہا ہے۔

سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ فِیْنَا النَّارَ وَ لَمْ تُحْرِقْنَا۔

"پاک ہے وہ خدا جس نے ہم میں آگ پیدا کی۔ اور اس آگ سے ہمیں جلاتا نہیں"

یعنی ہم میں اُس نے آگ پیدا فرما دی۔ اور وہ آگ نہ تو اپنی سوزش کو نابود کرتی ہے۔ اور نہ ہمیں اپنی تاثیر سے جلاتی ہے۔

درخت اسی طرح ایک روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ تلے تشریف فرما ہوئے۔ تو آپ نے سنا۔ کہ وہ درخت یوں پکار اٹھا۔

سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ فِیْ ظِلِّیْ سَیِّدَ الْاَنْبِیَاء

پاک ہے وہ خدا جس نے میرے سایہ تلے نبیوں کے سردار کو بٹھایا

یہ روایات مغنی الواعظین کے صفحہ ۲۶۱ پر موجود ہیں۔ اور ان سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ پہاڑ اور درخت اور اسیطرح سب چیزیں ذکرِ حق میں مشغول ہیں۔ پھر انسان جو اشرف المخلوقات ہے اگر غفلت اختیار کرے۔ تو ایسا انسان تو برائے نام ہی انسان ہُوا اس سے تو پتھر اور لکڑیاں ہی اچھی ہوئیں۔

غفلت بھائیو! آجکل غفلت کا اندھیر کچھ ایسا چھا چکا ہے۔ کہ دنیا میں پڑ کر ذکرِ حق سے بالکل غافل ہو رہے ہیں اسلام یہ نہیں کہتا۔ کہ تم دنیا کے کام نہ کرو۔ دنیا کا کام بھی کرو۔ مگر ذکرِ حق جو اصل مقصود ہے۔ اُسے بھی نہ بھلاؤ۔ خدا تعالیٰ نے اسی لئے دوسری جگہ اپنے نیک بندوں کی اسطرح تعریف فرماتی

Marfat.com

ہے۔ کہ

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

یعنی میرے بندے وہ ہیں۔ جن کو تجارت اور خرید و فروخت ذکرِ حق سے غافل نہیں کرتی۔ وہ کام کاج بھی کرتے ہیں۔ اور ذکرِ حق بھی۔ نہ کہ وہ جب ذرہ سا کام بھی پڑ جائے۔ تو اس میں ایسے مشغول ہو جاتے ہیں۔ کہ وقت پر جماعت کے ساتھ نماز تو کیا سرے سے نماز ہی کا کچھ خیال نہیں کرتے۔ فرصت ہوتی۔ تو مسجد میں آ گئے۔ ورنہ کوئی نہیں۔ حالانکہ مسلمان کے لئے لازم ہے۔ کہ ذکرِ حق کو ہر بات سے مقدم رکھے۔

ایک مثال میرے بھائیو! اگر کسی کا بیٹا سمندر پار گیا ہو۔ اور مدت کے بعد وہ گھر لوٹے۔ تو اگر وہ شخص دکاندار ہو۔ اور دکان پر بیٹھا ہوا سودا تول رہا ہو۔ ترازو اس کے ہاتھ میں ہو۔ اور اسی وقت کوئی آ کر کہہ دے۔ کہ تمہارا بیٹا آ گیا ہے۔ تو دیکھ لیجئے' بلا اختیار ترازو اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ اور وہ بیٹے کی خوشی میں سودا دینا بھول جائے گا۔ دکان بند کرنا بھی اُسے یاد نہ رہے گا۔ اور وہ جھٹ گھر کو دوڑے گا۔ مگر کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ یہی دکاندار صاحب سودا دے رہے ہوں۔ ترازو ہاتھ میں ہو۔ اور اذان کی آواز آ جائے۔ تو ہرگز کوئی اثر نہ ہوگا۔ اطمینان سے سودا دینگے گاہکوں کو بھگتائیں گے۔ اور اس بات کی کچھ پروا نہ کریں گے۔ کہ اذان ہو گئی ہے۔ مسجد میں چلنا ہے۔ نماز پڑھنا ہے۔ نہیں بلکہ وہ اگر نمازی بھی ہیں۔ تو سوچیں گے۔ ابھی ٹائم بہت ہے۔ جماعت ہوتی ہے تو ہو جائے۔ اکیلے پڑھ لیں گے۔ اور اگر گاہکوں کی بھرمار ہو گئی۔ تو جماعت رہی ایک طرف۔ نماز بھی گئی۔ کیوں بھائیو!

Marfat.com

ہے نا یہی بات ؟ حالانکہ ذکرِ حق کی اہمیت بھی اگر پیشِ نظر ہوتی۔ تو اذان سنتے ہی مسجد کو دوڑتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ۔ (پ۲۸ ع ۱۱)

یعنی جمعہ کے دن اذان کی آواز سنو۔ تو خرید و فروخت فوراً چھوڑ دو۔ اور ذکرِ حق کی طرف دوڑو۔ بھائیو! ہمارے اسلاف کرام علیہم الرحمۃ میں یہی وصف تھا۔ مگر آج تو ؎

اب نظر آتی نہیں ہے مسجدوں کے فرش پر
قوم نے اتنی ترقی کی کہ پہنچی عرش پر

شیطان کا دوست

علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت درج کی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز شیطان سے پوچھا۔ یہ تو بتا۔ تیرا ہمخواب کون ہے؟ شیطان نے جواب دیا۔ مست اور نشے والا۔ حضور نے فرمایا۔ اور تیرا مہمان کون ہے؟ کہنے لگا۔ چور۔ پھر دریافت فرمایا۔ اور تیرا دوست کون ہے؟ شیطان نے کہا۔ بے نمازی۔ (نزہتہ المجالس ص۲۵۶ ج۲)

چونکہ شیطان سجدہ نہ کرنے ہی سے شیطان ہوا تھا۔ اس لئے اس نے اپنا دوست بھی بے نمازی ہی کو بنایا۔ بھائیو! شیطان کی دوستی سے بچو۔ اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔

غذائے روح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا۔

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا

"جب تم جنت کے باغوں سے گذرو۔ تو اس میں سے اپنی غذا حاصل کرو۔"

Marfat.com

صحابہ کرام نے عرض کیا۔
رِیَاضُ الْجَنَّةِ۔ حضور! جنت کے باغ کیا ہیں؟
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
حِلَقُ الذِّکْرِ۔ ذکرِ حق کے حلقے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۹۰)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ ذکرِ حق روح کی غذا ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ذکرِ حق کے حلقوں کو جنت کے باغ فرمایا ہے۔ اور اللہ کے ذکر کو غذائے روح ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ تم ان باغوں سے اپنی غذا حاصل کرو۔ یعنی ذکرِ حق کرو۔ سب جانتے ہیں۔ کہ بھوک اور پیاس سے انسان پریشان خاطر اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور جب اسے کھانا پینا مل جاتا ہے۔ تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ اسیطرح ذکرِ حق جو غذائے روح ہے۔ جب تک روح کو اپنی غذا نہ ملے۔ وہ پریشان رہتی ہے۔ اور غذا مل جانے پر مطمئن ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ یعنی ذکرِ حق سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔

ایک سلیم المزاج اور منصف آدمی ان دو قسم کی ظاہری اور باطنی غذا کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ اس کے روزمرہ صدق دل سے اللہ اللہ کرنے والوں کو بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کس طرح اللہ اللہ کرنے سے دل کو باطنی غذا پہنچتی ہے۔ یہ بات تو عام طور پر اللہ اللہ کرنے والے بھی معلوم کر لیتے ہیں۔ کہ انسان جس روز حسب معمول اللہ تعالیٰ کے ذکر کا وظیفہ ادا کرتا ہے۔ تو اس روز دل بے وجہ خوش اور بے واسطہ ہشاش بشاش رہتا ہے۔ اور دل میں صبر و سکون اور ایک گونہ اطمینان رہتا ہے۔ اگر گھر میں ظاہری طور پر کچھ نقدی اور مال نہ بھی ہو۔ تب بھی دل ایسا مطمئن

ہوتا ہے۔ گویا سب کچھ موجود ہے۔ اور کسی قسم کی پریشانی و بے قراری لاحق نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے برخلاف جس روز انسان کے اپنے روز مرہ کے وظیفہ۔ عبادت اور ذکر و فکر کا ناغہ ہو جاتا ہے۔ اس روز طبیعت بے وجہ پریشان، دل پژمردہ اور زندگی بے لطف معلوم ہوتی ہے۔ دل کو ایک قسم کی تنگی اور پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ یہ بات تو عام ذکر کرنے والوں کو معلوم ہوتی ہے۔ اور جو خواص ہیں۔ جن کے ذکر و فکر اور عبادت میں کمال درجہ کا صدق اور اخلاص ہوتا ہے وہ اس باطنی غذا کو ظاہری غذا کی طرح محسوس کرتے ہیں۔ اور ان کے بطنِ باطن کو اس طرح کے ذکر و فکر سے سیری معلوم ہوتی ہے۔ جس طرح وہ ظاہری غذا سے سیر اور مطمئن ہو جاتے ہیں۔ وہ ذکرِ حق کو روح کے لئے زندگی قرار دیتے ہیں۔ اسی لئے حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہ

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۸۸)

یعنی ذاکرِ حق اور غافل کی مثال زندہ و مردہ کی مثال ہے۔

یعنی جو ذکرِ حق کرتا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ اور جو غافل ہے وہ مردہ ہے۔"

حکایت شبلی

حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے ملنے کے لئے دو اہلِ دل دور دراز سے سفر کرکے آ رہے تھے۔ کہ راستے میں ایک جگہ پہنچکر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ بڑا افسوس ہے۔ کہ ہم جس مقصد کے لئے اتنی دور سے چلے تھے۔ وہ پورا نہ ہوا۔ اور حضرت شبلی کا آج رات کو انتقال ہو گیا۔ دوسرے نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ تو وہ بولے۔ کہ میں نے دو بلیوں کو آپس

Marfat.com

ہیں گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہی تھیں۔ کہ افسوس حضرت شبلی جوڑے عابد و زاہد تھے۔ آج رات کو فوت ہو گئے ہیں۔ پھر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ کہ چلو اتنا سفر طے کر کے آئے ہیں۔ ان کے جنازہ ہی میں شرکت ہو جائے۔ تو غنیمت ہے۔ چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے۔ تو حضرت شبلی کو زندہ پایا۔ حیران رہ گئے۔ اور پوچھا۔ کہ ہم نے تو آپکے متعلق یہ سنا تھا۔ کہ آپ کا آج رات کو انتقال ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بلیوں نے سچ کہا ہے۔ آج رات کو میری نماز تہجد رہ گئی ہے۔ اس واسطے آسمانوں پر۔ میرے مرنے کی خبر دیدی گئی۔ اور وہاں سے زمین کے جانوروں تک یہ خبر پہنچی۔ جس سے بلیوں نے میرے مرنے کی بات کی۔ (منتخب الواعظین ص۲۶۵)

پس اے میرے بھائیو! اللہ کا ذکر ہی اصل میں زندگی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ایمان والو! کثرت سے ذکر حق کیا کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہا کرو۔

بھائیو! دنیا میں اتنے مشغول نہ ہو جاؤ۔ کہ خدا کو بھول ہی جاؤ۔ خدا را غفلت کو چھوڑو۔ اور اپنی اس روحانی غذا کی بھی فکر کرو۔ افسوس کہ آج کل دنیا کمانے اور ظاہری غذا حاصل کرنے کے تو سارے طریقے یاد ہیں۔ مگر جو یاد نہیں۔ تو روحانی غذا کے حاصل کرنے کا طریقہ یاد نہیں۔ اور آج غفلت و جہالت کا کچھ ایسا دور ہے۔ کہ اول تو ذکر سے ہیں ہی دور۔ اور اگر کبھی اس طرف آئے بھی۔ تو بڑی بے رخی سے۔ دیکھ لیجئے۔ اکثر حضرات ایسے بھی ہیں۔ جو نماز تو پڑھتے ہیں۔ مگر نماز صحیح یاد نہیں ہے۔ جس طرح غلط سلط آتی ہے۔ پڑھ کر سمجھ لیتے ہیں۔ کہ فرض ادا ہو گیا۔ حالانکہ نماز کے مسائل کا جاننا ضروری ہے تاکہ نماز صحیح ادا ہو۔ اور اس کی فکر کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

لطیفہ کہتے ہیں - ایک صاحب نماز کے بعد کہہ رہے تھے - "اوں ہوں سبحان اللہ" "اوں ہوں سبحان اللہ" کسی نے پوچھ لیا۔ حضرت یہ کیا ؟ "اوں ہوں سبحان اللہ" - تو بولے مجھے ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھنا تھا۔ مگر غلطی سے ۳۵ مرتبہ پڑھ گیا ہوں - اب دو بار کی نفی کر رہا ہوں -

دیکھا آپ نے ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنہیں پتہ ہی نہیں کہ ذکرِ حق کے کیا طریقے اور کیا قواعد ہیں - بھائیو! یہ غفلت اچھی نہیں - ذکرِ حق کرو - اور ذاکرینِ حق کی غلامی اختیار کر کے صحیح معنوں میں ذاکرِ حق بن جاؤ - اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے ذکر کی توفیق بخشے -

آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُسَبِّبِ الْاَسْبَابِ - وَمُفَتِّحِ الْاَبْوَابِ خَالِقِ الْاِنْسَانِ مِنَ التُّرَابِ - وَمُشَرِّفِہٖ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ اُولِی الْاَلْبَابِ - اَحْمَدُہٗ حَمْدًا مُتَوَالِیًا عَلٰی مَا اَنْعَمَ عَلَیْنَا

Marfat.com

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْوَهَّابُ - وَاشْكُرُهٗ شُكْرًا مُّتَثَالِيًا
وَهُوَ الْكَرِيْمُ التَّوَّابُ - اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ
وَهُوَ رَبُّ الْاَرْبَابِ - وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ شَفِيْعُ الْعُصَاةِ
يَوْمَ الْحِسَابِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى
اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ خَيْرِ اٰلٍ وَّاَصْحَابٍ -

اَمَّا بَعْدُ

اَيُّهَا الْخُلَّانُ وَالْاَحْبَابُ - اِغْتَنِمُوْا اَرْبَعًا
قَبْلَ اَرْبَعٍ اَلصِّحَّةَ قَبْلَ الْمَرَضِ وَالْفَرَاغَ
قَبْلَ الشُّغْلِ وَالْحَيٰوةَ - قَبْلَ الْمَوْتِ وَ
قَبْلَ الْمَشِيْبِ الشَّبَابَ - وَاغْتَنِمُوْا هٰذِهِ
الْاَشْهُرَ الْمُشَرَّفَةَ - وَالْاَيَّامَ الْمُتَبَرَّكَةَ -
وَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمُ النَّفِيْسَةَ
بِارْتِكَابِ الْمَعَاصِيْ وَاَعْمَالِ الْعِقَابِ -

Marfat.com

وَاشْكُرُوا اللّٰهَ عَلٰى مِنَنِهٖ وَاَلْطَافِهٖ حَيْثُ
اَبْقَاكُمْ اِلٰى هٰذِهِ الْاَزْمِنَةِ وَاَمْهَلَكُمْ
فِىْ هٰذِهِ الدَّارِ ذَاتِ الْهَلَاكِ وَالْفَنَاءِ
وَالتَّبَابِ۔ وَاعْتَبِرُوْا بِمَنْ مَضٰى مِنَ الْاٰبَاءِ
وَالْاَجْدَادِ وَالْاَوْلَادِ وَالْاَحْفَادِ۔ وَالْاَقْرَانِ
وَالْاَصْحَابِ۔ كَمْ مِنْ غَافِلٍ كَانَ مَعَكُمْ
فِىْ مِثْلِ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ۔ كَمْ مِنْ مُتَنَعِّمٍ
كَانَ يَتَنَعَّمُ مَعَكُمْ فِى اللَّذَّاتِ۔ فَسَرَعَ
بِهِمْ هَادِمُ اللَّذَّاتِ۔ وَمُفَرِّقُ الْجَمَاعَاتِ
فَفَرَّقَ شَمْلَكُمْ وَمَزَّقَ جَمْعَكُمْ وَاَسْكَنَهُمْ
دَارَ التُّرَابِ۔ تَفَرَّقَتْ اَوْصَالُهُمْ وَتَقَطَّعَتْ
اَعْضَاؤُهُمْ وَتَمَزَّقَتْ شُعُوْرُهُمْ وَتَغَفَّنَتْ
بُطُوْنُهُمْ وَسَالَتِ الدُّمُوْعُ مِنْ عُيُوْنِهِمْ
وَاَكَلَتِ الدِّيْدَانُ خُدُوْدَهُمْ وَذَهَبَ
مَا كَانُوْا يَغْتَرُّوْنَ بِهٖ مِنْ حُسْنِ الشَّبَابِ۔

وَنَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنْ زُوَّارِ الْقُبُوْرِ اَيُّهَا الْمُقِيْمُوْنَ
بِالدِّيَارِ الْخَرِبَةِ وَالْمُعْتَكِفُوْنَ بِبُيُوْتِ الْغُرْبَةِ
كَيْفَ اَصْبَحْتُمْ وَمَا مَضٰى عَلَيْكُمْ اَخْبَارُمَا عِنْدَنَا
اَنَّهٗ قَدْ تَزَوَّجَتْ نِسَآؤُكُمْ وَهُدِمَتْ دِيَارُكُمْ
وَقُسِمَتْ اَمْوَالُكُمْ بَيْنَ الْاَعِزَّةِ وَالْاَحْبَابِ
فَاَخْبِرُوْنَا اَيُّهَا الصَّامِتُوْنَ عَنْ اَخْبَارِمَا عِنْدَكُمْ
مَاذَا مَضٰى عَلَيْكُمْ فِيْ هٰذِهِ الشِّعَابِ. فَاَجَابُوْا
مِنْ دَاخِلِ الْقُبُوْرِ يَا حَسْرَتَاهُ عَلٰى مَا فَرَّطْنَا
وَوَاوَيْلَاهُ عَلٰى مَا كَسَبْنَا وَوَا اَسَفٰى عَلٰى مَا
اجْتَرَحْنَا وَوَا مُصِيْبَتَاهُ عَلٰى مَا اقْتَرَفْنَا
لَيْتَنَا نَعُوْدُ اِلٰى دَارِ الدُّنْيَا فَنَعْمَلَ غَيْرَ مَا
كُنَّا عَمِلْنَا فَنَفُوْزَ بِالثَّوَابِ. اَخْبَارُمَا عِنْدَنَا
اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا عَمِلْنَا حَاضِرًا وَتَحَسَّرْنَا
عَلٰى مَا فَاتَ مِنَّا نَائِيًا وَبَكَيْنَا عَلَى الْغَفْلَةِ
فِي الشَّيْبِ وَالشَّبَابِ. اَحَاطَتْنَا الظُّلْمَةُ

Marfat.com

وَاَهْلَكَتْنَا الضَّغْطَةُ وَاَكَلَنَا التُّرَابُ۔
فَاِنْ رَاَيْتُمُوْنَا فَرَرْنَا عَنَّا كَمَا تَفِرُّوْنَ
عَنِ الْاُسُوْدِ وَالْكِلَابِ۔ اَيُّهَا السَّائِلُوْنَ
عَنْ اَحْوَالِنَا وَالْمُتَجَسِّسُوْنَ عَنْ اَخْبَارِنَا
نَنْصَحُكُمْ وَالدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ۔ اَنْ لَا
تُهْلِكُوْا اَعْمَارَكُمُ الشَّرِيْفَةَ۔ وَلَا تُضَيِّعُوْا
اَنْفَاسَكُمُ اللَّطِيْفَةَ۔ فِيْ كَسْبِ الْمَعَاصِيْ
وَسَيِّئَاتِ الْاِرْتِكَابِ۔ فَلَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ
وَعِنْدَ الْمُعَايَنَةِ لَا تَنْفَعُ حُجَّةٌ وَلَا كِتَابٌ
فَيَا اُولِي الْاَلْبَابِ۔ نَوِّرُوْا قُبُوْرَكُمْ
بِمُدَاوَمَةِ الصِّيَامِ وَالْقِيَامِ۔ وَبِالصَّلٰوةِ
بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔ وَبِكَثْرَةِ الذِّكْرِ
وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰى
مَنْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ تُرْحَمُ الصِّغَارُ وَ
الْكِبَارُ وَيُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْحِسَابُ۔ جَعَلَنَا

اللّٰہُ اِیَّاکُمْ مِمَّنْ تَابَ وَاَنَابَ۔ وَ
اَدْخَلَنَا وَاِیَّاکُمْ فِی الْجَنَّۃِ بِغَیْرِ حِسَابٍ
بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ
الْعَظِیْمِ۔ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ
وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ۔ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ
مَلِکٌ کَرِیْمٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھئے

Marfat.com

پیش از خطبہ کے چوتھے جمعہ کا وعظ بعنوان

قربِ حق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ۔ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْحَدِیْثِ الْقُدْسِیِّ

مَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا اِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ

(مشکوٰۃ شریف ص۱۸۹)

میرا بندہ کثرتِ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ تو میں اس سے محبت فرمانے لگتا ہوں۔ اور جب میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ چلتا ہے۔ اور وہ میرا بندہ اگر مجھ سے کچھ مانگے۔ تو اُسے ضرور عطا فرماتا ہوں"۔

حضرات! آج میں نے آپ کے سامنے ایک حدیث قدسی پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں بیان فرمایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میرا بندہ میرا قرب حاصل کرنے کے لئے نوافل ادا کرتا ہے۔ اور نوافل کی کثرت سے وہ میرا قرب پا لیتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ اور جب اُسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ تو پھر میں اس کے کان ہو جاتا ہوں۔ اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں۔ اس کے ہاتھ، اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں۔ وہ اگر سنتا ہے۔ تو مجھ سے۔ دیکھتا ہے۔ تو مجھ سے۔ پکڑتا ہے۔ تو مجھ سے، اور چلتا ہے۔ تو مجھ سے۔ اور پھر وہ میرا اتنا مقرب بن جاتا ہے۔ کہ مجھ سے اگر وہ کچھ طلب کرتا ہے۔ میں اُسے ضرور دیتا ہوں۔ اُسے خالی ہرگز نہیں لوٹاتا۔

بھائیو! اس حدیث قدسی سے قربِ حق حاصل کرنے کا طریق اور مقربینِ حق کی شان ظاہر ہو رہی ہے۔ خوب یاد رکھئے

ولی "ولی" کا معنی بھی "قریب" ہے۔ اور "ولی اللہ" کا معنی ہے۔ وہ جسے اللہ کا قرب حاصل ہو۔ اور اس حدیث قدسی میں

Marfat.com

قربِ حاصل کرنے کا طریق کثرتِ نوافل بتایا گیا ہے۔ یعنی جو شخص محنت کرے، اور کثرت سے نوافل ادا کرے۔ تو اس کثرتِ نوافل کی برکت سے اُسے قربِ حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ اللہ کا ولی بن جاتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ جس گروہ میں نوافل کا پڑھنا "بدعت" قرار دیا جاتا ہے۔ اس گروہ میں ولی بھی کوئی نظر نہیں آتا۔ الحمدللہ! کہ جتنے ولی گذرے، یا ہیں، وہ سب اہل سنت وجماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اہل سنت وجماعت کے سوا آپ کو کہیں اور "اولیاء اللہ" نظر نہ آئیں گے۔ اور نظر آئیں بھی کیسے؟ جبکہ کثرتِ نوافل اور ورد و وظائف اہل سنت وجماعت کے سوا اور کہیں ہیں ہی نہیں۔

نفل

حضرات! حدیث پاک میں قربِ حق پانے کے لئے ذریعہ نوافل کو بتایا گیا ہے۔ یعنی جو اِس قرب کو پانا چاہے وہ نفل پڑھے۔ گویا اللہ کا ولی اور مقربِ حق صرف فرضوں سے نہیں بن سکتا۔ بلکہ یہ درجہ نفلوں سے ملتا ہے۔ پہلے نفل کا معنی سمجھ لیجئے۔ نفل کا معنی ہے زیادتی۔ یعنی جو چیز بندے پر واجب نہ ہو۔ بلکہ ایک زائد چیز ہو۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ محبت کا حصول و دوام اُسی نفل یعنی زاید چیز سے ہوتا ہے۔ نہ کہ امرِ غیر زائد سے دیکھئے بیاہ شادیوں میں نیوتا (پنجابی زبان میں جسے نیوندرا کہا جاتا ہے) ڈالا جاتا ہے۔ تو اس کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ پہلے اصل رقم جسے پنجابی زبان میں "گھردا گھر" کہتے ہیں۔ دی جاتی ہے۔ اور پھر کچھ زائد رقم دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ یہ "زیادہ" (بزبان پنجابی وادھا) ہے۔ یعنی نفل ہے۔ تو دیکھ لیجئے۔ بیاہ شادیوں میں یہ لین دین کا سلسلہ جو محبت و الفت کا سلسلہ ہے۔ اصل رقم (گھردا گھر) سے ہی قائم نہیں رہتا ہے۔ بلکہ "زیادہ" (وادھا) سے قائم رہتا ہے۔" یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی

Marfat.com

شخص اصل رقم ہی دے کر کہے۔ کہ لو میاں تمہاری اصل رقم (گھر دا گھر) اور "زیادہ" میں نہیں دوں گا۔ تو لینے والا کہتا ہے۔ اگر تمہیں اصل رقم ہی دینا ہے۔ اور "زیادہ" کچھ نہیں۔ تو ہمارا تمہارا یہ سلسلۂ لین دین آج سے ختم ہوا۔ اور اگر یہ سلسلہ محبت قائم رکھنا ہے۔ تو کچھ "زیادہ" بھی دو۔

کچھ اسیطرح میرے بزرگو فرائض و نوافل کی بات بھی ہے۔ کہ فرض تو اصل رقم سمجھئے۔ یہ تو بہرحال ادا کرنا ہی ہے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ سے اس سلسلۂ محبت کو بڑھانا ہے۔ تو فرض کے علاوہ نفل (زیادہ) بھی ادا کرو۔ اور اگر صرف فرض ہی ادا کر لئے۔ تو بیشک فرض کی ادائیگی تو ہو گئی۔ مگر حساب ختم ہو گیا۔ اب آگے اگر بڑھنا ہے۔ تو نفل بھی پڑھو۔

اوور ٹائم میرے بھائیو! اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ جو کچھ ہے بس نفل ہی ہیں۔ فرض کچھ بھی نہیں۔ توبہ توبہ! یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ نفل کا مرتبہ فرض کے بعد ہے۔ فرض پہلے ادا ہو لیں گے۔ پھر نفلوں کی باری آئے گی۔ اصل رقم پہلے ادا ہوگی۔ اور "زیادہ" بعد میں۔ نیوتا (نیوندرا) دیتے ہوئے کبھی یوں نہیں ہوا۔ کہ لو بھئی یہ زیادہ (وادھا) لے لو۔ اور اصل رقم (گھر دا گھر) میں نہیں دوں گا۔ اس طرح تو ہر شخص کہے گا۔ جناب پہلے اصل رقم (گھر دا گھر) دو۔ پھر "زیادہ" (وادھا) دینا۔ اسیطرح پہلے فرضوں کی ادائیگی بہرحال ضروری ہے۔ پہلے فرض ادا ہو لیں۔ پھر نفلوں کی باری ہے۔ کارخانوں میں مزدوروں کا ایک اصل ٹائم ہوتا ہے۔ اور ایک اوور ٹائم۔ اوور ٹائم کا مرتبہ اصل ٹائم سے بعد ہوتا ہے۔ کبھی آپ نے یہ بھی سنا۔ کہ کوئی مزدور کارخانے میں جا کر کہے۔ کہ اصل

ٹائم کے لئے تو میرے پاس وقت نہیں۔ ہاں اوور ٹائم لگوا لو۔ سب کہیں گے۔ بیوقوف اوور ٹائم ان کے لئے ہے۔ جو اصل ٹائم لگا چکے ہوں۔ اگر اصل ہی نہیں۔ تو نفل بھی نہیں۔

اس تقریر سے یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ فرض بیحد اہم ہیں۔ اور نفلوں کا مرتبہ دوسرا ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہو گئی۔ کہ قربِ حق پانے کے لئے کثرتِ نوافل کی ضرورت ہے۔

غفلت میرے بھائیو! اب مجھے اس بات پر افسوس کا اظہار کرنا ہے۔ کہ آجکل نوافل تو رہے ایک طرف۔ فرائض ہی سے بیحد غفلت برتی جا رہی ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ اللہ کے نیک بندے فرائض کے علاوہ نوافل بھی کثرت سے ادا کیا کرتے تھے۔ مگر افسوس کہ آج کل فرائض بھی چھوٹے جا رہے ہیں۔ پہلے زمانہ کے مسلمان میدان جہاد میں بھی فرائض و نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ اور ان کی یہ شان تھی۔ کہ رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ وَ فُرْسَانٌ بِالنَّهَارِ۔ یعنی دن کو گھوڑوں کی پیٹھوں پہ سوار نظر آتے۔ اور رات کو مصلّوں پر سربسجود نظر آتے۔ اور اب تو دن کو کرکٹ میچ میں، اور رات کو کلب اور تھیٹر میں نظر آتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

اندر باہر حضرات! آج کل اگر نماز روزہ اور ذکرِ حق وغیرہ کا بیان کیا جائے۔ تو بعض لوگ یوں کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ چھوڑو جی! ان ظاہری اعمال و حرکات کو۔ ہمارے اندر سب کچھ ہے۔ بھائیو! اگر آپ کے اندر سب کچھ ہے۔ تو باہر بھی سب کچھ نظر آنا چاہیئے۔ اسلام صرف اندر ہی کے لئے نہیں۔ باہر کے لئے بھی ہے۔ خدا کا تو ارشاد ہے۔ کہ اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً۔ یعنی اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ تمہارے اندر بھی اسلام ہو۔ اور باہر بھی۔ اور

Marfat.com

معاف کیجئے۔ کہیں وہ بات نہ ہو۔ جو ایک میراثی کے متعلق مشہور ہے

لطیفہ

کہ وہ میراثی کسی کے پاس ایک لفافہ لے کر آیا۔ اور کہا کہ یہ آپ کے فلاں عزیز نے بھیجا ہے۔ دراصل اُسے بھوک لگ رہی تھی۔ اور اس نے یہ ایک بہانہ بنایا تھا۔ لفافہ اس نے دیا۔ تو وہ اوپر سے بالکل سادہ تھا۔ صاحبِ خانہ نے پوچھا۔ کہ یہ تو اوپر سے بالکل سادہ ہے۔ میرا نام و پتہ تو اس پر لکھا نہیں۔ وہ کہنے لگا۔ حضور انہوں نے نہایت جلدی میں یہ خط دیا ہے۔ لکھنے کی مہلت نہیں ملی۔ صاحبِ خانہ نے سوچا۔ چلو اوپر نہیں۔ تو اندر تو کچھ لکھا ہوگا۔ چنانچہ اس نے لفافہ کھولا۔ تو اندر بھی کچھ نہ تھا۔ ایک سادہ ہی کاغذ نکلا۔ پوچھا۔ بھئی! اندر بھی سادہ ہی کاغذ نکلا۔ یہ کیا بات؟ میراثی نے کہا۔ جناب میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ وہ بہت جلدی میں تھے۔ نہ اوپر کچھ لکھ سکے۔ نہ اندر ہی کچھ لکھ سکے۔ تو بھائیو! جس لفافہ کے اندر کچھ لکھا ہو۔ تو باہر بھی تو کچھ لکھا ہی جاتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں۔ کہ جلدی میں مسلمان بن گئے۔ نہ باہر کچھ اور نہ اندر ہی کچھ۔ خدا نہ کرے۔ کہ ایسا ہو۔ آپ مسلمان ہیں۔ اور مسلمان کی یہ شان ہے۔ کہ وہ اپنے خالق حقیقی کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس کا قرب فرائض و نوافل کی ادائیگی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ ان طریقوں کو دیکھتا ہے۔ جو خدا اور رسول نے بتائے۔ یورپ کی طرف وہ نہیں دیکھتا۔ یورپ کے طریقے قربِ حق کے نہیں۔ بُعدِ حق کے ہیں۔

حکایت مثنوی

مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ایک شخص ایک عورت کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ عورت نے پوچھا۔ تو میرے پیچھے کیوں آ رہا ہے۔ وہ بولا! میں تیرا عاشق ہوں۔ عورت بولی! میرے پیچھے پیچھے میری بہن آ رہی ہے۔ وہ مجھ سے

زیادہ خوبصورت ہے۔ اس شخص نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو اس عورت نے اُسے ایک تھپڑ مارا۔ اور ؎

گفت اے ابلہ اگر تو عاشقی
درمیانِ دعویٰ خود صادقی
پس چرا بر غیر افگندی نظر
ایں بود دعویٰ عشق اے بے خبر

کہا اے بیوقوف! اگر تو سچا عاشق تھا۔ تو میری طرف سے ہٹ کر غیر کو دیکھنے کی تو نے کیوں کوشش کی؟ جا تو جھوٹا عاشق ہے۔ بھائیو! اسیطرح تم نے اگر کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اور تمہارا دعویٰ ہے کہ تم مسلمان ہو۔ تو اب تمہاری نظریں بھی اسلام ہی کی طرف رہیں اگر یورپ کی طرف دیکھو گے۔ تو تم جھوٹے قرار پاؤ گے۔ سچے مسلمان غیر اسلامی تہذیب کو کبھی نہیں اپناتے۔ پس اللہ کا قرب پانا ہے اور اس کا محبوب بننا ہے۔ تو نمازیں پڑھو۔ روزے رکھو۔ نفل پڑھو اور دیگر فرائض کو بھی ادا کرو۔ اور صدقات و خیراتِ نافلہ پر عامل رہو ؎

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَحَیَّرَتْ فِیْ اِدْرَاکِہٖ عَجَائِبُ

Marfat.com

قُدْرَتِهِ الْاَفْهَامُ وَعَجِزَتْ عَنِ الْوُصُوْلِ اِلٰى
حَقَآئِقِ سَطْوَتِهِ الْعُقُوْلُ وَالْاَوْهَامِ اَشْهَدُ
اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
شَهَادَةً دَآئِمَةً بِدَوَامِ اللَّيَالِىْ وَالْاَيَّامِ۔ وَ
اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ شَفِيْعُ الْعُصَاةِ يَوْمَ الْقِيَامِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ
تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ وَّاِسْلَامٍ

اَمَّا بَعْدُ

مَعَاشِرَ الْحَاضِرِيْنَ تَنَبَّهُوْا مِنْ نَوْمِ الْغَفْلَةِ
وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْغَافِلِيْنَ النِّيَامِ۔ فَاِنَّ لَكُمْ
نَوْمًا طَوِيْلًا بَعْدَ الْمَوْتِ مَعَ الْحَسْرَةِ وَ
الْاَلَامِ۔ وَاغْتَنِمُوْا هٰذَا الشَّهْرَ الَّذِىْ
اَظَلَّ عَلَيْكُمْ وَاجْتَهِدُوْا فِيْهِ بِالصِّيَامِ
وَالْقِيَامِ۔ فَاِنَّ شَهْرَ رَجَبَ شَهْرُ زَرْعٍ

Marfat.com

الْحُبُوْبِ وَشَهْرُ شَعْبَانَ شَهْرُ اِتْمَامِهٖ وَ
اِكْمَالِهٖ وَشَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ الْاِسْتِحْصَادِ
وَالْصِّرَامِ۔ فَمَنْ زَرَعَ فِيْ رَجَبَ حُبُوْبَ الْخَيْرَاتِ
وَسَقَاهُ فِيْ شَعْبَانَ بِاَمْطَارِ الْحَسَنَاتِ۔ فَاَزَ فِيْ
رَمَضَانَ بِاللَّذَّاتِ الْبَاقِيَةِ عَلَى الدَّوَامِ۔ وَمَنْ
غَفَلَ فِيْ رَجَبَ عَنْ زَرْعِهٖ اَوْ زَرَعَ فِيْهِ وَلَمْ
يُسْقِهٖ فِيْ شَعْبَانَ نَقَصَ نَصِيْبُهٗ فِيْ رَمَضَانَ
وَوَقَعَ فِي الظَّلَامِ۔ فَاللّٰهَ اَللّٰهَ عِبَادَ اللّٰهِ اِتَّقُوا
اللّٰهَ وَتَجَنَّبُوْا مِنَ الْمُشْتَبِهَاتِ وَوَاضِحَاتِ
الْحَرَامِ۔ وَلَا تُضَيِّعُوْا اَنْفَاسَكُمُ اللَّطِيْفَةَ
وَلَا تُدَنِّسُوْا اَرْوَاحَكُمُ النَّفِيْسَةَ بِاِرْتِكَابِ
الْقَبَائِحِ الْجِسَامِ۔ وَتَذَكَّرُوْا يَوْمَ يَجْمَعُ الْاَوَّلِيْنَ
وَالْاٰخِرِيْنَ وَيُحْضَرُ الْخَوَاصُّ وَالْعَوَامُّ۔ وَيُحَاسَبُ
عَلٰى كُلِّ قَوْلٍ وَّفِعْلٍ۔ وَبَيْنَا تَمْشُوْنَ عَلٰى كُلِّ
طَوْلٍ وَّحَوْلٍ۔ وَتُعْرَضُ عَلَيْهِمْ صَحَائِفُ

Marfat.com

اَعْمَالِهِمْ مَكَانَ تِيْبُ الْمَلٰٓئِكَةِ الْكِرَامِ۔ فَاِذَا
وَقَعَ نَظْرُهُمْ عَلَيْهَا وَقَعُوْا فِيْ حَسْرَةٍ لَا دَافِعَ لَهَا
وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا
كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَنَدِمُوْا عَلٰى مَا كَسَبُوْا فِي
اللَّيَالِيْ وَالْاَعْوَامِ۔ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا
اِلَّآ اَنْ يَّرْحَمَهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ الْحَلِيْمُ الْعَلَّامُ۔
فَطُوْبٰى لِمَنْ بُشِّرَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ بِنَيْلِ السَّعَادَةِ
وَنَادٰى مُنَادٍ اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ سَعِدَ سَعَادَةً
لَا يَشْقٰى بَعْدَهَا اَبَدًا۔ وَوَاحَسْرَتَاهُ لِمَنْ
خَذَلَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَنَادٰى مُنَادٍ اِنَّ فُلَانَ
ابْنَ فُلَانٍ شَقِيَ شَقَاوَةً لَا يَسْعَدُ بَعْدَهَا اَبَدًا
وَاَحَاطَتْهُ غَبَرَةٌ وَقَتَرَةٌ وَالظَّلَامُ۔ اِخْوَانِيْ
تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ
جَمِيْعًا بِلُطْفِ الْاِعْتِصَامِ عَسٰى اَنْ يَّرْحَمَكُمْ
رَبُّكُمْ وَيُعِيْضَ عَلَيْكُمْ مَطَرَ السَّلَامِ۔ جَعَلَنَا

اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ مِمَّنْ تَابَ مِنَ الْاٰثَامِ۔ وَامْتَثَلَ
اَوَامِرَ الْمَلِکِ الْعَلَّامِ۔ وَاَدْخَلَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ
فِی الْجَنَّۃِ دَارِ السَّلَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ۔
وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ
الْحَکِیْمِ۔ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ
بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھیئے

Marfat.com

رمضان المبارک کے پہلے جمعہ کا وعظ و نصیحت

روزہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی سَبِیْلِ الْھِدَایَۃِ وَالْعِرْفَانِ۔ نَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَلٰی اَنْ اَظَلَّ عَلَیْنَا شَھْرَ رَمَضَانَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِ الَّذِیْ ھُوَ سَیِّدُ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْمِیْزَانِ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

(پ ۲ ع ۷)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔ جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے تھے۔ کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

حضرات! یہ رمضان شریف کا مہینہ ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ روزہ کے متعلق آپ کو وعظ سناؤں۔ بھائیو! یہ مہینہ مبارک بڑا مقدس اور فضیلت رکھنے والا مہینہ ہے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام کا ارشاد

چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شعبان شریف کے آخری روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب فرما کر فرمایا۔ کہ اے لوگو! تم پر ایک ایسا مہینہ آ رہا ہے۔ جو بڑا مبارک ہے۔ اور جو صبر و محبت کا مہینہ ہے۔ اور جس میں مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے۔ اور پھر اس مہینہ کے دیگر فضائل بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔

شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَ اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَ اٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۶۶) یعنی ماہِ رمضان ایک ایسا مہینہ ہے۔ جس کا اول (عشرہ) رحمت ہے۔ اوسط (عشرہ) بخشش ہے۔ اور آخری (عشرہ) دوزخ سے آزادی ہے۔"

سبحان اللہ! کیا شان ہے ماہِ رمضان کی۔ کہ رحمت و مغفرت اور نجات کا مجموعہ ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس ماہِ مبارک کی ان سعادتوں سے بہرہ ور ہو کر نجات حاصل کر لیتے ہیں۔

حضرات! خدا تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی۔ فرمایا ہے۔ کہ یہ روزے جو تم پر فرض کئے گئے ہیں۔ تم سے جو امتیں پہلے گذر چکی ہیں۔ ان پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ یہ اس لئے فرمایا۔ کہ روزہ رکھنا بظاہر ایک نہایت سخت عبادت معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں تسلی و تشفی کے لئے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ عبادت ایک تمہارے ہی لئے خاص نہیں کی گئی۔ بلکہ کوئی امت اس عبادت سے آزاد نہ تھی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر ہر ماہ کی تیرھویں۔ چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے فرض تھے۔ جن کو ایام بیض کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت پر عاشورے کے دن کا روزہ اور ہر ہفتہ میں تینچر کا روزہ۔ اور ان

کے علاوہ سال میں اور روزے بھی فرض تھے۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام کی امت پر بھی ماہِ رمضان کے روزے فرض تھے۔ الغرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے ایمان والو! یہ روزہ کی تکلیف کچھ نئے طور پر تمہارے ہی لئے تجویز نہیں کی گئی۔ بلکہ آدم علیہ السلام کے وقت سے برابر لوگوں پر ہوتی آتی ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اور انبیاء کی امتیں تو اس نعمتِ عظمٰے سے بہرہ مند ہوں۔ اور تم ہمارے سب سے زیادہ پیارے پیغمبر علیہ السلام کی امت ہو کر اس نعمت سے محروم رہو۔ اس لئے روزے تم پر بھی فرض کئے گئے ہیں۔

پرہیزگاری

میرے بزرگو! دوستو! اور عزیزو! روزہ کی حکمت اور اس کا جو عظیم فائدہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں ظاہر فرما دیا ہے۔ "تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے" یعنی روزہ پرہیزگاری پیدا کرتا ہے۔ بھائیو! ظاہر ہے۔ کہ ہر شخص میں قوتِ بہیمیت بھی موجود ہے۔ اور نفس امارہ اسی قوت کے ساتھ بڑی بڑی شرارتوں پر آمادہ رہتا ہے۔ اور روزہ اس قوت کو زائل کرنے کے لئے ایک بہترین ہتھیار ہے۔ اس لئے کہ جب پیٹ سیر ہو جائے۔ تو سارے اعضاء بھوکے رہتے ہیں۔ دیکھ لیجئے پیٹ پُر ہو جانے کے بعد پاؤں کسی غیر شرعی مجلس کی طرف جانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ غیر شرعی چیزوں کو گرفت میں لانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ آنکھیں چاہتی ہیں۔ کہ کوئی نظارہ سامنے آئے۔ اور کان چاہتے ہیں۔ کوئی گانا وانا سنا جائے۔ اسیطرح جملہ اعضاء گویا بھوکوں کی طرح اپنے اپنے کام کی خواہش کرنے لگتے ہیں۔ مگر جب پیٹ بھوکا ہو۔ تو سارے اعضاء سیر نظر آتے ہیں۔ یعنی سب کے سب سست اور ہلنے جلنے سے

Marfat.com

معذور نظر آنے لگتے ہیں. بھوک کی حالت میں نہ آنکھ کو کسی چیز کے دیکھنے کی رغبت ہوتی ہے. نہ کان کو کچھ سننے کی. نہ زبان کو بولنے کی. اور نہ ہاتھ پاؤں کو چلنے کی ہمت ہوتی ہے. گویا سب اعضا فضولیات سے باز رہتے ہیں. معلوم ہوا. کہ صرف ایک روزہ نے سب اعضاء کو اپنی اپنی جگہ روک دیا ہے. لہذا یہ روزہ تقویٰ کے حصول کے لئے ایک بہترین ذریعہ ہے. کیونکہ اس میں نفس کو کمزور کرنا اور شہوات کو ترک کرنا پڑتا ہے.

مسلمانو! اپنے اللہ کا لطف و کرم تو دیکھو. کہ اگر اس نے ایک طرف قوتِ بہیمیت کو شکست دینے کے لئے آپ پر روزے فرض کئے ہیں. تو دوسری طرف آپ کی امداد کے لئے چند اندرونی اعانتوں کا بھی سلسلہ شروع کر دیا ہے. اور وہ اسطرح کہ حدیث پاک کے مطابق رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتے ہی بڑے بڑے شیطان قید کر دئے جاتے ہیں. دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں. اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں. (مشکوٰۃ شریف ص۱۷۵)

بزرگو! دنیا کے تمام دانا یہ بات مانتے ہیں. کہ انسان کو بقائے شخصی کے لئے کھانا پینا اور بقائے خلقتِ انسانی کے لئے جماع کی سخت ضرورت ہے. مگر غور تو کیجئے. کہ روزہ میں انہیں باتوں سے اجتناب ضروری ہے. مطلب یہ کہ جو شخص اپنے نفس کو ایسی چیزوں سے روک سکے گا. جن کی اُسے شدید حاجت بھی ہے اور وہ اس کے واسطے جائز و حلال بھی ہیں. تو پھر وہ شخص نہایت ہی آسانی کے ساتھ ان چیزوں سے بھی بچ جائے گا. جو اس کے واسطے حرام و ناجائز ہیں. اور بھائیو! ان منہیات اور

Marfat.com

غیر شرعی حرکات سے بچے رہنے ہی کا نام تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ اور اس تقویٰ و پرہیزگاری کا حصول جس خوبی و آسانی کے ساتھ روزہ سے ہو سکتا ہے۔ کسی دوسرے ذریعہ سے ممکن نہیں۔

تعجب کی بات

میرے بھائیو! یہیں سے یہ بات بھی سمجھ لیجئے کہ روزہ دار جب کہ روزہ رکھ کر جائز و حلال چیزیں چھوڑ دیتا ہے۔ تو پھر جو ناجائز و حرام چیزیں ہیں۔ اگر ان سے وہ اجتناب نہ کرے۔ تو کتنی بڑی تعجب کی بات ہے۔ مثلاً روزہ رکھ کر کھانا تو نہیں کھاتا۔ مگر دوسرے بھائی کی غیبت کر کے مردار کا گوشت کھا لیتا ہے۔ حالانکہ کھانا کھانا تو اس کے لئے قبل از روزہ جائز تھا۔ اور غیبت تو کسی وقت بھی جائز نہ تھی۔ روزہ رکھ کر کھانا پینا تو چھوڑ دیا۔ مگر جھوٹ۔ لہو و لعب اور ذلگا فساد بدستور جاری رکھا۔ حالانکہ کھانا پینا تو جائز بھی تھا۔ اور جھوٹ لہو و لعب اور ذلگا و فساد تو کبھی بھی جائز نہ تھا۔ پھر کتنے تعجب کی بات ہے۔ کہ جائز چیزیں تو چھوڑ دیں۔ اور ناجائز چیزیں بدستور اپنائے رکھیں۔ اسی لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۶)

"جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے۔ تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے رکھے"

یعنی جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور جھوٹ کو اپنانا۔ اسی طرح کی دوسری ناجائز باتوں کو نہیں چھوڑتا۔ تو پھر اس

Marfat.com

یہ کھانا پینا بھی کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ خدا کو اس کی کیا حاجت کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔ جب وہ منہیات سے نہیں رکتا۔۔۔ تو مشروعات سے بھی کیوں رک رہا ہے۔ بھائیو سمجھے کچھ آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی کو۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی منشا یہی ہے۔ کہ روزہ دار نے جہاں کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے۔ تو اس کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ جھوٹ وغیرہ کو بھی چھوڑے۔

اعضاء کے روزے

حضرات! روزہ رکھ کر اپنے تمام اعضاء کو غیر شرعی حرکات سے بچانا ضروری ہے۔۔ بزرگوں نے لکھا ہے۔ کہ کانوں کا روزہ یہ ہے۔ کہ کسی کا کلام بد اور گانے والے نہ سنے۔ بلکہ قرآن و حدیث اور بزرگوں کا کلام سنے۔

زبان کا روزہ یہ ہے۔ کہ بیہودگی، یاوہ گوئی اور گالی گلوچ سے محفوظ رہے۔ اور ذکر الٰہی میں، اور درود و سلام میں شامل رہے

پاؤں کا روزہ یہ ہے۔ کہ ان سے کوئی خلاف شرع حرکت سرزد نہ ہو۔ اور مسجد میں یا کسی مجلس وعظ میں جائے۔ سینما و تھیٹر، اور غیر شرعی مجلسوں میں نہ جائے۔

ہاتھوں کا روزہ یہ ہے۔ کہ ان سے کوئی گناہ کا کام نہ ہو بلکہ وہ غریبوں۔ یتیموں اور بے سہاروں کے لئے سہارا بنیں۔

غرض روزہ رکھ کر سراپا عجز و نیاز بن جائے۔ اور اگر کوئی

ایک اور ارشاد

شخص روزہ دار سے جھگڑا کرنے لگے۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ روزہ دار اس کا جواب نہ دے۔ بلکہ کہہ دے۔ کہ بھائی میں روزہ سے ہوں" مگر میرے بھائیو! آجکل تو ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ اگر روزہ دار سے کوئی جھگڑنے لگے۔ تو روزہ دار صاحب جواب دیتے ہیں۔ کہ

Marfat.com

خیر چاہتے ہو۔ تو چپ کر جاؤ۔ ورنہ یاد رکھنا روزہ تمہیں سے کھولوں گا۔

حکمت حضرات! بزرگانِ دین نے روزہ کی ایک حکمت یہ بھی لکھی ہے۔ کہ خدا کے بندے گناہوں سے آلودہ تھے۔ اور جنت جو مکاناتِ طیبہ میں سے ہے۔ وہ پاک اور صاف ستھرے لوگوں کے لئے ہے۔ اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ کے مطابق اس میں صاف اور پاک لوگ ہی جا سکتے ہیں۔ دیکھئے آج مسجد میں اگر کوئی شخص نجاست آلود پیروں سے آ گھسے۔ تو سب اُسے باہر نکال دیتے ہیں۔ تو جنت میں گناہوں کی نجاست سے آلود قدم کس طرح جا سکتے ہیں۔ پس ان لوگوں کی تطہیر لازم تھی۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو دوزخ کی آگ میں ڈال کر ان کے گناہوں کو جلا کر انہیں پاک کرنا اس کی شان کے خلاف تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِسے بھوک و پیاس کی آگ میں ڈال کر اِسے گناہوں سے پاک کر دیا۔ تاکہ یہ لوگ جنت میں جانے کے لائق ہو جائیں۔

الغرض میرے بھائیو! یہ روزہ پرہیزگاری پیدا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ اور نفس کی آلائشوں اور اس کی شرارتوں سے بچانے کے لئے ایک زبردست آلہ ہے۔

ایک مفید نسخہ یہاں میں ایک روحانی نسخہ کا بھی ذکر کر دوں۔ جو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کو ایک مردِ درویش نے بتایا تھا۔ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ ایک دفعہ بازار سے گذر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا۔ کہ ایک جگہ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ اور وہاں ایک شخص بیٹھا یہ آواز بلند کر رہا تھا۔ کہ ؎

سارے دردوں کی میں رکھتا ہوں دوا
ہے مری دکّان یہ دارُ الشفاء

Marfat.com

حضرت بایزید بھی وہاں ٹھہر گئے ۔ اور اس طبیب سے کہنے لگے ؎

اے طبیبِ دردِ ہر خورد و کلاں
ہے کوئی دارو گناہ کا بھی یہاں

حضرت بایزید کے اس سوال سے وہ طبیب تو خاموش ہو گیا۔ مگر ساتھ ہی کوئی صاحبِ حال مردِ درویش بیٹھا تھا۔ اس نے حضرت بایزید سے کہا۔ کہ اے بایزید ؎

میں گناہ کی تیرے رکھتا ہوں دوا
ایک نسخہ پاس ہے میرے لکھا
لیکن اس نسخے میں ہے سب تلخ چیز
پی نہیں سکنے کا تو اس کو عزیز

حضرت بایزید نے فرمایا۔ جناب! تلخ دوا تو زیادہ مفید ہوتی ہے۔ آپ وہ نسخہ بتایئے۔ میں اسے ضرور استعمال کروں گا۔ چنانچہ وہ مردِ درویش بولا ؎

غور سے سنتا تو مردِ باصفا!
پہلے جا تو بیج درویشی کا لا
ساتھ اس کے برگِ صبر اے یار کر
اور ہلیلہ حِلم کا تیار کر
تخم لے پھر اتقا کا بایزید!
اور تواضع ڈال پھر اس میں مزید
کوٹ ان کو دستۂ توفیق سے
رکھ انہیں پھر دیگچے میں فکر کے
بعد ازاں آبِ محبت اس میں بھر

Marfat.com

دے کے آتش شوق کی پھر تیز کر
جوش جب آنے لگے تو چھان ڈال
فضلۂ حرص و ہوا اس سے نکال
ساغرِ امید میں پھر اس کو بھر
شہد ذکر اللہ کا داخل تو کر
حلق میں پھر تو گناہ کے اس کو ڈال
تا شفا دیوے خدائے ذوالجلال
جو کہ ہو بیمارِ عصیاں بایزید
اس کے حق میں ہے یہ نسخہ ہی مفید

سبحان اللہ! کیا اچھا نسخہ ہے۔ اور میرے بھائیو! یہ نسخہ اس ماہِ رمضان میں بڑی آسانی سے تیار ہو سکتا ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم

حضرات! یہ ماہِ مبارک ہمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ملا ہے۔ اور یہاں مجھے یہ بیان کرنا ہے۔ کہ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو امت سے کچھ ایسا پیار ہے۔ کہ بخدا ماں باپ کو بھی اپنی اولاد سے اتنا پیار نہیں ہوتا۔ دیکھئے روزہ نام ہے۔ صبح سے لے کر شام تک کھانے پینے وغیرہ سے رک جانے کا۔ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا۔ کہ میری امت پر یہ ایک مشقت کا کام فرض ہو گیا ہے۔ اور مہینہ بھر کے دنوں میں میرے غلاموں کو بھوکا پیاسا رہنا پڑے گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جوش میں آگئی۔ اور غلاموں سے ارشاد فرمایا۔

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَةً۔ (مشکوٰۃ ص۱۶۷)

"سحری اٹھا کرو۔ کہ سحری اٹھنے میں برکت ہے"

گویا حکم دیا۔ کہ میرے غلامو! تم سحری اٹھ کر خوب کھا پی لیا کرو۔ تاکہ دن تمہارا آرام سے گذرے۔ سبحان اللہ! کتنا لطف و کرم اور کتنا پیار ہے۔ کہ اپنے غلاموں کی بھوک پیاس کے پیشِ نظر سحری کا اٹھنا سنت قرار دے دیا۔ تاکہ میرے غلام کچھ کھا پی لیا کریں۔ اور دن کو انہیں تکلیف نہ ہو۔ اعلیحضرت نے اسی لئے لکھا ہے۔ کہ ؎

رب معطی ہے یہ ہیں قاسم!
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا!!
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں!
اُس کی بخشش اِن کا صدقہ
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

بھائیو! سحری کا اٹھنا اور کھانا پینا سنت ہے۔ اور یہ سب کرم ہے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا۔ پس اس ماہِ مبارک میں سحری کے وقت کھاؤ پیو۔ اور دن کو روزہ رکھو۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ سحری کو بھی اٹھ کر کھا پی لو۔ اور دن کو بھی کھانا پینا جاری رہے۔ جیسے کہ

لطیفہ ایک شخص سحری اٹھ کر کھا پی لیتا تھا۔ اور روزہ بھی نہیں رکھتا تھا۔ ماں نے کہا۔ بیٹا! یہ کیا ظلم ہے۔ کہ روزہ بھی نہیں رکھتے۔ اور سحری بھی کھا لیتے ہو۔ تو بولا۔ امّی جان! کیا آپ چاہتی ہیں۔ کہ میں بالکل ہی کافر ہو جاؤں۔ اگر فرض ادا نہیں ہوتا تو کم از کم سنت تو ادا کر لینے دیا کرو۔ بھائیو! ایسی حرکتوں سے باز رہو۔ اور رمضان شریف کی قدر کرو۔ اب آئندہ جمعہ روزہ کی کچھ حکمتیں بیان کروں گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Marfat.com

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی سَبِیْلِ الْھِدَایَۃِ وَالْعِرْفَانِ. وَجَعَلَنَا مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ وَ الْاِیْقَانِ. نَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَلٰی اَنْ اَظَلَّ عَلَیْنَا شَھْرًا عَظِیْمًا وَنَشْکُرُہٗ عَلٰی اَنَّہٗ بَلَّغَنَا شَھْرًا جَسِیْمًا یُدْعٰی بِرَمَضَانَ. تُرْمَضُ فِیْہِ الذُّنُوْبُ. وَتُکْشَفُ فِیْہِ الْکُرُوْبُ. وَلِلّٰہِ فِیْہِ عُتَقَآءُ مِّنَ النِّیْرَانِ. اَشْھَدُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ شَھَادَۃً بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ. وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ شَھَادَۃً تُدْخِلُنَا الْجِنَانَ.

اَمَّا بَعْدُ

اَیُّھَا النَّاسُ ھٰذَا شَھْرٌ مُبَارَکٌ قَدْ اَتَاکُمْ

Marfat.com

مَنْ صَامَ فِيْهِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهٖ - وَمَنْ قَامَ فِيْهِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا عُتِقَتْ
رَقَبَتُهٗ مِنَ النِّيْرَانِ. فَلَا تُضَيِّعُوْهُ بِسَيِّئَاتِ
الْاَعْمَالِ - وَلَا تَسْتَخِفُّوْهُ بِقَبَائِحِ الْاَفْعَالِ - وَ
لَا تَصْرِفُوْا اَيَّامَهُ الْفَاضِلَةَ - وَلَيَالِيْهِ الْمُبَارَكَةَ
فِى اللَّهْوِ وَالْعِصْيَانِ - وَاَمْسِكُوْا اَلْسِنَتَكُمْ عَنِ
الْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ. وَنَقُّوْا قُلُوْبَكُمْ عَنِ الْحَسَدِ
وَالْبُغْضَةِ. وَاتْرُكُوا الْبُهْتَانَ - وَلَا تَظُنُّوْا
اَنَّ الصَّوْمَ هُوَ الْاِمْسَاكُ عَنِ الْمُفْطِرَاتِ الثَّلٰثَةِ
فَمَنْ اَمْسَكَ عَنْهَا نَالَ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى فِى
الْجِنَانِ - كَلَّا هِىَ لِمَنْ صَامَ عَنِ الشَّهَوَاتِ
وَتَرَكَ اللَّذَّاتِ - وَسَلِمَ صَوْمُهٗ مِنَ الْمُهْلِكَاتِ
وَدَامَ لِسَانُهٗ رَطْبًا بِذِكْرِ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ.
وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمْ فِىْ هٰذَا
الشَّهْرِ صِيَامَهٗ - وَسَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قِيَامَهٗ۔ فَصُوْمُوْا نَهَارَهٗ
وَقُوْمُوْا لَيْلَهٗ۔ فَطُوْبٰى لِمَنِ اجْتَهَدَ فِيْهِ فِى
الْعِبَادَةِ۔ وَاسْتَحَقَّ مَرَاتِبَ الزِّيَادَةِ وَالْاِحْسَانِ
وَوَيْلٌ ثُمَّ وَيْلٌ لِمَنْ اَدْرَكَهٗ هٰذَا الشَّهْرُ
الْمُبَارَكُ فَلَمْ يَصُمْ اَوْ صَامَ وَلَمْ يَقُمْ اَوْ قَامَ
وَكَاَنَّهٗ لَمْ يَقُمْ فَكَمْ مِنْ صَآئِمٍ لَيْسَ مِنْ
صَوْمِهٖ اِلَّا الْعَطْشُ وَكَمْ مِنْ قَآئِمٍ لَيْسَ
مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهْرُ وَالطُّغْيَانُ۔ وَتَذَكَّرُوْا
يَوْمَ انْشَقَّتْ فِيْهِ السَّمَآءُ فَصَارَتْ وَرْدَةً
كَالدِّهَانِ۔ وَحُشِرَ كُلُّ مَنْ عَلَى الْاَرْضِ وَ
الثَّقَلَانِ۔ وَجَآءَ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهٗ شَاهِدَانِ
وَنُشِرَ دَفْتَرُ الْاَعْمَالِ وَالدِّيْوَانُ۔ وَغَضِبَ
الرَّبُّ تَعَالٰى غَضَبًا تَرْجُفُ مِنْهُ الْفُؤَادُ وَ
تُضْرَبُ بِهِ الْاَكْبَادُ لَمْ يَغْضَبْ مِثْلَهٗ فِىْ
حِيْنٍ مِنَ الْاَحْيَانِ۔ وَحَاسَبَ عَلٰى كُلِّ

Marfat.com

صَغِيْرَةٍ وَكَبِيْرَةٍ وَبَسْطَ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ كِتَابَكُمْ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَلَا كَبِيْرَةً وَنَاقَشَكُمْ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ۔ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَخْجَلُ الْعَاصِيْ وَيَنْدَمُ عَلَى الْمَعَاصِيْ وَيَتَحَسَّرُ عَلٰى مَا اكْتَسَبَهٗ مِنَ الضَّلَالِ وَالطُّغْيَانِ فَكَمْ مِنْ شَابٍّ يُنَادِيْ وَاشَبَابَاهُ۔ وَكَمْ مِنِ امْرَأَةٍ تُنَادِيْ وَافَضِيْحَتَاهُ۔ وَكَمْ مِنْ شَيْخٍ يُنَادِيْ وَامَشِيْخَتَاهُ۔ وَكَمْ مِنْ قَائِلٍ وَاوَيْلَاهُ عَلٰى مَا فَرَّطْتُ فِيْ طَاعَةِ الْحَلِيْمِ الْمَنَّانِ۔ اَللّٰهَ اَللّٰهَ عِبَادَ اللّٰهِ اِتَّقُوا اللّٰهَ تَعَالٰى وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتْرُكُوْا اِتِّبَاعَ الْهَوٰى۔ فَمَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاوٰى۔ وَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوٰى ذَاتُ النَّعِيْمِ الْمُسْتَدِيْمِ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰٓی
اَنْ اَظْلَلْتَ عَلَیْنَا شَھْرَ رَمَضَانَ۔ وَقَوَّیْتَنَا
عَلَی الصِّیَامِ وَالْقِیَامِ فَصُمْنَا نَھَارَہٗ وَقُمْنَا لَیْلَہٗ
وَنَحْنُ عِبَادُکَ الْعُصَاۃُ الْمُجْرِمُوْنَ اِنْ لَّمْ
تَرْحَمْنَا فَمَنْ یَّرْحَمُنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا فَمَنْ
یَّغْفِرُنَا فَاَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّھَاتِنَا
مِنَ النِّیْرَانِ۔ وَاخْصُصْنَا بِمَزِیْدِ فَضْلِکَ وَ
لَطِیْفِ نِعْمَتِکَ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مِنَ الرَّیَّانِ
بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ
الْحَکِیْمِ۔ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ
بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھ لیجئے

Marfat.com

رمضان شریف کے دوسرے جمعہ کا وعظ

روزہ کی قسمیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ - وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔

حضرات! آپ پچھلے جمعہ میں روزہ کے متعلق وعظ سن چکے۔ آج بھی میں روزہ ہی کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ اور اس کی کچھ حکمتیں بیان کروں گا۔ بھائیو! خدا تعالیٰ نے روزے فرض فرما کر فرمایا ہے۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ - تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ روزہ کی بدولت تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ بڑی اعلیٰ صفت ہے۔ تقویٰ کا معنی خدا سے

Marfat.com

ڈرنے اور پرہیزگار بننے کے ہیں۔ یعنی کبھی کسی حال میں بھی خدا کا خوف دل سے دور نہ ہو۔ اور ہر گھڑی یہ خیال رہے۔ کہ میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں۔ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔

تقویٰ یہی وجہ ہے۔ کہ روزہ میں ریاکاری کا دخل نہیں۔ دیگر عبادتوں میں مثلاً نماز و زکوٰۃ وغیرہ میں اس کا دخل ہو سکتا ہے اور یہ ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص نماز کسی کو دکھانے کے لئے پڑھے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کسی کو دکھانے کی غرض سے کرے۔ مگر روزہ تو بہرحال اللہ ہی کے لئے ہوگا۔ روزہ دار اندر چھپ کر کھا پی سکتا ہے۔ مگر نہیں کھاتا پیتا۔ وہ تنہا کسی ایسے مقام پر ہو۔ جہاں اُسے کوئی نہ دیکھتا ہو۔ مگر وہ جو وہاں بھی کھاتا پیتا نہیں۔ آخر کس کے ڈر سے؟ مخلوق تو دیکھ نہیں رہی۔ پھر یہ کھانے پینے سے کیوں رکا ہوا ہے؟ یقیناً اللہ کے ڈر سے۔ اور یہی تقویٰ ہے۔ جو روزہ کی بدولت حاصل ہوا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ (حدیث قدسی) یعنی روزہ خاص میرے لئے ہوتا ہے۔ اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ ؎

صابر رمضان میں جو مزہ ملتا ہے!
ہر نعمتِ دنیا سے سوا ملتا ہے!
صائم کو مبارک یہ نویدِ رحمت!
اللہ سے روزہ کا صلہ ملتا ہے!

الغرض روزہ سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ جو ایک بلند ترین مقام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ

یعنی تم میں سے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرّم ہے۔

Marfat.com

بھوک

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے۔ کہ بدن میں معدہ گویا ایک حوض ہے۔ اور رگیں جو اس سے نکل کر ہفت اندام کو گئی ہیں۔ وہ نہروں کی مثل ہیں۔ اور معدہ سب شہوتوں کا منبع ہے۔ جہاں یہ بھرا۔ تو نکاح کی شہوت سر اٹھاتی ہے۔ اور نکاح کے لئے مال کی ضرورت ہے۔ تو مال کا لالچ پیدا ہوتا ہے۔ اور مال کا لالچ پھر سو طرح کے حیلے بہانوں کی طرف راغب کر دیتا ہے۔ اور حیلوں بہانوں سے خلق سے خصومت پیدا ہونے لگتی ہے۔ اور پھر عداوت، کینہ، بغض اور ریا وغیرہ مذموم صفتیں پھوٹ پڑتی ہیں۔ پس معدہ کو زیر دست کرنا اور اُسے بھوکا رہنے کی عادت ڈالنا سب نیکیوں کی جڑ ہے۔ اور یہ کام روزہ کر کے دکھاتا ہے۔

یہ بات اطباء نے بھی تسلیم کی ہے۔ کہ بسیار خوری اور معدہ کی خرابی کے باعث زیادہ تر بیماریوں کا وجود ہے۔ بعض بیماریوں میں ڈاکٹر بھی فاقہ کراتے ہیں۔ تو اس روزہ سے معدہ کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور انسان کئی امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مالکِ دو جہاں ہیں۔ اکثر روزہ رکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ان چالیس دنوں میں، جن میں حق تعالیٰ نے ان سے کلام کیا۔ کچھ نہیں کھایا۔

حضرت سہل تستری فرماتے ہیں۔ کہ بزرگوں اور عقلمندوں نے غور کیا۔ تو دین و دنیا میں بھوک سے زیادہ کسی چیز کو نافع نہ پایا۔ اور آخرت کے بارہ میں سیری سے زیادہ کسی چیز کو مضر نہ دیکھا۔ روزہ سے ان پاک لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السّلام باوجود اس کے کہ آپ مصر کے بادشاہ

تھے۔ مگر آپ نے بھوک کو اختیار فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ بھوکے کیوں رہتے ہیں۔ تو فرمایا۔ کہ میں ٹہرتا ہوں۔ کہ سیر ہوں گا۔ تو بھوکے فقیروں کو بھول جاؤں گا۔

بھائیو! اسی ایک بات سے اندازہ کرلو۔ آجکل کی روش کا۔ کہ اِس نئے دَور نے ہمیں صرف پیٹ بھرنا ہی سکھایا ہے۔ رات دن کے اکثر ٹائم کھانے پینے ہی کے لئے وقف ہیں۔ یہ ٹی ٹائم ہے۔ یہ لنچ ٹائم ہے۔ یہ فروٹ ٹائم اور یہ ڈنر ٹائم ہے۔ دیکھ لیجئے۔ کوئی بھی تو "نماز ٹائم" نہیں۔ خوب لکھا ہے حاجی حق حق نے کہ ؎

نمازِ عصر کی فرصت نہیں ہے
کہ ہیں مصروف وہ ٹی پارٹی میں
پڑھیں وہ "قُل ھُو اللہُ اَحَد" کیوں
کہ ان کا دل تو ہے وَن ٹو تھری میں

سحری کا فلسفہ

میرے بزرگو! چونکہ ہم بغیر کھانے پینے کے رہ نہ سکتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ہم بھی تھے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کا اٹھنا۔ اور اس وقت کا کھانا پینا سنت قرار دے دیا۔ تاکہ میرے یہ غلام کھا پی بھی لیا کریں۔ اور کھا پی کر آسانی سے روزہ رکھ لیا کریں۔ جسطرح بچہ اگر کڑوی دوائی نہ کھائے۔ تو ماں کونین کی ٹکیہ کو کسی میٹھی چیز میں رکھ کر بچے کو دیتی ہے۔ تاکہ بچہ میٹھے کے شوق میں اُسے کھالے۔ اور کڑوی گولی بھی ساتھ ہی نگل لے۔ مگر آجکل ہمارا حال تو کچھ اس چالاک بچے کا سا ہے۔ جس کو ماں نے کونین کی ٹکیہ سیب کے مربہ میں رکھ کر دی۔ اور اس سے کہا۔ لو بیٹا یہ مربّہ کھا لو۔ اُسے مربّہ دے کر خود

لطیفہ

کسی کام کے لئے باہر گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد پلٹی۔ تو بچے

سے پوچھا۔ کیوں بیٹا! کھا لیا مربّہ؟ وہ بولا۔ ہاں امّی! مربّہ کھا لیا۔ اور اس کے اندر جو گٹھلی تھی پھینک دی۔ ماں سٹپٹا کر رہ گئی اور بولی! کمبخت اُسی گٹھلی کے کھانے کے لئے تو تمہیں مربّہ ملا تھا۔ مگر تم نے اسی کو پھینک دیا۔

کچھ اسی طرح ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی اس ٹکیہ کو سحری کے مربّہ میں لپیٹ کر ہمیں دیا تھا۔ تاکہ ہم اسی بہانے روزہ رکھ لیں۔ مگر واہ رے آجکل کے روزہ خورو! تم نے مربّہ تو کھا لیا اور گٹھلی پھینک دی۔

ہاں تو بھائیو! بھوک اور فاقہ کے بڑے فوائد ہیں۔ اور آپ دیکھیں گے۔ کہ بزرگوں نے سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اسی کو پسند فرمایا اور بقدر ضرورت کھایا پیا۔ اور ان پاک لوگوں کا یہ عالم تھا۔ کہ دنیا کی انہیں حرص بالکل نہ تھی۔ اہل دنیا کا تو یہ عالم ہے۔ کہ جو کچھ ملے تھوڑا ہے۔ ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں کے ہوتے ہوتے بھی حرص باقی ہے۔ ؎

حرصِ دُنیا

کوزۂ چشمِ حریصاں پُر نہ شد
تا صدف قانع نہ شد پُر دُر نہ شد

اور اللہ والوں کا یہ حال ہے۔ کہ ؎

آفریں تجھ پہ ہمتِ کوتاہ!
طالبِ جاہ ہوں نہ طالبِ مال
مال اتنا کہ اس سے ہو خورد و نوش
جاہ اتنی کہ بس نہ ہوں پامال!!

ہاں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں نے اس لئے بھوک کو اختیار فرمایا ہے۔ تاکہ میں فقیروں کو بھول نہ جاؤں۔ تو بھائیو!

Marfat.com

روزہ سے ایک فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ بھوکوں، محتاجوں کی تکلیف وکلفت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

الغرض "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" میں سبھی کچھ آجاتا ہے۔ روزہ سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ اور دل میں ہر وقت خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ بھائیو! ہمارے روزہ سے اگر یہ چیز پیدا ہو جائے۔ تو سمجھو کہ روزہ واقعی روزہ تھا۔ اور روزہ ہمیں اسیطرح رکھنا چاہیئے کہ اس کا فائدہ حاصل ہو۔ اگر مقصد ہی حاصل نہ ہوا۔ تو پھر روزہ و فاقہ میں کوئی فرق نہیں۔

آجکل آجکل لوگ روزہ رکھتے تو ہیں مگر روزہ کے آداب کا لحاظ نہیں کرتے۔ روزہ منہ میں ہے۔ اور جھوٹ بولتے ہیں۔ گالیاں بکتے ہیں۔ اور بات بات میں لوگوں سے جھگڑا مول لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک محاورہ ہو گیا ہے۔ کہ فلاں صاحب کا روزہ اچھل رہا ہے۔ یعنی انہوں نے آج چونکہ روزہ رکھا ہے۔ اس لئے وہ لوگوں سے لڑتے بھڑتے ہیں۔ روزہ کا معنی تو یہ ہے۔ کہ روزہ رکھ کر نہ جھوٹ بولے۔ نہ غیبت کرے۔ نہ کسی کو گالی دے۔ نہ جھوٹی قسمیں کھائے۔ نہ کسی سے لڑے جھگڑے۔ بلکہ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ سب لوگوں سے معاملات میں مصروف رہے اور کوئی شخص یوں نہ کہہ سکے۔ کہ ان صاحب کو غصہ اس لئے آرہا ہے۔ کہ آج یہ روزہ سے ہیں۔

بھائیو! اس قسم کا روزہ رکھو۔ جس سے واقعی تقویٰ حاصل ہو۔

لیلۃ القدر میرے بزرگو۔ دوستو اور عزیزو! اب میں لیلۃ القدر کے متعلق بھی کچھ بیان کردوں۔ اس مہینہ مبارک کے آخری عشرہ میں یہ رات آنے والی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ فرمایا لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ

یعنی یہ رات ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس شب میں شام سے صبح تک رب تعالیٰ بندوں کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے۔ اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔ احادیث سے اتنا ثابت ہے۔ کہ وہ رمضان کی آخری دس راتوں میں ہے اور ان میں بھی طاق راتوں میں۔ یعنی ۲۱ - ۲۳- ۲۵ - ۲۷ - ۲۹ میں۔ اور ان میں سے ۲۷ ویں شب کے متعلق ترجیح آئی ہے۔ اور صاحب نزہتہ المجالس نے ایک یہ قول نقل فرمایا ہے کہ سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ میں "لَیْلَۃُ الْقَدْر" کا لفظ تین مرتبہ آیا ہے اور "لَیْلَۃُ الْقَدْر" کے حرف نو ہیں۔ اور ہم تین کو جب نو میں ضرب دیں۔ تو حاصل ضرب ستائیس ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے گویا اشارۃً فرما دیا۔ کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔

بہرحال مسلمانوں کو رمضان شریف کی آخری دس راتوں میں تو بالخصوص اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ عبادت کرنا چاہیئے۔ اور نہیں تو کم از کم ستائیسویں شب کو تو ضرور شب بیداری اختیار کریں۔ نوافل پڑھیں۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ درود شریف اور ذکر خیر میں مشغول رہیں۔

نوافل

بزرگوں نے لکھا ہے۔ کہ جو شخص اس رات کو چار رکعات اسطرح پڑھے۔ کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۃ فاتحہ اور اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر۔ اور تین مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہ پڑھے۔ تو خدا تعالےٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ موت کی سختیاں اس سے دُور رکھیگا اور عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔

یا پھر آٹھ رکعت اس طرح پڑھے۔ کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک ایک مرتبہ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْر۔ اور تین تین مرتبہ قل ھو اللہ پڑھے۔ اور اگر خدانخواستہ ان انزلناہ یاد نہ ہو۔ تو صرف

قُلْ هُوَ اللّٰہ ہی تین تین مرتبہ پڑھ لے۔ اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ وَجَعَلَہٗ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔ وَھَدَاہُ الطَّرِیْقَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا۔ نَحْمَدُہٗ عَلٰٓی اَنْ جَعَلَنَا مِمَّنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ فَیَشْرَبُ کَاْسًا کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا۔ وَنَشْکُرُہٗ عَلٰٓی اَنَّہٗ اَظَلَّ عَلَیْنَا شَھْرًا ھُوَ سَیِّدُ الشُّھُوْرِ لَمْ یُوْجَدْ لَہٗ نَظِیْرٌ فِیْ مَمَرِّ الدُّھُوْرِ وَکَانَ شَھْرًا کَبِیْرًا۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ خَلَقَ الْخَلْقَ فَقَدَّرَ تَقْدِیْرًا۔

Marfat.com

وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔
اَمَّا بَعْدُ
اِخْوَانِيْ قَدْ ضَيَّعْتُمْ عُمُرَكُمْ وَصَرَفْتُمُ الْاَنْفَاسَ
الْمَعْدُوْدَةَ فِي اللَّغْوِ وَمَا خِفْتُمْ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ
مُسْتَطِيْرًا۔ وَقَدْ جَاءَكُمْ ظَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ
الْمَغْفِرَةِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ۔ شَهْرُ الصَّدَقَةِ
وَالْخَيْرَاتِ۔ وَالصَّبْرِ عَنِ اللَّذَّاتِ۔ شَهْرُ التَّوْبَةِ
عَنِ الْعِصْيَانِ۔ اَفَاَنْتُمْ مُضَيِّعُوْنَ فِيْهِ اَوْقَاتَكُمْ
اَفَاَنْتُمْ لَا عِبُوْنَ فِيْهِ بِاَنْفَاسِكُمْ لَوْلَا تَتُوْبُوْنَ
عَنِ الذُّنُوْبِ۔ وَهَلَّا تَخَافُوْنَ يَوْمًا عَبُوْسًا
قَمْطَرِيْرًا۔ فَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ
اعْزِمُوْا اَنْ لَا تَعُوْدُوْا اِلٰى مَا ارْتَكَبْتُمْ لَعَلَّ
رَبَّكُمْ يُلَقِّيْكُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا۔ وَاعْلَمُوْا
اَنَّ الدُّنْيَا دَارُ الْاَكْدَارِ وَالْمِحَنِ دَارُ الْبَلِيَّاتِ

وَالْفِتَنِ - لَمْ يَخْلُدْ فِيهِ خَالِدٌ - وَلَمْ يَبْقَ وَلَدٌ
وَّلَا وَالِدٌ - وَكَانَ ذٰلِكَ قَدَرًا مَّقْدُورًا - اَلَا
تَنْظُرُوْنَ كَيْفَ يَرْحَلُ الرَّاحِلُوْنَ - وَ
يُسَافِرُ الْمُسَافِرُوْنَ - كَمْ مِنْ غَافِلٍ يَتَنَعَّمُ
عَلٰى فِرَاشِهٖ وَيَظُنُّ بَقَآءَهٗ اِلَى الْاَبَدِ فَادْرَكَهُ
الْمَوْتُ وَجَعَلَهٗ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا - اَتَظُنُّوْنَ اَنَّ
الدُّنْيَا دَارُ الْخُلُوْدِ - اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ مِّنْ
عَذَابِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ - اَوْ يُرْسِلُ الْمَوْتُ
اِلَيْكُمْ خَبِيْرًا وَّنَذِيْرًا - كَلَّا وَاللّٰهِ اِنَّ
الْمَوْتَ لَيُفَاجِئُكُمْ فَيُفَرِّقُ جَمْعَكُمْ وَ
يُشَتِّتُ شَمْلَكُمْ فَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ اَهْلِ
السَّعَادَةِ فَطُوْبٰى لَكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ اَهْلَ
الشَّقَاوَةِ فَعَسٰى اَنْ يَّرْحَمَكُمْ رَبُّكُمْ وَكَانَ
حَلِيْمًا غَفُوْرًا - تَذَكَّرُوْا مَنْ كَانَ مَعَكُمْ
فِيْ رَمَضَانَ الْمَاضِيْ مُجْتَهِدًا فِي الْعِبَادَةِ

Marfat.com

مُجْتَنِبًا عَنِ الْمَعَاصِيْ فَفَاجَئَهُ هَادِمُ اللَّذَّاتِ
وَمُفَرِّقُ الْجَمَاعَاتِ۔ فَحُبِسَ فِيْ سَلَاسِلِ
الْهُمُوْمِ۔ وَقُيِّدَ فِيْ اَطْوَاقِ الْغُمُوْمِ۔ وَجَعَلَهُ
لَا يَتَكَلَّمُ وَلَا يُخْبِرُ خَبِيْرًا۔ فَاشْكُرُوْا عَلَى
النِّعَمِ الْمُتَتَالِيَةِ۔ وَالْاٰلَاءِ الْمُتَوَالِيَةِ حَيْثُ
اَبْقَاكُمُ اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهِ السَّنَةِ۔ وَاَظَلَّ
عَلَيْكُمْ شَهْرَ الْفَضْلِ وَالْقَدْرِ وَالْعِزَّةِ۔ وَ
قَوَّاكُمْ عَلٰى صِيَامِ اَيَّامِهٖ۔ وَقِيَامِ لَيَالِيْهِ
وَحَطَّ عَنْكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَتَجَاوَزَ عَنْ
خَطِيْئَاتِكُمْ وَكَانَ رَبُّكُمْ رَحِيْمًا غَفُوْرًا۔
فَاعْرِفُوْا قَدْرَ هٰذَا الشَّهْرِ وَعِزَّتَهٗ وَاجْتَهِدُوْا
فِي الْعِبَادَةِ وَالدُّعَاءِ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ
وَاَطْعِمُوْا فَقِيْرًا وَّاَسِيْرًا۔ وَزَيِّدُوْا فِي الْحَسَنَاتِ
وَاتْرُكُوا السَّيِّئَاتِ۔ وَاتَّقُوْا عَذَابًا وَّسَعِيْرًا
اِذَا رَاَيْتُمُ النَّارَ فَكَانَ شَهِيْقًا وَّزَفِيْرًا۔

Marfat.com

وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا۔ فَأَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا۔ وَ قَدْ وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَعِدَ يَوْمًا اَلدَّرَجَةَ الْاُوْلٰى مِنْ دَرَجَاتِ مِنْبَرِهٖ فَقَالَ اٰمِيْنَ۔ ثُمَّ صَعِدَ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ فَقَالَ كَذٰلِكَ فَسَأَلَهٗ اَصْحَابُهٗ مَا هٰذَا فَقَالَ اِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ۔ فَرَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ كِبَرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ يَّلْطُفُ

Marfat.com

بِالْمُذْنِبِيْنَ. وَيُجِيْبُ دُعَآءَ الدَّاعِيْنَ. وَ
يَا مَنْ يُعْتِقُ رِقَابَ النَّارِيِّيْنَ. وَهُوَ اَغْفَرُ
الْغَافِرِيْنَ. نَحْنُ عِبَادُكَ الْعَاصُوْنَ فَاَعْتِقْ
رِقَابَنَا مِنْ عَذَابِكَ وَتَقَبَّلْ مِنَّا مَا حَصَّلْنَا
مِنْ طَاعَتِكَ وَكُنْتَ اَنْتَ لِلْعِبَادِ شَكُوْرًا.
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ
الْحَكِيْمِ. اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ
بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھیئے ۱۲

Marfat.com

رمضان شریف کے تیسرے جمعہ کا وعظ بعنوان

نماز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ. وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (پ ۲۱ ع ۱)

بے شک نماز منع کرتی ہے. بیحیائی اور بُری بات سے

حضرات! اسلام کے اہم ارکان میں سے ایک رکن نماز بھی ہے، روزہ کے متعلق تو آپ سن چکے. آج نماز کا بیان سنیئے. میرے بھائیو! خدا کی عبادت ہر دین و مذہب میں ضروری ہے. مگر اس کی نوعیت الگ الگ ہے. کسی دین میں سورج کی طرف منہ کرکے بیٹھ جانا. اور دیوی دیوتاؤں کی تعریف میں منتر پڑھنا عبادت ہے. دھونی رما کر اور بھبوت مل کر بیٹھ جانا بھی عبادت سمجھا جاتا ہے. کہیں تارک الدنیا ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جانے کا نام عبادت رکھ لیا گیا ہے. اسی طرح دیگر ادیان میں مختلف صورتوں میں عبادت کی جاتی ہے. مگر اسلام نے

Marfat.com

جو طریقہ عبادت بتایا ہے۔ اس کی شان و نوعیت ہی جداگانہ ہے۔ اسلام فرماتا ہے۔ کہ عبادت وہی ہے۔ جس میں ہمارا دل۔ آنکھ۔ کان وغیرہ ہر ایک عضو اپنے اللہ کے سامنے جھکے۔ اور اللہ کے احکام کے مطابق اپنے فرائض بجا لائے۔ اور عابد اپنا تمام جسم اور روح بھی خدا تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ گویا ایک عابد مسلمان عبادت کی حالت میں اس دنیا میں نہیں رہتا۔ بلکہ عالم قدس میں جا پہنچتا ہے۔ اسلامی عبادات میں سے ایک عظیم الشان عبادت یہ نماز بھی ہے۔ اور یہ بڑی جامع عبادت ہے۔ اور نمازی جب اللہ کے حضور کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ واقعی اس دنیا میں نہیں رہتا۔ بلکہ وہ کسی دوسری دنیا میں ہوتا ہے۔

السلام علیکم دیکھئے کوئی شخص جب کہیں چلا جاتا ہے اور پھر واپس آتا ہے۔ تو واپسی پر حاضرین سے کہتا ہے۔ السلام علیکم! — اسیطرح نمازی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو گویا وہ اس دنیا سے اس عالم میں چلا جاتا ہے اور جب التحیات میں بیٹھنے کے بعد نماز ختم کرتا ہے۔ یعنی واپس اس دنیا میں آتا ہے۔ تو دائیں بائیں کے حاضرین سے وہ انسان ہوں یا فرشتے۔ یوں کہتا ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ گویا وہ اس عالم سے پلٹ آیا ہے۔ اور واپسی پر حاضرین سے السلام علیکم کہہ رہا ہے۔

تکبیر تحریمہ بھائیو! نمازی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہتا ہے، اللہ اکبر! اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے اللہ تو سب سے بڑا ہے۔ اور میں دنیا سے ہاتھ اٹھا کر تیری بارگاہِ کبریائی میں حاضر ہوتا ہوں۔ اور "اللہ اکبر"

کی چھری سے اپنے نفس سرکش کو ذبح کر کے بارگاہِ قدس میں حاضری کی اجازت چاہتا ہوں۔ اس تکبیر کا نام تکبیر تحریمہ ہے۔ تحریم کہتے ہیں حرام کر لینے کو۔ گویا اس تکبیر سے نمازی اپنے اوپر جب تک وہ نماز میں ہے۔ کھانا پینا اور جماع وغیرہ جملہ لذاتِ دنیا اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اور جب تک نماز میں رہتا ہے۔ مثل فرشتوں کے خدا کی تسبیح و تقدیس اور اس کی حمد و ثنا میں مشغول رہتا ہے۔ گویا ایک بہت بڑے مقام پر جا پہنچتا ہے۔ اور اتنے بلند مقام پر۔ کہ جہاں دنیوی لذات و تعلقات کی رسائی ہو ہی نہیں سکتی۔ میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہی ارشاد فرمایا ہے کہ یہ نماز بیحیائی اور بری باتوں سے روک دیتی ہے۔ بھائیو! یہ حقیقت ہے۔ اور اس پر ہمارا ایمان ہے۔ کہ نماز بری باتوں سے روک دیتی ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ اور اگر کوئی صاحب یہ شبہ پیدا کریں۔ کہ ہم نے کئی نمازی ایسے بھی دیکھے ہیں۔ جو نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اور بری باتوں کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔ تو بھائیو! اس کا جواب سنیئے۔ ایک حکیم صاحب کے پاس ایک مریض آیا۔ کہ حکیم صاحب میری نظر کمزور ہے۔ اور میری کمریں بھی درد ہے۔ اور ہاتھوں میں رعشہ بھی ہے۔ سر میں بھی درد ہے۔ اور بھی کئی شکائتیں ہیں۔ تو حکیم صاحب نے کہا۔ کہ جاؤ۔ ہر روز صبح دس بادام کھا لیا کرو۔ تمہاری ساری شکائتیں دور ہو جائیں گی۔۔۔ مریض بازار گیا۔ اور دو سیر بادام خرید کر گھر لے آیا۔ اور ہر روز دس عدد بادام ثابت کے ثابت یعنی چھلکوں سمیت ہی نگلنے شروع کر دئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چھلکوں نے آنتیں پھاڑ دیں۔ اور انہیں لہو کے دست

Marfat.com

آنے لگے۔ گھبرا کر حکیم صاحب کے پاس پہنچے۔ اور لگے شکایت کرنے۔ کہ واہ صاحب واہ! اچھا نسخہ بتایا۔ کہ ایک مرض اور لاحق ہو گیا حکیم صاحب نے پوچھا۔ کہ دس بادام کس طرح کھاتے رہے؟ تو بولے ثابت کے ثابت ہی۔ حکیم صاحب سن کر سٹپٹا گئے۔ اور فرمانے لگے بھئی یہ میرے نسخے کا قصور نہیں۔ تمہاری ترکیب استعمال غلط ہے تم نے چھلکے اتار کر مغز کھایا ہوتا۔ پھر دیکھتے فائدہ کیسے نہ ہوتا؟

بھائیو! کچھ اسی قسم کا قصہ ہماری نماز کا بھی ہے۔ کہ لوگ نمازیں جو کچھ پڑھتے ہیں۔ اس کی حقیقت اور مغز تک نہیں پہنچتے۔ بس رٹے ہوئے الفاظ پڑھ لیتے ہیں۔ اور ان کی تہ تک نہیں پہنچتے۔ مثلاً ہم نمازِ وتر میں پڑھتے ہیں۔

وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ

یہ جملہ تو پڑھ لیا۔ مگر یہ نہ سمجھے۔ کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ اور ہم اللہ سے کیا وعدہ کر رہے ہیں؟ بھائیو! اس کا مطلب سنئے۔ اس کا معنی ہے۔ "الٰہی! جو تیرے نافرمان ہیں۔ ہم نے انہیں چھوڑا" یعنی تیرے نافرمان بندوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ ہم تو تیرے فرمانبردار بندوں کے دوست ہیں۔ کیوں جناب! ہم نے یہ وعدہ تو ہر روز اللہ سے کر لیا۔ مگر کیا اس پر عمل بھی کیا؟ کیا ہم نے راشیوں۔ خائنوں۔ بے نمازیوں۔ ذخیرہ اندوزوں۔ زانیوں۔ بدمعاشوں اور بدمذہبوں کا یارانہ چھوڑا؟ اللہ کے دشمنوں سے ناطہ توڑا؟ غور تو کیجئے۔ کہ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ بھی کہہ رہے ہیں۔ اور دشمنانِ دین و ملت اور باغیانِ خدا و رسول سے محبت کی پینگیں بھی بڑھائی جا رہی ہیں۔ گویا یہ قصہ بھی وہی بادام کھانے والا قصہ ہے۔ کہ مغز تک پہنچے ہی نہیں۔ اور معہ چھلکے کے کھانے لگے۔ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ کے لفظوں تک ہی رہے۔ اور

Marfat.com

اس کا معنی کبھی سمجھا ہی نہیں۔ تو اس صورت میں اگر نماز کے ثمرات کا ظہور نہ ہو۔ تو یہ نماز کا قصور نہیں۔ اپنی ترکیب استعمال ہی غلط ہے باوجود اس کے نماز بہرحال نماز ہے۔ اس طرح بھی نماز ادا تو ضرور ہو جائے گی۔ اور فرض سے سبکدوشی تو حاصل ہو جائے گی۔ مگر ثمرات کا ظہور نہ ہونے کا باعث ہماری اپنی غفلت ہوگی۔ بادام کی مثال محض ایک مثال ہے۔ نماز بہرحال مفید ہے۔ اور نہیں تو اتنا تو ہے ہی۔ دیکھ لیجئے۔ نماز کے لئے مسجد میں آنے والا جب مسجد میں آتا ہے تو مسجد میں آنے کے وقت سے لے کر نماز سے فراغت تک تو وہ یقیناً بےحیائی اور بری باتوں سے بچا رہتا ہے۔ اور اگر نماز کو کامل خشوع وخضوع اور غور وتدبر سے ادا کیا جائے۔ تو ایسا شخص یقیناً متقی و پرہیزگار ہوتا ہے۔ اور بے حیائی و بُری باتوں سے بچا رہتا ہے۔ ؎

رحمت کی نہر

حضرات! نمازیں پانچ ہیں۔ اور ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑے عجیب رنگ میں اس اہم مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا بے مثل اور نرالی ہے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ اس پیارے انداز میں امت کو سمجھایا ہے۔ کہ سبحان اللہ!

اب انہی پانچ نمازوں کا سنئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا:۔

اَرَأَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ۔ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ۔ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔ (مشکوٰۃ شریف صلکہ)

"یعنی بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو۔ اور وہ ہر روز اس نہر میں پانچ مرتبہ نہائے۔ تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل رہ جائے گی! صحابہ نے عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہی مثال ہے پانچ نمازوں کی۔ کہ یہ ایک ایسی رحمت کی نہر ہے۔ جو پانچ مرتبہ اس میں نہائے گا۔ یعنی پانچوں نمازیں پڑھے گا۔ تو اس کے سارے گناہوں کی میل دور ہو جائے گی"۔

سبحان اللہ! کیا رحمت بھری مثال ہے۔ اور امت کے لئے کتنا کرم ہے۔ کہ ایک ایسی نہر رحمت جاری فرما دی۔ جس سے ہم اپنے گناہوں کی میل دور کر سکتے ہیں۔

شیطان کی پریشانی

علامہ صفوری علیہ الرحمۃ نے نزہۃ المجالس میں سمرقندی سے ایک حکایت درج کی ہے۔ کہ جب نماز کا حکم ہوا۔ تو شیطان نے ایک دردناک چیخ ماری۔ اس کی چیخ سے اس کا سارا لشکر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ شیطان نے پریشانی کے عالم میں ان سے نماز کے فرض ہونے کا ذکر کیا۔ شیاطین نے پوچھا۔ تو بتاؤ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ شیطان نے کہا جہاں تک تم سے ہو سکے۔ لوگوں کو تم نماز کے اوقات سے روکو۔ اور کسی ایسے دھندے میں انہیں مشغول رکھو۔ جس سے انہیں نماز پڑھنے کی فرصت ہی نہ ملے۔ شیاطین بولے۔ اور اگر ہم سے ایسا نہ ہو سکے تو پھر؟ شیطان نے کہا۔ تو پھر یوں کرو۔ کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو۔ تو تم میں سے چار شیطان اسکے ارد گرد کھڑے ہو جائیں۔ دائیں جانب کھڑا ہونے والا یوں کہے۔ کہ ذرا اپنی دائیں جانب دیکھ۔ بائیں طرف کھڑا ہونے والا یوں کہے۔ ذرا اپنی بائیں جانب دیکھ۔ اوپر کی طرف کھڑا ہونے والا یوں کہے۔ ذرا اوپر آسمان

Marfat.com

کی طرف تو دیکھ۔ اور نیچے کی طرف کھڑا ہونے والا اُسے نیچے دیکھنے کی رغبت دلائے۔ اور جلدی جلدی نماز پڑھنے کا وسوسہ دل میں ڈالو۔ اور خوب یاد رکھو۔ اگر اتنی کوشش کے باوجود وہ برابر نماز پڑھنے میں مشغول رہا۔ تو ہمارا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اُسے بخش دے گا۔ (نزہتہ المجالس صـ۲۲۲ جلد ۱)

واقعی شیطان یونہی کرتا ہے۔ نمازی نماز پڑھنے کو کھڑا ہو۔ تو دیکھ لیجئے۔ اُسے کئی وسوسے آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور شیطان ہزار جتن کرتے ہیں۔ کہ کہیں اس کی نماز برباد ہو۔ مگر نماز واقعی ایک ایسا بہترین ذریعہ ہے شیطان کو نامراد لوٹانے کا۔ کہ نمازی اپنی نماز پوری ہی کر کے اطمینان پاتا ہے۔

سربلندی

بھائیو! نماز میں نمازی اپنے خالق حقیقی کے آگے عجز و نیاز کے ساتھ جھک جاتا ہے۔ اور اپنا سر سجدہ میں ڈال دیتا ہے۔ تو یہ ادا اللہ تعالیٰ کو کچھ ایسی پسند آتی ہے۔ کہ نمازی سجدہ میں کہتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ تو خدا تعالیٰ اس کے لئے حکم فرما دیتا ہے۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔ یہ سجدہ ہی کی برکتیں ہیں۔ کہ مسلمان کو سربلندی حاصل ہوئی۔ یہ خدا کے آگے جھکا۔ تو خدا نے ساری کائنات پر اسے شرف و سربلندی عطا فرما دی۔ معلوم ہوا۔ کہ نماز سربلندی کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے مسلمان کی یہ شان رہی ہے۔ کہ ؎

آگیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز

مگر افسوس آجکل کچھ ایسا رنگ بدلا ہے۔ کہ اگر کسی سے نماز کا پوچھا جائے۔ تو کہہ دیا جاتا ہے۔ اجی ہم غازی ہیں غازی۔ گویا غازی بے نمازی ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ نماز میدانِ جہاد میں بھی

Marfat.com

معاف نہیں ہوتی۔ اور پڑھنے والے پڑھتے ہی ہیں۔ نماز کے سجدے کی شرافت و عظمت اس ایک روایت سے بھی ظاہر ہے۔ جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ سے کسی نے سجدہ کی فضیلت کا پوچھا۔ تو فرمایا۔ جس طرح بت کے آگے سجدہ کرنے سے دوزخ کا عذاب سہنا پڑے گا۔ اسیطرح یہ سجدہ خدا کے آگے کرنے سے جنت میں جگہ حاصل ہوگی۔ اور بھائیو! جس طرح ایک سجدہ کے نہ کرنے سے اور وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کے آگے شیطان مردود ہو گیا تھا۔ اسیطرح نماز کے کئی سجدے چھوڑ دینے سے اور وہ بھی اللہ کے آگے، بے نمازی بہت ہی بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے ؎

شیطاں ہزار مرتبہ بہتر ز بے نماز!!
کاں سجدہ پیش آدم و ایں پیش حق نکرد!

پانچ نمازیں

حضرات نمازیں پانچ فرض ہیں۔ اور پچھلے کسی وعظ میں آپ سن چکے۔ کہ یہ شب معراج کا تحفۂ حق ہے خدا تعالیٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو امت کے لئے یہ تحفہ دیا تھا اور حدیث پاک میں ہے۔ کہ اللہ نے پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ یہ تو ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ کہ پچاس کی پانچ رہ گئیں۔ اب اگر کوئی شخص یہ پانچ بھی ادا نہ کرے۔ تو اس سے بڑا بدقسمت اور کون ہوگا۔

اختیارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرات! شب معراج میں اللہ سے پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ اور یہ وقارِ مصطفےٰ کا صدقہ ہے۔ کہ پچاس کی پانچ رہ گئیں۔ وہ وقارِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تھا۔ آیئے! آپ کو اختیارِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی ایک جھلک دکھاؤں۔ وہاں عرش پر پچاس میں سے

Marfat.com

۴۵ کم کرائی گئیں۔ اور یہاں فرش پر ایک شخص کو ان پانچوں میں سے بھی کچھ کم کر دی گئیں۔ سنیئے! ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ نمازیں صرف دو پڑھوں گا۔ پانچ نہیں پڑھوں گا۔ اس موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ بھئی! نمازیں تو پانچ ہی ہیں۔ میرا کیا اختیار۔ جو پانچ میں سے تین چھوڑ دوں۔ نہیں بلکہ حدیث کے لفظ ہیں۔ کہ

فَاَسْلَمَ عَلٰی اَنَّهٗ لَا یُصَلِّیْ اِلَّا صَلٰوتَیْنِ فَقَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ

(مسند امام احمد ص۲۵ جلد ۵)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ شرط قبول کر لی۔ اور وہ دو ہی نمازوں کی شرط پر مسلمان ہو گیا"

کیوں جناب! دنیا بھر میں ہے کوئی جو ان پانچ نمازوں میں سے کوئی نماز کسی کو معاف کر دے۔ توبہ! توبہ!! ایسا کون ہو سکتا ہے؟ ساری دنیا کے مسلمان مل کر بھی کوشش کریں۔ تو ایک پوری نماز تو برطرف۔ ایک رکعت بھی کم نہیں کر سکتے۔ مگر سبحان اللہ! کیا شان ہے اختیارِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کہ پوری تین نمازیں معاف فرما دیں۔ پڑھئے درود شریف۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

بے نماز

اس موقعہ پر بے نمازوں کی بیباکی ماننا پڑتی ہے۔ کہ انہوں نے پانچوں کی پانچ ہی اپنے لئے معاف کر رکھی ہیں۔ مگر بھائیو! یہ بیباکی بڑی بری چیز ہے۔ کل قیامت کے روز جہنمیوں سے جنتی جب یہ پوچھیں گے۔

Marfat.com

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ

"تمہیں کس چیز نے جہنم میں ڈالا"

تو وہ ایک جواب یہ بھی دیں گے۔ کہ

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ

"ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے"

ہاں تو میرے بھائیو! نماز بڑی برکت والی۔ اور برے کاموں سے روکنے والی چیز ہے۔ اِسے اپناؤ۔ اور نمازی بنو۔ اور غازی بنو۔ مجاہد بنو۔ عابد بنو۔ نیک بنو۔ اور ایک بنو۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَقَّى قُلُوْبَ الصَّائِمِيْنَ وَ رَوَّحَ اَرْوَاحَ الْقَائِمِيْنَ۔ وَهَدَانَا اِلٰى سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔ نَحْمَدُهٗ عَلٰى نَعْمَائِهِ الْمُتَكَاثِرَةِ۔ وَالْاٰئِهِ الْمُتَوَافِرَةِ۔ فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ الْجَلِيْلِ۔ وَنَشْكُرُهٗ عَلٰى اَنْ جَعَلَ لَنَا اَوَّلَهٗ مَغْفِرَةً وَّ

اَوْسَطُهٗ رَحْمَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ الْعَذَابِ
الْوَبِيْلِ. اَشْهَدُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهُ الْمَلِكُ الْجَلِيْلُ. وَاَشْهَدُ
اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اللَّآئِقُ بِالتَّعْظِيْمِ وَالتَّبْجِيْلِ
اَمَّا بَعْدُ
اَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِیْ
خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ وَسَلَكَ بِكَ سَوَآءَ السَّبِيْلِ
مَا هٰذِهِ الْغَفْلَةُ. وَمَا هٰذِهِ الْجُرْأَةُ. اَمَا
تَعْلَمُ اَنَّ الدُّنْيَا دَارُ رَحِيْلٍ. كُنْ فِی الدُّنْيَا
كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ كَعَابِرِ سَبِيْلٍ. وَعَلَيْكَ
بِهٰذَا الشَّهْرِ الْمُبَارَكِ شَهْرِ الصِّيَامِ وَالْقِيَامِ
شَهْرِ التَّوْبَةِ مِنَ الْاٰثَامِ. شَهْرِ التَّرَاوِيْحِ وَ
التَّرْتِيْلِ. فَاغْتَنِمْهُ وَلَا تُضَيِّعْهُ فَاِنَّهٗ قَدِ
انْتَصَبَ وَطَلَبَ مِنْكُمُ الرَّحِيْلَ. قَدْ ذَهَبَ

اَكْثَرُهُ وَمَا بَقِيَ مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ - وَهَا سَتُظِلُّ عَلَيْكُمْ
لَيْلَةٌ مُّبَارَكَةٌ - لَيْلَةُ السَّرَفِ وَالْعِزَّةِ - لَيْلَةُ الْقَدْرِ
هِيَ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ - تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ
الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ وَيُصَافِحُوْنَ مَنْ هُوَ
مَشْغُوْلٌ بِالْعِبَادَةِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ - فَاللّٰهَ
اللّٰهَ لَا تَنَامُوْا فِيْهَا فَاِنَّ نَوْمَكُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ
طَوِيْلٌ - وَاَكْثِرُوْا فِيْهَا ذِكْرَ اللّٰهِ وَتِلَاوَةَ
الْقُرْاٰنِ بِالتَّرْتِيْلِ - وَاطْلُبُوْهَا فِي الْعَشْرِ
الْاَوَاخِرِ مِنْ هٰذَا الشَّهْرِ فَعَسٰٓى اَنْ تَجِدُوْهَا
وَيَرْحَمَكُمْ رَبُّكُمْ فِيْهَا وَيَغْفِرَ لَكُمْ كُلَّ
كَثِيْرٍ وَّقَلِيْلٍ - وَقَدْ وَرَدَ فِي الْخَبَرِ الصَّحِيْحِ
عَنْ صَاحِبِ اللِّسَانِ الْفَصِيْحِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ
اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
وَوَرَدَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ
الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ شَدَّ مِئْزَرَہٗ۔ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ۔ وَ
اَحْیَی اللَّیْلَ کُلَّہٗ۔ اِخْوَانِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃُ قَدْ
تَکَرَّرَتْ عَلَیْکُمْ وَاَظَلَّتْ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ
عَلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ ضَیَّعْتُمُوْھَا وَمَا عَلِمْتُمْ قَدْرَھَا
وَفَضْلَھَا وَھٰذِہٖ سَنَۃٌ قَدْ تَفَضَّلَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ
فَاَبْقَاکُمْ فَاسْتَقْبِلُوْھَا بِالْخُلُوْصِ وَالْفِعْلِ
الْجَمِیْلِ۔ کَمْ مِنْ قَائِمٍ کَانَ مَعَکُمْ فِی السَّنَۃِ
الْمَاضِیَۃِ۔ وَکَمْ مِنْ صَائِمٍ کَانَ مُصَاحِبَکُمْ
فِی اللَّیْلَۃِ الْخَالِیَۃِ۔ فَجَاءَہُ الْمَوْتُ۔ وَنُوْدِیَ
عَلَیْہِ نِدَاءَ الْفَوْتِ۔ فَلَمْ یَجِدْ اِلَّا الْحَسْرَۃَ
وَالنَّدَامَۃَ عَلٰی تَرْکِ التَّعْمِیْلِ۔ فَلَا تَکُوْنُوْا
مِثْلَھُمْ وَلَا تَغْفُلُوْا کَغَفْلَتِھِمْ وَلَا تَنَامُوْا
کَنَوْمَتِھِمْ کَیْلَا تَتَحَسَّرُوْا کَحَسْرَتِھِمْ وَاخْشَوْا
یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا وَھُوَ عَلَی الْمُجْرِمِیْنَ ثَقِیْلٌ۔ فَاَمَّا

Marfat.com

مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَاجْتَهَدَ فِیْ عُمْرِهٖ دَخَلَ
فِیْ دَارِ النَّعِیْمِ وَوَجَدَ الثَّوَابَ الْجَمِیْلَ۔ وَاَمَّا
مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَصَرَفَ عُمْرَہٗ
فِی الْخَطِیْئَاتِ وَانْهَمَكَ فِی اللَّذَّاتِ۔ اُخِذَ
بِالْاَخْذِ الْوَبِیْلِ۔ اَللّٰهُمَّ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ
اَنْتَ رَبُّنَا وَرَاحِمُنَا وَنَحْنُ عِبَادُكَ الْعَاصُوْنَ
الْمُجْرِمُوْنَ فَارْحَمْنَا وَاعْفُ عَنَّا وَتَجَاوَزْ عَنْ
خَطَایَانَا وَلَا تُبْطِشْنَا فَاِنَّ بَطْشَكَ لَشَدِیْدٌ
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ۔ اِنَّهٗ
تَعَالٰی جَوَادٌ كَرِیْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ پر ۹ درج ہے
وہاں سے پڑھئے

Marfat.com

رمضان شریف کے چوتھے جمعہ کا وعظ

جماعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً

(متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ۸۷)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے "

حضرات! نماز کا بیان آپ سُن چکے۔ اب میں آپ کو نماز باجماعت کے فضائل اور اس کی اہمیت سنانا چاہتا ہوں۔ میرے بھائیو! — نماز باجماعت ادا کرنا بڑا درجہ رکھتی ہے۔ اور جو حدیث پاک میں نے پڑھی

ہے۔ اس میں اسی حقیقت کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ کہ اکیلے نماز پڑھنے سے نماز باجماعت ادا کرنا ستائیس درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے۔

سنّت مؤکّدہ

حضرات! نماز باجماعت ادا کرنا سنتِ موکّدہ ہے۔ یعنی بڑی ضروری۔ حتی الامکان اِسے چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا آیا۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! میرے پاس کوئی آدمی نہیں۔ جو مجھے مسجد میں لے آیا کرے۔ اس لئے آپ مجھے گھر ہی نماز پڑھ لینے کی اجازت دیدیں۔ حضور علیہ السلام نے پہلے تو اُسے اجازت دیدی۔ پھر اس سے پوچھا۔ کہ اذان کی آواز تم سنتے ہو یا نہیں؟ اس نے عرض کی۔ سنتا ہوں یا رسول اللہ! فرمایا تو پھر جماعت میں آیا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف صـ۸۷)

دیکھ لیجئے! حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو بھی جماعت میں شریک ہونے کی تاکید فرمائی۔ اسی لئے یہ سنت موکّدہ ہے۔

کوٹھیاں

میرے بزرگو! آجکل رواج ہے۔ کہ لوگ اپنی کوٹھیاں شہر سے باہر بنواتے ہیں۔ ممکن ہے۔ بعض لوگ اذان کی آواز سے بچنا چاہتے ہوں۔ مگر وہ کہتے ہیں نا! کہ "بھوتے کے گھر تک پہنچو"۔ خدا تعالیٰ نے بھی لاؤڈ سپیکر تیار کروا دیئے۔ تاکہ اذان کی آواز لاؤڈ سپیکر سے کوٹھیوں تک بھی جا پہنچے۔ اور انہیں یہ عذر پیش کرنے کا موقعہ نہ مل سکے۔ کہ ہمیں اذان کی آواز نہیں آتی تھی۔

میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ سبھی یکساں ہیں۔ بعض امیر حضرات بھی اللہ کی یاد میں سرگرم نظر آتے ہیں۔ اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں مگر افسوس کہ ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ مسجدوں میں زیادہ تر رونق غریبوں ہی کے دم سے ہے۔

Marfat.com

غریب

میرے بھائیو! اگر تم میں سے کوئی غریب ہے۔ تو اس بات پر رنجیدہ نہ ہونا۔ بلکہ مبارک ہو۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ

یَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِیَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ۔

(مشکوٰۃ شریف ص۴۳۹) یعنی امیروں سے پانچ سو سال پہلے فقرا جنت جائیں گے۔

سمجھے کچھ آپ؟ مطلب یہ کہ امیر اپنے حساب و کتاب میں مصروف ہوں گے۔ اور غریب لوگوں کو قلتِ مال کی وجہ سے حساب بھی بہت تھوڑا دینا پڑے گا۔ اور وہ امیروں سے پہلے جنت میں چلے جائیں گے چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ

قِلَّةُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۴۲)

یعنی تھوڑے مال سے حساب بھی تھوڑا ہوگا۔

چنانچہ آپ دنیا ہی میں دیکھ لیجئے۔ کہ جس قدر زیادہ دولت ہوگی اسی قدر زیادہ حساب و کتاب بھی رکھنا پڑتا ہے۔ اور آدمی سوچے تو مال کی کثرت بعض اوقات جان لیوا بھی بن جاتی ہے۔ غریب آدمی اپنی نیند سوتا ہے۔ اپنی نیند اٹھتا ہے۔ مگر امیر آدمی کو نیند بھی نہیں آتی۔

لطیفہ

مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ انگریزوں کے زمانہ میں ہزار ہزار روپے کا بھی نوٹ تھا۔ انگریزوں نے یہ نوٹ اچانک بند کر دیا۔ میں اس زمانہ میں راولپنڈی رہتا تھا۔ وہاں سننے میں آیا۔ کہ ایک رئیس آدمی نے ریڈیو میں یہ خبر سنی۔ تو خبر سنتے ہی بچارے کا ہارٹ فیل ہو گیا۔ اور غریب لوگ خوش تھے۔ وہ یہ کہتے تھے۔ کہ خدا کرے۔ سو سو کا نوٹ بھی بند ہو۔ جن کے پاس نوٹ ہیں۔ فکر

انہیں۔ ہمیں کیا۔

علمی لطیفہ ایک رئیس آدمی نے بڑے فخر سے ایک غریب آدمی سے کہا۔ تم ہماری شان کو کیا سمجھو۔ ہم وہ ہیں جن سے خدا تعالیٰ خود قرض طلب فرماتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

مَنْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔

غریب نے جواب دیا۔ اور یہ بھی معلوم ہے۔ کہ خدا تعالیٰ یہ قرض طلب فرما کن لوگوں کے لئے رہا ہے؟ یہ ہم غریبوں کے لئے ہی طلب فرما رہا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ قرض دوست یا دشمن ہر کسی سے لے لیا جاتا ہے۔ مگر لیا ہمیشہ دوستوں ہی کے لئے جاتا ہے۔

(نصائح العارفین صفحہ ۲۱۴)

ایک روایت اسی کتاب کے اسی صفحہ پر ایک اور روایت بھی درج ہے۔ فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ امیروں سے فرمائے گا۔

كَيْفَ اَنْفَقْتُمْ اَمْوَالَكُمْ۔ تم نے اپنا مال کیسے خرچ کیا؟

اور غریبوں سے یوں ارشاد فرمائے گا؟

كَيْفَ اَمْضَيْتُمْ اَحْوَالَكُمْ۔ تم نے اپنا حال کیسے گذارا۔

گویا امیروں سے مال کا پوچھے گا۔ اور غریبوں سے حال کا دریافت فرمائے گا۔ اور ان دونوں سوالوں سے فضیلت غریبوں کی ظاہر ہے۔

ہاں تو بھائیو! نماز باجماعت ادا کرنا بہت بڑی فضیلت کی بات ہے۔ ادا تو تنہا بھی ہو جاتی ہے۔ مگر جو بات جماعت میں ہے۔ وہ تنہائی میں کہاں۔

ایک مسئلہ دیکھئے! آپ کو پہلے ایک فقہی مسئلہ سناؤں۔ اس کے

Marfat.com

بعد پھر جماعت کا ایک عظیم فائدہ بتاؤں۔ ایک شخص منڈی میں جاتا ہے۔ اور مثلاً سیبوں کی ایک پوری ٹوکری خرید کر گھر لے آتا ہے۔ گھر آکر اس نے ٹوکری کو جو الٹا۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ ٹوکری کے اوپر اوپر تو سیب اچھے ہیں۔ مگر نیچے کے سب سیب گندے اور سڑے ہوئے ہیں۔ اب اس موقعہ پر شریعت کا یہ ارشاد ہے۔ کہ چونکہ سودا ساری ٹوکری کا ہوا ہے۔ اس لئے اگر وہ شخص سیب رکھنا چاہے تو سب کے سب اچھے بُرے سبھی رکھے۔ اور اگر واپس کرنا چاہے تو سب کے سب اچھے بُرے سبھی واپس کرے۔ اس بات کی اجازت نہیں۔ کہ چن کر اچھے اچھے تو رکھ لے۔ اور سڑے ہوئے واپس کر دے۔ نہیں! یا سب رکھے یا سب واپس کر دے۔ میرے بھائیو! یہی صورت نمازِ باجماعت میں بھی ہے۔ کہ ہم گنہگار جب جماعت میں شریک ہوئے تو اس جماعت میں کئی اللہ کے نیک اور مقبول بندے بھی شریک ہونگے اب یہ ساری جماعت کی نماز اللہ کے حضور جو پہنچی۔ تو خدا تعالیٰ کی رحمت یا تو ساری جماعت کی نماز قبول فرمائے گی۔ یا پھر ساری جماعت کی نماز لوٹا دے گی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی نماز تو لوٹائے گا نہیں۔ قبول ہی فرمائے گا۔ تو جہاں وہ اپنے نیک بندوں کی نمازیں قبول فرمائے گا۔ وہاں ہم گنہ گاروں کی بھی قبول فرما لیگا۔

نماز کی برکتیں

حضرات! نماز کی بے شمار برکتوں میں سے ایک برکت اور اس کا فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ پانچ دفعہ اہل محلہ کے ساتھ مل کر بیٹھو۔ ان کے دکھ درد میں شرکت کرو۔ امام کی اطاعت کرو۔ اپنے ہمسایوں کے ساتھ ایک منظم جماعت بن کر زندگی بسر کرو آج کے نئی روشنی والے نماز کو کچھ اہمیت نہیں دیتے۔ حالانکہ نماز میں دین و دنیا کی برکتیں ہیں۔ ذرا اس نماز کے اجزاء کو اور بھی زیادہ تحلیل

Marfat.com

کرکے تو دیکھئے۔ کہ اس کے کیا کیا فوائد ہیں۔ بنظرِ انصاف دیکھئے۔ اور بتایئے کہ نماز کے اندر مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ کیا یہ تقاضے بھی نہیں ہیں۔ کہ تمہارا جسم پاک ہو۔ تمہارے کپڑے پاک ہوں۔ تم علی الصبح بیدار ہو۔ تم دن میں پانچ مرتبہ اپنے دست و بازو۔ چہرہ و گردن۔ ہاتھ اور منہ کو صاف و پاک کرو۔ پھر دل کی یکسوئی کے ساتھ خدا کی قدرت و رحمت اور اپنے فرائض پر غور کرو۔ خدا کی یاد سے اپنے دل و دماغ کو زندگی بخشو۔ پاکبازی سیکھو۔ اپنے اعضاء کو حرکت دیتے رہو مساوات اور اشتراکِ عمل کی صفیں آراستہ کرتے رہو۔ کیوں میرے بھائیو! نماز کے اندر کیا یہ سب فوائد موجود نہیں ہیں؟ ہیں اور یقیناً ہیں! پھر ایسی برکتوں والی چیز کو چھوڑ دینا کیا دین و دنیا سے محرومی کے مترادف نہیں؟ یقیناً ہے۔ بھائیو! نماز بڑی اہم اور جسمانی و روحانی ترقی کا ذریعہ ہے۔ بھائیو! یہ حقیقت ہے۔ کہ اگر تم اپنے جملہ اعضاء کے ساتھ سجدہ میں گر پڑو گے۔ تو کیا ہوگا؟ ؎

گرے سر کے بل تم جو راہِ خدا میں
قدم چوم لے گی ہمالہ کی چوٹی

ہاں تو میں نماز باجماعت کا ذکر کر رہا تھا۔ کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے بہت زیادہ افضل ہے۔

اہل سنّت و جماعت

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ

عَلَیْکَ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَةَ (مشکوٰۃ ص۵۸)

"یعنی جماعت کو لازم پکڑو۔ کیونکہ جو بکری ریوڑ سے دُور رہے۔ اُسے بھیڑیا کھا جاتا ہے"

بھیڑیا کون ہے؟ شیطان۔ یعنی جماعت سے الگ رہنا شیطان

Marfat.com

کے قابو میں آجانے کے مترادف ہے۔ بھائیو! ساری دنیا کی طرف نظر دوڑاؤ۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کی اکثریت ائمہ اربعہ کے مقلدین کی ہے۔ اور مقلدین ائمہ اربعہ سوادِ اعظم اور جماعتِ حقہ ہے۔ پس اس جماعت سے الگ رہنا بہت بُری بات ہے۔ اور ہدایت کے منافی ہے۔ پس ہمیں ارشادِ حدیث کے مطابق کہ فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ اہل سنت و جماعت ہی میں رہنا چاہیئے۔

فرشتوں کی جماعت

حضرات! قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے فرشتوں کی ساری جماعت سے فرمایا۔ کہ

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔ آدم کو سجدہ کرو۔

فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ۔ سارے فرشتے سجدہ میں جھک گئے مگر شیطان تنہا الگ کھڑا رہا۔

میرے بھائیو! جانتے ہو۔ فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟ بھائیو! اس کا حقیقی علم اللہ ہی کو ہے۔ ہاں ہم اتنا ضرور جانتے ہیں۔ کہ

قبرِ انور

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور پر ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو نازل ہوتے ہیں۔ اور قیامت تک اسیطرح نازل ہوتے رہیں گے۔ اور ہر روز نیا گروپ ہی نازل ہوتا ہے۔ جو فرشتے آج نازل ہوئے ہیں — قیامت تک پھر ان کی باری نہیں آتی۔ یہ مضمون ایک حدیث کا ہے۔ جو مشکوٰۃ شریف باب الکرامات صـ۵۳۸ پر موجود ہے۔ اسی سے اندازہ کر لیجئے۔ کہ اللہ کے فرشتوں کی کتنی تعداد ہے؟ بھائیو! اس حدیث پاک کے یہ لفظ بھی سُن لو۔

حَتّٰی یَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

یَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِہِمْ وَیُصَلُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم "یہ فرشتے نازل ہو کر قبر انور کو گھیر لیتے ہیں۔ اور اپنے پروں کو قبر انور سے ملتے ہیں۔ اور حضور پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ خدا نہ کرے۔ کوئی شخص یہاں بھی بول اٹھے۔ اور کہہ دے کہ فرشتے یہ کیسا کام کرتے ہیں؟ کہ آسمان سے سیدھے مدینہ منورہ حاضر ہوتے ہیں؟ اور وہ بھی مسجد شریف کی نیت سے نہیں۔ بلکہ قبر انور کی نیت سے اور قبر انور کے چاروں طرف کھڑے ہو کر پھر قبر انور پر اپنے پَر ملنے لگتے ہیں۔ اور درود شریف بھی پڑھتے ہیں۔ ان کو تو کعبہ شریف جانا چاہیئے تھا۔ کعبہ کا طواف کرنا چاہیئے تھا۔ وہاں اپنے پَر ملنے چاہئیں تھے۔ ہم ان بریلویوں سے جھگڑا کرتے تھے۔ کہ یہ یوں کہا کرتے ہیں۔ ؎

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا!!
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

مگر یہ ہزاروں لاکھوں فرشتے بھی اسی شعر کے مصداق نکلے۔ کہ آسمان سے سیدھے مدینہ شریف ہی پہنچتے ہیں۔ اور قیامت تک پہنچتے ہی رہیں گے۔ اور اس طرح کہ ؎

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام!!
یوں بندگیٔ زلف و رُخ آٹھوں پہر کی ہے!
جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

سلام

اور بھائیو! یہی وہ مقدس بارگاہ ہے۔ کہ فرشتے ہی کیا۔ جن و بشر، شمس و قمر، شجر و حجر اور بحر و بر بھی جہاں سلام کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

Marfat.com

کیا خوب لکھا ہے اعلیحضرت قدس سرہ العزیز نے کہ ؎

جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ بارگاہِ مالکِ جن و بشر کی ہے
شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام
خوبی انہی کی جوت سے شمس و قمر کی ہے
سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام
تملیک انہی کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے
سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام
کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے
عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام
ملجا یہ بارگاہِ دعا و اثر کی ہے!
شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام
راحت انہی کے قدموں سے شوریدہ سر کی ہے
خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام!
مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے
سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ جلوہ گاہِ مالکِ ہر خشک و تر کی ہے
سب کرّ و فر سلام کو حاضر ہیں السلام
ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کرّ و فر کی ہے
اہلِ نظر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ گرد ہی تو سرمۂ اہل نظر کی ہے

ہاں تو یہ ہر روز ستر ستر ہزار فرشتے جو قبرِ انور پر سلام کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ قیامت تک ہر روز نئے فرشتے ہی اترتے رہیں گے

Marfat.com

اب کون ہے۔ جو ان کی تعداد کا اندازہ لگا سکے۔ بھائیو! یہ اتنی بڑی جماعت فرشتوں کی سب کی سب حضرت آدم علیہ السلام کے آگے جھک گئی۔ اِلَّا اِبْلِیْس" مگر ایک ابلیس تنہا ایک طرف اِن سب کو بُری نظر سے دیکھتا رہا۔ اور ان سب کو غیر اللہ کے آگے جھکا ہُوا سمجھ کر صرف اپنے آپ ہی کو اچھا اور سب فرشتوں کو مشرک سمجھتا رہا۔

سبحان اللہ! اللہ کے خلیفہ و پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کی بھی کیا شان ہے۔ کہ اتنی بڑی فرشتوں کی جماعت آپ کے آگے جھک گئی اور دوستو! صرف ایک شیطان تھا۔ جو اس جماعت سے الگ رہا اسیطرح اب بھی جماعت سے جو الگ رہنے والا ہو۔ شیطان کو وہ اچھا لگتا ہے۔ اور اُسے وہ اپنا شکار بنا لیتا ہے۔ کیونکہ اس میں اُسے اپنی جھلک نظر آتی ہے۔ اور اسی لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ

یعنی خبردار! جماعت کا ساتھ نہ چھوٹے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرات! نماز باجماعت پڑھنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس قدر مرغوب تھا۔ کہ وہ نفوس قدسیہ جماعت کو کبھی ترک نہ فرماتے تھے اور اس کے ترک کو ایک نقصان عظیم سمجھتے تھے۔ چنانچہ مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ ایک روز صبح نماز کے وقت آپ کو کسی نے آواز دی۔ اور کہا اے معاویہ! اٹھ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کر۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اٹھے۔ اور آپ نے دیکھا۔ کہ آواز دینے والا نظر نہیں آ رہا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ مجھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی تبلیغ کرنے والے تو کون ہے؟ جواب آیا۔ کہ حضرت! میں شیطان ہوں۔

Marfat.com

حضرات! دیکھا آپ نے کہ شیطان ہو کر کیسی اچھی تبلیغ کر رہا ہے نماز باجماعت ادا کرنے کی تبلیغ واقعی بڑی اچھی بات ہے مگر تعجب کی بات ہے۔ کہ شیطان اور اچھے کام کی تبلیغ؟ میرے بھائیو! یہیں سے یہ بات بھی سمجھ لو۔ کہ یہ شیطان مردود بڑے بڑے سوانگ بھرتا ہے۔ اور بعض اوقات تبلیغی بن کر بھی آ جاتا ہے۔ قرآن بھی پڑھتا ہے۔ حدیث بھی سناتا ہے۔ مگر اس مردود کی اچھی باتوں میں بھی کوئی خباثت ضرور پنہاں ہوتی ہے۔ اور یہ اپنی بدعقیدگی پھیلانے کی خاطر بعض اوقات بظاہر اچھی باتوں کی تبلیغ کرنے لگتا ہے۔ اور بڑا نیک و پارسا بن کر سامنے آجاتا ہے۔

لطیفہ

میرے ایک دوست نے بتایا۔ کہ سیالکوٹ کی ایک مسجد میں نماز ظہر پڑھنے گیا۔ تو وہاں بعض بستر بند مبلغ نظر آئے۔ ان میں سے ایک صاحب اٹھے۔ اور کہنے لگے۔ صاحبان ہم یہاں تبلیغ کی خاطر آئے ہیں۔ اور ہم آپ سے چندہ نہیں مانگتے۔ بندہ مانگتے ہیں۔ میرے دوست کا بیان ہے۔ کہ میں فوراً اٹھا۔ اور کہا۔ صاحب! آپ بڑے فنکار ہیں۔ چندہ نہیں مانگتے بندہ مانگتے ہیں حالانکہ بندہ میں ہی چندہ ہے۔ بندہ لے لیا۔ تو سب کچھ لے لیا فرمائیے! آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ تبلیغ کرنا ہے۔ تو امریکہ جاؤ جاپان جاؤ۔ عیسائیوں اور یہودیوں، سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کرو۔ یہ کیا کہ مسلمانوں ہی میں تبلیغ کرنے آ گئے۔ اور پھر تبلیغ کرنے آئے۔ تو اصلاح معاشرہ کرو۔ اور موجودہ الحاد و مادر پدر آزادی کے خلاف کچھ کہو۔ یہ کیا کہ جو یا رسول اللہ کہے۔ وہ مشرک جلوس نکالے وہ بدعتی۔ جو گیارہویں پکائے وہ مشرک اور جو محفل میلاد کا انعقاد کرے۔ وہ بدعتی۔ گویا اپنوں سے جنگ اور پرایوں سے

Marfat.com

صلح۔ بھائیو! مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک کے یہ لفظ سننے کے قابل ہیں۔ جو ان جیسے لٹے مبلغوں کے لئے وارد ہوئے ہیں۔ کہ

یَقْتُلُوْنَ اَھْلَ الْاِسْلَامِ وَیَدَعُوْنَ اَھْلَ الْاَوْثَانِ۔

یعنی "یہ لوگ مسلمانوں سے لڑیں گے۔ اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے"۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۲۷)

ہاں تو بھائیو! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس مبلغ کے داؤ میں نہیں آئے۔ اور فرمایا۔ کہ ملعون! نماز باجماعت پڑھنا مجھے خود مرغوب ہے۔ اور میں نماز باجماعت ہی پڑھوں گا۔ مگر تیرے کہنے سے نہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ تیری اس تبلیغ میں تیری اپنی کوئی خباثت ضرور پنہاں ہے۔ پہلے مجھے بتا۔ کہ تو مجھے کیوں جماعت میں شریک کرا رہا ہے؟ شیطان نے جواب دیا۔ حضرت! سچی بات تو یہ ہے کہ پچھلے ہفتہ آپ کی اتفاقاً جماعت رہ گئی تھی۔ اور آپ جماعت کے رہ جانے سے اس قدر پشیمان ہوئے تھے۔ اور روئے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ کو آپ کی یہ پشیمانی اتنی پسند آئی۔ کہ اس نے حکم دیدیا۔ کہ معاویہ کا رونا ہمیں پسند ہے۔ اس کے نامۂ اعمال میں ستر جماعتوں کا ثواب لکھ دیا جائے۔ قبلہ! میں نے سوچا کہ اگر آج بھی آپ کی جماعت رہ گئی۔ تو آپ پھر روئیں گے۔ اور خدا تعالیٰ آپ کو پھر ستر جماعتوں کا ثواب دیدے گا۔ اس لئے میں نے آپ کو جگا کر جماعت کے ساتھ ملنے کو کہا ہے۔ تاکہ آپ کو ایک ہی جماعت کا ثواب ملے۔

دیکھا آپ نے! بے ایمان نے حلوہ میں کس طرح اپنا زہر ملا کر دینا چاہا۔ بھائیو! یہ شیطان بڑا ہی مکار ہے۔ اس کی چالوں سے بچو یہ بے ایمان بڑے بڑے روپ بدل کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی لئے حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں۔ ؎

Marfat.com

اے لبا ابلیس آدم روئے است
پس نہ باید داد در ہر دست دست

امامت

میرے بھائیو! جماعت کی فضیلت معلوم کر لینے کے بعد اب یہ بات بھی سمجھ لیجئے۔ کہ امام جماعت کیسا ہونا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ صاحب ہمیں امام سے کیا۔ ہم تو قرآن کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ بھائیو! قرآن پڑھنے والا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اگر محض قرآن ہی کو دیکھنا ہے۔ تو پھر امام کی جگہ گراموفون ریکارڈ جس میں قرآن بھرا ہوا ہو۔ رکھ دیا جائے۔ تو اس کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ قرآن تو یہاں بھی ہے۔ اور آپ نے تو نماز قرآن کے پیچھے پڑھنی ہے کیوں صاحب! کیا یہ بات منظور ہے؟ اگر نہیں تو معلوم ہو گیا۔ کہ سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے۔ کہ قرآن پڑھنے والا کون، اور کیسا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

لیجئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔ فرمایا:-

اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَکُمْ خِیَارَکُمْ فَاِنَّھُمْ وَفْدُکُمْ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ (منتقی منہ) اپنے امام برگزیدہ لوگوں کو بناؤ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان تمہارے نمائندہ ہیں"

اس ارشاد میں امام کا برگزیدہ ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔ یعنی امام نیک عقیدہ اور نیک اعمال ہو۔ بدعقیدہ نہ ہو۔ برگزیدہ ہو۔ بدکار نہ ہو۔ خدا و رسول کا فرمانبردار ہو۔ میرے بھائیو! دیکھ لو آپ سب جانتے ہیں کہ اگر امام کے کپڑے پلید ہوں۔ تو چاہے وہ عالم و اعلم اور بہت بڑا مدرس بھی کیوں نہ ہو۔ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ کیوں؟ مرد

Marfat.com

اس لئے کہ اس کے کپڑے پلید ہیں۔ تو بھائیو! جس کا دل ہی بدعقیدگی کی نجاست سے ملوث ہو۔ اس کے پیچھے نماز کیسے ہو سکتی ہے؟ بھائیو یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ شریعت ہی کا یہ ارشاد ہے۔ نماز اور با جماعت نماز کوئی معمولی چیز نہیں۔ کہ آگے کوئی بھی کھڑا ہو جائے۔ ٹھیک ہے۔ خوب یاد رکھئے۔ امام کا خوش عقیدہ اور متبع سنت ہونا ضروری ہے۔ بھائیو! حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ایک واقعہ سنو۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ ایک شخص نے جماعت کراتے ہوئے قبلہ شریف کی طرف منہ کرکے تھوک دیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ آپ نے اس کے مقتدیوں سے فرمایا۔

لَا یُصَلِّیْ لَکُمْ

آئندہ یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔ یعنی اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔ اس کے بعد جب وہ امام پھر نماز پڑھانے لگا۔ تو لوگوں نے اُسے امامت سے منع کر دیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اُسے سنا دیا۔ وہ شخص حضور علیہ السلام کے پاس آیا۔ تو پوچھنے لگا۔ کہ حضور! آپ نے کیا میرے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا ہے؟ فرمایا۔ ہاں!

اِنَّکَ قَدْ اٰذَیْتَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۶۳)

تو نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔

بھائیو! قبلہ کی طرف صرف تھوکنے والے کے پیچھے حضور نے نماز پڑھنے سے روک دیا۔ تو پھر غور کیجئے۔ کہ اگر ایک شخص سراپا بے ادب ہو۔ اور قبلہ و اہل قبلہ پر شرک و بدعت کی تھوک تھوکنے کا عادی ہو۔ اس کے پیچھے نماز کیسے درست ہو

Marfat.com

سکتی ہے ؟

پس اے میرے بھائیو ! نماز باجماعت پڑھو۔ اور اپنا امام وہ بناؤ۔ جو واقعی اپنا ہو۔ ورنہ ثوابِ جماعت تو بر طرف۔ نماز ہی کی خیر نہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

اس کے بعد دوسری اذان اور

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءَ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَزَیَّنَهَا بِالنُّجُوْمِ وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِحُسْبَانٍ ۔ وَبَسَطَ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّمِهَادًا وَّزَیَّنَهَا بِالزَّرْعِ وَالزَّیْتُوْنِ وَالْاَعْنَابِ وَالرَّیْحَانِ ۔ نَحْمَدُہٗ عَلٰٓی اَنْ خَلَقَنَا فَحَسَّنَ صُوَرَنَا وَجَعَلَ سِیَرَنَا وَجَعَلَنَا مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ ۔ وَنَشْکُرُہٗ عَلٰٓی اَنْ اَظَلَّ عَلَیْنَا

Marfat.com

شَهْرَ رَمَضَانَ۔ وَمَآ اَدْرَاكَ مَا شَهْرُ رَمَضَانَ
شَهْرٌ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ لِلصَّائِمِيْنَ
وَتُغْلَقُ اَبْوَابُ النَّارِ عَلٰٓى اَهْلِ الْعِصْيَانِ۔
نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا
شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا ضِدَّ لَهٗ وَلَا نِدَّ لَهٗ فِى
السُّلْطَانِ۔ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ شَفِيْعُ الْعُصَاةِ يَوْمَ الْمَحْشَرِ
سَيِّدُ الْاِنْسِ وَالْجَآنِّ
اَمَّا بَعْدُ

فَيَآ اَيُّهَا الثَّقَلَانِ۔ وَيَآ اَيُّهَا الْاِخْوَانُ وَ
الْخُلَّانُ۔ هٰذَا شَهْرٌ عَظِيْمٌ قَدْرُهٗ۔ فَخِيْمٌ
فَخْرُهٗ۔ قَدْ اَظَلَّ عَلَيْكُمْ ثُمَّ اَذْنَكُمْ
بِقُرْبِ الرَّحِيْلِ۔ وَمَا بَقِىَ مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ
مِنَ الزَّمَانِ۔ وَقَدْ ذَهَبَ مِنْكُمْ اَوَّلُهٗ
وَاَوْسَطُهٗ۔ وَجَآءَكُمْ اٰخِرُهٗ۔ اَوَّلُهٗ مَغْفِرَةٌ

وَاَوْسَطُهٗ رَحْمَةٌ. وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِنَ النِّيْرَانِ.
فِيْهِ لَيْلَةُ الشَّرَفِ وَالْقَدْرِ. وَاللّٰهِ لَهِيَ خَيْرٌ
مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ. مَنْ قَامَهَا اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا
غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنَ الْعِصْيَانِ. فِيْهِ يُوَفَّى
الصَّابِرُوْنَ اُجُوْرَهُمْ وَيُغْفَرُ الْقَائِمُوْنَ
ذُنُوْبُهُمْ وَتُكْتَبُ لَهُمْ بَرَآءَةٌ مِنَ النِّيْرَانِ
فَهَلْ مِنْكُمْ مَنْ صَامَ عَنِ الْحَرَامِ وَاَفْطَرَ
عَلَى الْحَلَالِ وَهَلْ مِنْكُمْ مَنْ جَاهَدَ فِي
الْحَسَنَاتِ وَاحْتَرَزَ عَنِ الْمَعَاصِيْ وَالطُّغْيَانِ
وَهَلْ مِنْكُمْ مَنْ طَهَّرَ قَلْبَهٗ عَنِ الْحَسَدِ
وَالْبُغْضِ وَالْعَدَاوَةِ. وَنَقَّى صَدْرَهٗ مِنَ
الْعُجْبِ وَالرِّيَا وَالْكِبْرِ وَالْقَسَاوَةِ. وَ
هَلْ مِنْكُمْ مَنْ اَمْسَكَ فِيْ صَوْمِهٖ عَنِ
الْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالنَّمِيْمَةِ. وَغَضَّ
بَصَرَهٗ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمَةِ. وَهَلْ

مِنْكُمْ مَنِ اسْتَغْفَرَ بِالْاَسْحَارِ۔ وَاجْتَهَدَ فِي
تِلَاوَةِ كِتَابِ اللّٰهِ اَنَاءَ اللَّيْلِ وَاَطْرَافَ
النَّهَارِ۔ وَهَلْ مِنْكُمْ مَنْ قَامَ فِي لَيَالِي
رَمَضَانَ هَنِيْئًا لِمَنْ غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ۔ وَ
سُتِرَتْ عُيُوْبُهٗ۔ وَقُضِيَتْ حَاجَتُهٗ۔ وَ
اُجِيْبَتْ دَعْوَاتُهٗ وَكُتِبَ لَهٗ لِقَاءُ الرَّحْمٰنِ
وَطُوْبٰى ثُمَّ طُوْبٰى لِمَنْ صَرَفَ الْاَيَّامَ الْخَالِيَةَ
وَاللَّيَالِيَ الْمَاضِيَةَ فِي الصِّيَامِ وَالْقِيَامِ۔ وَ
اجْتَهَدَ فِي تَرْكِ الْاٰثَامِ وَجَاهَدَ فِي ارْضَاءِ
رَبِّهِ الْمَنَّانِ۔ قُوْلُوْا رَافِعِيْنَ اَكُفَّ السُّؤَالِ
اِلٰى حَضْرَةِ الرَّبِّ الْمُتَعَالِ۔ اَللّٰهُمَّ يَا حَنَّانُ
يَا رَحْمٰنُ۔ يَا دَيَّانُ يَا مَنَّانُ۔ اِنَّا قَدِ
امْتَثَلْنَا اَمْرَكَ وَتَجَنَّبْنَا نَهْيَكَ وَصُمْنَا
الْاَيَّامَ وَقُمْنَا لَيَالِيَ رَمَضَانَ۔ وَنَحْنُ
عِبَادُكَ الْعُصَاةُ الْمُجْرِمُوْنَ قَدْ فَارَتْ

Marfat.com

ذُنُوْبَنَا عَلٰى حَسَنَاتِنَا وَعَلَتْ سَيِّئَاتِنَا عَلٰى طَاعَاتِنَا
وَاَنْتَ رَبُّنَا وَغَافِرُنَا وَرَاحِمُنَا فَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا
فَمَنْ يَّغْفِرُنَا وَاِنْ لَّمْ تَرْحَمْنَا فَمَنْ يَّرْحَمُنَا
وَاِنْ تَطْرُدْنَا فَمَنْ يُّقَرِّبُنَا وَاِنْ تُبَعِّدْنَا
فَمَنْ يُّؤْوِيْنَا فَلَا تُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا وَ
اغْفِرْ لَنَا مَا قَدَّمْنَا وَمَآ اَخَّرْنَا وَمَآ اَسْرَرْنَا
وَمَآ اَعْلَنَّا وَمَآ اَظْهَرْنَا وَمَآ اَخْفَيْنَا وَ
اكْتُبْ لَنَا بَرَآءَةً مِّنَ النِّيْرَانِ۔
بَارِكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ
اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھئے

Marfat.com

عید الفطر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِہِ الْمُصْطَفٰی۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ مَصَابِیْحِ الدُّجٰی
وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی۔

اَمَّا بَعْدُ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِھِمْ یَعْنِیْ یَوْمُ فِطْرِھِمْ
بَاھٰی بِھِمْ مَلَائِکَتَہٗ

(مشکوٰۃ شریف ص۱۷۲)

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عید الفطر کے دن اللہ تعالیٰ اپنے ذاکر بندوں کے ساتھ فرشتوں میں مفاخرت فرماتا ہے

حضرات! خدا کا ہزار بار شکر ہے۔ کہ اس نے ہمیں رمضان شریف کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور آج ہم اللہ تعالیٰ کی اسی نعمت کا شکر ادا کرنے کو یہ روز عید منا رہے ہیں۔

بھائیو! یہ دن بڑا ہی مبارک اور اہم ہے۔ ہم اس روز اپنے

Marfat.com

اللہ سے بہت کچھ حاصل کریں گے۔ اور مہینہ بھر روزے رکھنے کے بعد اپنے مالک حقیقی سے لازوال انعام پائیں گے۔ میرے دوستو! میں نے جو حدیث پاک پڑھی ہے۔ یہ ایک بڑی طویل حدیث کا ایک حصہ ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ رمضان شریف گذر جانے کے بعد جب عید کا دن آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ فرشتوں میں مفاخرت فرماتا ہے۔ اور فرشتوں سے فرماتا ہے۔

یَا مَلَائِکَتِیْ مَا جَزَاءُ اَجِیْرٍ وَفّٰی عَمَلَهٗ

"اے میرے فرشتو! اُس مزدور کا بدلہ کیا ہے۔ جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ الٰہی! اس کا تو بدلہ یہی ہے کہ اس کے کام کی پوری پوری مزدوری دی جائے۔ یہ جواب سن کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو! میرے بندوں نے وہ کام پورا کر دیا۔ جو میں نے اُن پر فرض کیا تھا۔ اب یہ دعا کے لئے نکلے ہیں اور اپنی آوازیں اور ہاتھ بلند کر کے مجھ سے مغفرت طلب کر رہے ہیں۔ مجھے میری عزت و جلال کی قسم! میں ان کی دعائیں ضرور سنوں گا پھر فرماتا ہے۔ جاؤ میرے بندو! میں نے تمہارے گناہ معاف فرما دیئے۔ اور تمہاری خطائیں نیکیوں سے بدل ڈالیں"

بھائیو! یہ مفصل حدیث مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۱۷۴ پر موجود ہے۔ اندازہ کیجئے۔ کہ یہ روز سعید کتنا مبارک روز ہے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ یہ دن صرف اچھے کھانوں۔ نئے لباس۔ اور عطر و گلاب لگانے۔ خوشبو سونگھنے۔ ظاہری زیب و زینت دکھانے ہی کا دن نہیں۔ اور صرف اپنی باتوں کا نام عید نہیں۔ بلکہ باطنی خشوع و خضوع اور روحانی تطہیر۔ گناہ کی آلائشوں سے صفائی۔ ترک معاصی۔ غربا و مساکین اور یتیموں بیواؤں کی اعانت

Marfat.com

اور اللہ کی رضا جوئی یہ باتیں بھی پیش نظر ہونی چاہئیں۔ بغیر ان باتوں کے عید برائے نام عید ہوگی۔ بلکہ سچ پوچھئے۔ تو ان باتوں کے بغیر روزِ عید روز عید نہیں بلکہ روزِ وعید بن جاتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدِ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِیْدِ

یعنی عید اس کی نہیں۔ جس نے نئے کپڑے پہن لئے۔ عید اُس کی ہے۔ جو خدا کے عذاب سے ڈرا۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا !
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَرَکَ الْخَطَایَا !

عید اس کی نہیں۔ جو مختلف سواریوں پر سوار ہوا۔ عید اس کی ہے۔ جس نے گناہوں کو چھوڑا۔

قطعۂ عید حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے چند بچوں نے عید سے ایک روز قبل درخواست کی۔ کہ ہمیں کوئی قطعۂ عید لکھ دیجئے۔ تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حسب ذیل رباعی لکھ کر دی ؎

خلق گوید کہ فردا روزِ عید است
خوشی در روحِ ہر مومن پدید است
دراں روزے کہ با ایماں بمیرم
مرا در مکسبِ خود آں روز عید است

یعنی لوگ کہہ رہے ہیں۔ کہ کل عید کا روز ہے۔ مگر میں تو جس روز ایمان سلامت لے کر جہان سے اٹھوں گا۔ میرے لئے وہ روز روزِ عید ہوگا۔

سبحان اللہ! کیا بات ارشاد فرمائی۔ کہ اگر ایمان ہی سلامت

نہیں۔ تو کیسی عید؟ میرے بزرگو! عید کا روز اپنے گناہوں کی معافی کا روز ہے۔ اس روز فضول خرچیوں اور دیگر منہیاتِ شرعیہ کا ارتکاب کر کے اس روز کو اپنے لئے وعید کا روز نہ بنا لو۔

بظاہر اچھے اور اُجلے کپڑے پہن لئے مگر دل اگر برا اور گناہوں کی میل سے گندہ ہو۔ تو یہ اُجلے کپڑے بالکل ایسے ہی سمجھئے۔ جیسے کسی نجاست پر چاندی کا ورق چپکا دیا جائے۔ مزہ تو جب ہے۔ کہ ظاہر کی طرح باطن بھی صاف ستھرا ہو۔

اِسلامی عید

میرے بھائیو! ہماری عید دوسرے لوگوں کی دُنیوی عیدوں کی طرح کی عید نہیں ہے۔ اسلامی عید ایک نہایت بلند تخیل پر مبنی ہے۔ اسلام کی دیگر خوبیوں کے علاوہ یہ موقعہ بھی دین کی عظمت و برتری کے اظہار کا موقعہ ہوتا ہے۔ اس جشنِ مسرت کو مسلمان دیگر اقوام کی طرح لہو و لعب اور لغویات و خرافات میں نہیں گذارتے۔ بلکہ احکام خداوندی کی بجا آوری کے شکریہ میں سارے شہر اور قرب و جوار کے مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو کر اور ایک امام کے پیچھے اپنے معبود حقیقی کے سامنے سرِ نیاز جھکا دیتے ہیں۔ اور سب ایک ہی جذبہ اور ایک ہی سرور میں مست ہوتے ہیں۔ اور صرف اپنے اللہ کی خوشنودی و رضا جوئی پیشِ نظر ہوتی ہے۔ ہماری عید کو لہو و لعب اور خرافات و لغویات سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ عید اپنے اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اور سچ پوچھئے۔ تو یہ عید کا روز در اصل روزہ داروں کے لئے عید کا روز ہے۔ روزہ دار مہینہ بھر اللہ کی اطاعت میں مشغول رہ کر اس روز اپنے اللہ سے اجر پاتے ہیں۔ چنانچہ شاعر لکھتا ہے۔ ؎

عید خدا کے پیاروں کی ہے یعنی روزہ داروں کی ہے

Marfat.com

سب محنت منظور ہوتی ہے ہر کوشش منظور ہوتی ہے
قرض ادا بندوں کے سر سے
داد ملی اللہ کے گھر سے

روح کی صفائی

میرے بھائیو! مہینہ بھر کے روزوں سے روح کو صفائی حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح کپڑے کو گرم پانی اور صابن سے صاف کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بھوک پیاس کی آگ اور تقویٰ و پرہیزگاری کے صابن سے مہینہ بھر میں یہ روح چمک اٹھتی ہے۔ اور روزہ دار کا باطن صاف اور اُجلا ہو جاتا ہے اور چونکہ اسلام ظاہر و باطن دونوں کی صفائی پر زور دیتا ہے۔ اس لئے عید کے روز حکم ہے۔ کہ تمہارا باطن صاف اور ستھرا رہے۔ تو آج ظاہر بھی خوب صاف اور ستھرا رکھو۔ نہاؤ۔ نئے کپڑے پہنو۔ خوشبو لگاؤ۔ اور عیدگاہ میں اپنے ظاہر و باطن کی یکسانیت کا مظاہرہ کرو۔ اور ظاہر خوشنما بنا کر عیدگاہ کی طرف چلو۔ تو اپنے باطن کی نورانیت کا بھی اعلان کرتے چلو۔ اور یوں کہتے ہوئے نکلو۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ

میرے بھائیو! اس روز مسلمان جب اس شان سے نکلتے ہیں تو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی یہ ظاہر و باطن کی نورانیت دیکھ کر فرشتوں میں مفاخرت فرماتا ہے۔ کہ اے میرے فرشتو! دیکھ لو۔ یہی وہ میرے بندے ہیں۔ جن کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کے وقت تم نے کہا تھا۔ کہ اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا (الآیۃ) اور میں نے فرمایا تھا۔ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ میرے علم میں یہی نظارے، اور میرے بندوں کی یہی ظاہر و باطن کی نورانیت تھی۔

Marfat.com

صدقۂ فطر حضرات! اسلام میں امیروں کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ غریبوں کا خیال رکھیں۔ عید کے روز جہاں امیر لوگ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے طرح طرح کے نئے کپڑے سلواتے اور قسم قسم کی غذائیں کھاتے ہیں۔ وہاں غریبوں کے دل بھی اپنے اور اپنے بچوں کے لیے بیقرار رہتے ہیں۔ اور وہ بھی عید کی خوشیاں منانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عید کے روز ان لوگوں پر جن پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اسلام نے صدقہ فطر واجب کر دیا ہے۔ اور اس روز ہر صاحبِ نصاب پر اس کے گھر کے ہر فرد کی طرف سے سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت غریبوں کو دینا لازم ہے۔ اس کا اس قدر تاکیدی حکم ہے۔ کہ حضور صلے اللہ و علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صدقہ فطر ادا نہ کیا۔ اس کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان لٹکے رہتے ہیں۔" بھائیو! صدقہ فطر سے ایک تو اپنے روزے مقبول ہو جاتے ہیں۔ اور روزے میں جو کوئی لغزشیں ہو چکی ہیں۔ وہ معاف ہو جاتی ہیں۔ دوسرے غریبوں کے لئے بھی عید کی خوشیوں میں شرکت کرنے کا سامان مہیا ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ! حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد میں دین و دنیا کی حکمتیں مضمر ہوتی ہیں۔

گلے ملنا میرے بھائیو! عید کے روز مسلمان ایک دوسرے سے معانقے کرتے اور گلے بھی ملتے ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ مگر آپ سن چکے۔ کہ اس روز مسلمان کا باطن بھی صاف ستھرا ہوتا ہے۔ اور جسم بھی۔ اور اگر اندر سے گندہ ہو۔ تو باہر کی صفائی کا کیا فائدہ۔ بالکل اسیطرح گلے ملنے کا فائدہ اسی صورت میں ہے جبکہ دل بھی مل جائیں۔ اگر دل نہ ملے۔ تو سینے سے سینہ ملا لینے

Marfat.com

کا کیا فائدہ ؟ ؎

بڑھ پڑھ کے دوگانہ عید کا جب آپس میں مسلماں ملتے ہیں
الفت کی ہوائیں چلتی ہیں اخلاق کے غنچے کھلتے ہیں
جو عید ہماری ظاہر ہے وہ عید ہماری باطن ہو
اس شان سے یارب دل بھی ملیں جس شان سے سینے ملتے ہیں

لطیفہ بھائیو! اگر گلے سے گلا اور سینے سے سینہ ملا لیا۔ مگر دل میں وہی بغض و کینہ باقی رہا۔ تو اس گلے ملنے کا کیا فائدہ؟ یہ تو پھر وہی بات ہو جائے گی۔ جو کسی گاؤں میں واقع ہوئی تھی۔ کسی گاؤں کے کنوئیں میں کتا گر گیا۔ اور مر گیا۔ لوگوں نے مولوی صاحب سے فتویٰ پوچھا۔ کہ کیا کیا جائے۔

تو مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ سارا پانی نکالو۔ چنانچہ لوگوں نے سارا پانی نکال دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد کنوئیں سے پانی نکال کر مولوی صاحب کے پاس گئے۔ اور کہا۔ کہ حضور! اب تو کنواں پاک ہو گیا۔ پہلے آپ یہ پانی پئیں مولوی صاحب نے دیکھا۔ کہ پانی میں بال تھے۔ پوچھا۔ یہ بال کس چیز کے ہیں؟ وہ بولے۔ اسی کتے کے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ تو کتا کہاں ہے؟ بولے اسی کنوئیں میں۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کمبختو! کتا نہیں نکالا؟ وہ بولے۔ مولوی صاحب! آپ نے کتے کا لفظ کہا تھا۔ آپ نے تو صرف پانی کا کہا تھا۔ کہ پانی نکال دو۔ ہم نے پانی نکال دیا ہے۔ اور کتا تو اندر ہی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ بیوقوفو! کتا اگر اندر ہی ہے تو پانی چاہے ہزار بار نکالو۔ کنواں پاک نہ ہوگا۔ بھائیو! اسی طرح بغض و کینہ کا کتا اگر سینہ کے اندر ہی رہا۔ تو گلے سے گلا ہزار بار ملا لو۔ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

Marfat.com

کنواں پاک کرنا ہے۔ تو کتا پہلے نکالو۔ پھر پانی نکالو۔ یونہی دل صاف کرنا ہے۔ تو بغض وعناد کا کتا پہلے نکالو۔ پھر گلے ملو۔ خوب یاد رکھو۔ کہ ؎

انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا !!
جس سینہ میں کینہ ہو وہ سینہ نہیں اچھا

ایک فارسی شاعر لکھتا ہے۔ ؎

خواہی کہ شود دلِ تو چو آئینہ
نہ چیز بروں کن ز درونِ سینہ
حرص و امل و دروغ و غیبت
بخل و حسد و ریاء کبر و کینہ

یعنی اپنا دل اگر آئینہ کی مانند صاف رکھنا چاہو۔ تو اس میں سے نو چیزیں نکال دو۔ حرص۔ خواہش بد۔ جھوٹ۔ چغلی۔ بخل۔ حسد۔ ریا۔ تکبر۔ اور کینہ۔

فضول خرچی

میرے بھائیو! اس روز آجکل کے مسلمان فضول خرچی بہت کرنے لگتے ہیں۔ یہ بات بہت بری ہے۔ فضول خرچ آدمی کو خدا تعالیٰ نے شیطان کا بھائی قرار دیا ہے افسوس کہ آجکل عید کا روز لہو و لعب کا دن سمجھ لیا گیا ہے۔ اور ناعاقبت اندیش افراد اس روز پیسہ خوب اڑاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ سینما والے بھی یہ روش دیکھ کر عید کے روز دو دو شو اور بڑھا دیتے ہیں۔ اور اشتہاروں میں لکھتے ہیں۔ عید کی خوشی میں چار شو۔ افسوس! صد افسوس! شریعت تو فرمائے کہ ہر روز پانچ نمازیں۔ اور عید کی خوشی میں چھ نمازیں۔ مگر نئی تہذیب پکاری کہ ہر روز دو شو۔ اور عید کی خوشی میں چار شو، ؎

Marfat.com

ہیں خوشی ہیں عید کی کیوں چلد شو
خوابِ غفلت تا بہ کے بیدار شو

ہاں تو بھائیو! فضول خرچی سے بچو۔ اور اپنے اللہ کو جس نے یہ دن عطا فرمایا ہے۔ نہ بھولو۔ ؎

ہے از بر کُلُوا بھی تجھے وَاشْرَبُوا بھی
کبھی یاد آیا ہے لَا تُسْرِفُوا بھی
خدا اپنے بندوں سے غافل نہیں ہے
نہ بھولا جو تجھ کو نہ بھول اس کو تو بھی

سوّیاں میرے بزرگو! اس روز اگر خدا نے توفیق دے رکھی ہو۔ تو سویاں پکانے میں کوئی حرج نہیں۔ پکاؤ اور کھاؤ کھلاؤ ہمارے ہاں یہ رسم ہے کہ بالعموم لوگ سویاں پکاتے۔ خود کھاتے اور دوست احباب کو کھلاتے ہیں۔ اس میں ہرگز کوئی بری بات نہیں۔ اور اگر اسے بدعت کہا جائے۔ تو پھر کیا اس روز کوئی چیز پکانے کی اجازت بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں۔ تو پھر عید کیسی ۳۱ واں روزہ ہی ہُوا۔ جو بدعت کہنے والے ہی کے لئے ہوگا۔ اور اگر ہے — تو جس طرح وہ چیز پکانا بدعت نہ ہوگی۔ اسیطرح سوّیاں پکانا بھی بدعت نہیں۔

آجکل کچھ عجیب سے خیالات نکل آئے ہیں۔ نماز عید کے بعد معانقہ کرنا بھی بڑی اچھی بات ہے۔ اگر کسی کے خیال میں یہ بات بھی بدعت ہو۔ تو پھر ہمارے خیال میں اس کا خیال یہ ہوگا کہ عید کے بعد گلے تو نہ ملا جائے۔ ہاں یہ اُسے ایک چپت رسید کرے۔ اور وہ اِسے دو گھونسے لگائے۔ نماز پڑھنے کے بعد بس ہر طرف عداوت ہی عداوت نظر آنے لگے۔ معانقہ مصافحے تو بجت

Marfat.com

کی علامت ہیں۔ اور یہ باتیں تو ہو گئیں بدعت۔ پھر بدعت سے بچنے کے لئے سوائے عداوت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ ایسے خیالوں سے محفوظ رکھے۔ اور اس روز ہر طرف محبت ہی محبت نظر آئے۔ اور آپس میں یہ محبت مسلمانوں کے دلوں میں مستقل ہو جائے۔ آمین ؂

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

اس کے بعد نماز عید اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْاَکْبَرُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْمَجِیْدِ۔ اَلْوَلِیِّ الْحَمِیْدِ ذِی الطَّوْلِ وَالْجُوْدِ فِی الْقَدِیْمِ وَالْجَدِیْدِ اَشْھَدُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَھُوَ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالتَّمْجِیْد۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَعَزَّنَا بِشَھْرِ رَمَضَانَ شَھْرِ الرَّحْمَۃِ وَالْغُفْرَانِ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ مَنْ صَامَ وَقَامَ فِیْ اَیَّامِہٖ وَلَیَالِیْہِ اِسْتَحَقَّ الثَّوَابَ الْمَزِیْد۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالتَّمْجِیْد۔ سُبْحَانَہٗ مَا اَعْظَمَ شَانَہٗ وَعَمَّ لِلصَّائِمِیْنَ وَالْقَائِمِیْنَ النَّجَاۃَ مِنْ مَھَالِكِ یَوْمِ الْوَعِیْد۔ قَائِلٌ وَّلَدَیْنَا مَزِیْد۔ کَیْفَ اَشْکُرُہٗ وَکَیْفَ لَآ اَشْکُرُہٗ عَلٰی مَا اَعَادَ عَلَیْنَا عَوَائِدَ الْاِحْسَانِ وَاَظَلَّ عَلَیْنَا یَوْمَ الْعِیْدِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالتَّمْجِیْدُ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ

Marfat.com

وَرَسُوْلُهُ الَّذِیْ هَدَی الْخَلْقَ اِلَی الصِّرَاطِ
الْمُسْتَقِیْمِ۔ وَاَخْرَجَهُمْ مِنْ شَفَا حُفْرَةِ
النَّارِ اِلٰی دَارِ النَّعِیْمِ۔ وَتَکَفَّلَ لِشَفَاعَةِ
الْعُصَاةِ یَوْمَ الْوَعِیْدِ۔ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
عَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلٰوةً دَائِمَةً لَا تَنْقَطِعُ
وَلَا تَبِیْدُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
وَالتَّمْجِیْدُ۔ وَبَعْدُ فَیَا اَیُّهَا الْاَکْیَاسُ
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔ قَدْ اَظَلَّکُمْ یَوْمٌ
الْعِیْدِ۔ یَوْمُ الْفِطْرِ مِنَ الصِّیَامِ۔ وَالتَّوْبَةِ
مِنَ الْاٰثَامِ۔ یَوْمُ السُّرُوْرِ وَالْفَرْحَةِ وَ
الْاِنَابَةِ۔ تَتَنَزَّلُ فِیْهِ مَلَائِکَةُ الرَّحْمَةِ
مِنَ السَّمَاوَاتِ لِمُعَایَنَةِ عِبَادَاتِ الْعَبِیْدِ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاجْتَهِدُوْا فِی الْعِبَادَةِ طَلَبًا
لِلْحُسْنٰی وَالزِّیَادَةِ۔ وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ مِنْ

Marfat.com

كُلِّ ذَنْبٍ قَدِيْمٍ وَّجَدِيْدٍ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ
اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
وَالتَّمْجِيْدُ. وَاعْلَمُوْا لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ نَسِيَ
الْعُقْبٰى وَاٰثَرَ الدُّنْيَا وَاشْتَغَلَ بِاَسْبَابِ
الْمَسَرَّةِ الْمُضِلَّةِ كَاشْتِغَالِ فِرْعَوْنَ وَ
الْوَلِيْدَ. اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ هَجَرَ مَا نَهٰى عَنْهُ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ. يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ فِيْ لِلّٰهِ
عِزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَخَلَفًا مِنْ كُلِّ
فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْا وَاسْتَغْفِرُوْهُ
وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَتِهٖ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ التَّوَّابُ
الْحَمِيْدُ. بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. اِنَّهٗ
تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر دوسرا خطبہ

عید الفطر کا دوسرا خطبہ صفحہ ۱۳ پر درج ہے
وہاں سے پڑھئے

عربی خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ
مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ
بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَ
الْمَسَاکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَابْنِ
السَّبِیْلِ۔ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ
مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ہ (پ۵ ع۳)

اور اللہ کی بندگی کرو۔ اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ۔ اور
ماں باپ سے بھلائی کرو۔ اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور
محتاجوں، اور پاس کے ہمسائے اور دُور کے ہمسائے، اور

Marfat.com

کروٹ کے ساتھی، اور راہ گیر، اور اپنے باندی غلام سے۔
بیشک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

خطبہ کا ۱ — آج میں نے قرآن پاک کی جو آیاتِ شریفہ پڑھی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں حقوق اسلام کا ذکر فرمایا ہے۔ مسلمان پر بہت سے حقوق ہیں۔ کچھ اللہ تعالیٰ کے، اور کچھ بندوں کے۔ آیاتِ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حقوق کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ "اللہ کی بندگی کرو" اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ گویا بندے پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے۔ اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائے۔

بھائیو! خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہی اس لائق ہے۔ کہ اس کی عبادت کی جائے۔ خدا تعالیٰ کے ہم پر بڑے بڑے اور بے شمار احسان ہیں۔ اور یہ اسی کی مہربانی اور لطف و کرم ہے۔ کہ ہم نیستی سے ہستی میں آئے۔ اور "نہ" سے "ہاں" ہوئے۔ "کچھ بھی" نہ تھے۔ اور "کچھ" ہو گئے۔

انسان کی پیدائش

خدا تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا۔ یعنی انسان پر ایک ایسا وقت بھی گذرا ہے جبکہ وہ کوئی قابلِ ذکر شئی نہ تھا۔" (پ ۲۹ ع ۱) واقعی ایک وقت ایسا تھا جبکہ حضرت انسان کا صفحہ ہستی پر نام و نشان تک نہ تھا۔ تعلقات و علائق دنیا سے بے خبر اور ایسا گمنام و بے نشان تھا۔ کہ فرشتوں کو بھی اس کے وجود اور اس کے کارناموں کا کوئی علم نہ تھا۔ یہ تو محض اللہ کا کرم ہے۔ کہ وہ اس بے نشان کو عالم ظہور میں لایا۔ اور اسے طرح طرح کے انعامات سے مشرف فرمایا۔ انسان کی پیدائش کا حال خدا تعالیٰ نے دوسری آیات میں اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

Marfat.com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ. ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ. ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا. ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

(پ ۱۸ ع ۱) "اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا ہے اور پھر ہم ہی نے اُسے ایک محفوظ جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم ہی نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا. اور پھر ہم نے لوتھڑے کا مضغہ (یعنی بندھی بوٹی) بنایا. پھر ہم ہی نے مضغہ کی ہڈیاں بنائیں. پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت مڑھا. پھر ہم ہی نے اس کو بالکل دوسری مخلوق بنا دیا. پس خدا بڑا ہی بابرکت ہے. جو سب بنانے والوں میں بہتر بنانے والا ہے"

حضرات! ان آیات شریفہ کی طرف دیکھئے. اور غور فرمایئے کہ انسان کی حقیقت کیا ہے. اور اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے فضل و کرم سے ایک بے نشان کو خلعتِ وجود سے نوازا ہے. اور پھر پیدا فرمانے کے بعد اس پر کس قدر انعامات کی بارش فرماتی ہے. باوجود اس حقیقت کے اگر کوئی شخص اپنے خالق و مالک کو نہ پہچانے. اور اس کی عبادت نہ کرے. تو اس کی گمراہی و حماقت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے. خدا تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے:-

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ. "اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو. جس نے تمہیں پیدا کیا. اور تم سے پہلوں کو بھی پیدا کیا".

خدا تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں صاف فرمایا ہے. کہ چونکہ میں

Marfat.com

تمہارا پیدا کرنے والا ہوں۔ اس لئے میری عبادت کرو۔ بھائیو! عقل سلیم کا بھی یہ فتویٰ ہے۔ کہ اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کی جائے اور اُسے فراموش نہ کیا جائے۔

حکائیت مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں ایک حکائیت لکھی ہے۔ فرماتے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کو حضرت ایاز سے بڑا پیار تھا۔ اور ایاز اپنے حسن اخلاق کی بنا پر بہت بڑے عہدے پر فائز ہو چکے تھے۔ حضرت ایاز کے اس منصب کو دیکھ کر اراکین سلطنت میں ان کے کچھ حاسد بھی پیدا ہو گئے۔ حضرت ایاز میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ جن کے باعث حضرت سلطان محمود ان کے گرویدہ تھے۔ لوگ ایاز کے حاسد تھے۔ مگر ایاز کسی کا برا نہیں چاہتے تھے۔ اور بھائیو! ہونا بھی ایسا ہی چاہئے۔ حاسد بچارہ اپنی آگ میں آپ جلتا ہے۔ اور دوسرے کی عظمت دیکھ کر کڑھتا ہے۔ حالانکہ ایک سچے مسلمان کا شیوہ یہ ہونا چاہئے۔ کہ کسی بھائی کی عظمت دیکھ کر خوش ہو۔ اور بجائے اس کے کہ اس کی عظمت کے زوال کی تمنا کرے۔ خود اپنے لئے بھی عظمت کے حصول کی دُعا کرے۔ اور کوشش کرے۔ کہ اللہ اُسے بھی عظمتوں سے نوازے یعنی کسی بھائی کی عظمت دیکھ کر رشک کرے۔ حسد نہ کرے۔ رشک کا یہ معنیٰ ہے۔ کہ اگر کسی بھائی کے پاس کار دیکھے۔ تو ہمت کرے اور دعا کرے۔ کہ مجھے بھی ایسی کار مل جائے۔ مگر حسد کا معنیٰ یہ ہے۔ کہ تمنا یہ کرے۔ کہ الٰہی! مجھے بھی کار دے یا نہ دے۔ مگر اس کا بیڑہ غرق کر۔ اور اسے کار سمیت کسی گڑھے میں پھینک۔ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ نے حضرت ایاز کی خوبیاں ظاہر کرنے کے لئے ایک بار بھرے دربار میں زمین پر دو برابر کی اور یکساں لکیریں کھینچیں۔ اور

Marfat.com

درباریوں سے کہا۔ کہ تم میں کوئی ہے۔ جو ان دو برابر اور یکساں لکیروں میں سے ایک لکیر کو دوسری لکیر سے چھوٹا کر دے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ دونوں لکیروں میں سے کسی ایک لکیر کے کسی حصے کو مٹایا نہ جائے اور اُسے دوسری لکیر سے چھوٹا بھی کر دکھایا جائے۔ اگر ایسا کوئی کر سکتا ہے۔ تو اٹھے۔ سب نے عرض کی۔ حضور! یہ تو مشکل ہے۔ کہ دو یکساں لکیروں میں سے ایک لکیر کا کچھ حصہ مٹائے بغیر اُسے چھوٹا کر دکھایا جائے۔ سلطان محمود نے فرمایا۔ مگر یہی مشکل کام انشاء اللہ ایاز کر دکھائے گا۔ چنانچہ حضرت ایاز سے کہا گیا۔ کہ لو تم ان دونوں برابر کی لکیروں میں سے ایک کا کچھ حصہ مٹائے بغیر اُسے دوسری سے چھوٹی کر دکھاؤ۔ حضرت ایاز اٹھے۔ اور انہوں نے بجائے اس کے کہ ایک لکیر کا کچھ حصہ مٹائے۔ دوسری لکیر کو اور بھی زیادہ لمبا کر دیا۔ اب اس طرح دوسری لکیر اس سے چھوٹی ہو گئی۔ حضرت سلطان محمود نے فرمایا۔ دیکھا تم نے۔ یہ ہے خوبی ایاز میں۔ کہ یہ کسی کا نقصان، اور گھاٹا نہیں چاہتے۔ بلکہ بڑائی ہی چاہتے ہیں۔ مگر تم دوسروں کا نقصان چاہتے ہو۔

سبحان اللہ! کیا اچھی بات ہے۔ اگر یہی بات سب مسلمانوں میں پیدا ہو جائے۔ تو ہماری کایا ہی پلٹ جائے۔

ہاں تو یہی حضرت ایاز ہر روز صبح شہر سے باہر نکل جایا کرتے تھے اور شہر سے دور ایک مقفل مکان کو کھول کر اس کے اندر داخل ہو جایا کرتے تھے۔ اور کچھ وقت اندر رہ کر پھر باہر نکل آیا کرتے۔ اور مکان کو مقفل کر کے واپس آجایا کرتے تھے۔ آپ کے حاسدوں کو اور تو کوئی بات نظر نہ آئی۔ یہی ایک بات لے کر سلطان محمود تک پہنچے اور کہنے لگے۔ حضور! یہ ایاز جس کو آپ نے اتنا سر چڑھا رکھا ہے۔ ہر روز

شہر سے باہر ایک مکان میں جاتا ہے۔ اور وہ مکان ہر وقت مقفل رہتا ہے۔ یہ اسے کھول کر اندر جاتا ہے۔ اور کسی کو ساتھ اندر نہیں جانے دیتا۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ اُس میں اِس نے کوئی آپ سے بھی پوشیدہ طور پر خزانہ دبا رکھا ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے ہر روز وہاں جاتا ہے۔ آپ اس کی تحقیق کریں۔ ؎

بادشاہ سن کے یہ حیراں رہ گیا
حکم اک سردار کو فوراً دیا
جا ابھی اور قفل حُجرہ توڑ کے
یاں اٹھا لا جو وہاں تجھ کو ملے

چنانچہ ایک سپاہی اس مکان میں گیا۔ اور قفل توڑ کر اندر گیا تو اُسے ایک گٹھڑی نظر آئی۔ وہ گٹھڑی بادشاہ کے حضور پیش کی گئی بادشاہ نے بھرے دربار میں حکم دیا۔ کہ کھولو اس گٹھڑی کو۔ اور دیکھو اس میں کیا ہے؟ ؎

کھولی گٹھڑی دیکھتے ہیں اس میں کیا
گھاس کی پاپوش کمبل کی قبا
تھیں پرانی جوتیاں ٹوٹی ہوئی
اور قبا پر تہ چڑھی تھی میل کی

سارا دربار یہ قصہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ گٹھڑی میں سے گھاس کی پرانی جوتیاں اور ایک بوسیدہ قبا نکلی۔ یہ قصہ دیکھ کر بادشاہ بھی حیران رہ گیا۔ اور حضرت ایاز سے پوچھا۔ کہ ایاز! یہ کیا قصہ ہے؟ ؎

دست بستہ عرض کی اس نے شہا
تھی یہی پوشاک جب گھر سے چلا

Marfat.com

دیکھتا ہوں اس کو ہر روز ایک بار
تا نہ بھولوں اپنا میں اصل و تبار
مہربانی شہ کی اُن کو دیکھ کر
سوگنی آتی ہے آنکھوں میں نظر

یعنی حضور! میں جب گھر سے چلا تھا۔ تو میرا یہی لباس تھا۔ پھٹا پرانا اور بوسیدہ۔ معمولی سی قبا اور ٹوٹی پھوٹی جوتیاں۔ یہ تو سارا کرم حضور آپ کا ہے۔ جو میں اس درجہ تک آ پہنچا ہوں۔ اور شاہی لباس پہننے لگا ہوں۔ میں جناب کے احسانات یاد رکھنے کے لئے ہر روز اس اپنے اصلی لباس کو دیکھ لیتا ہوں۔ تاکہ میں اپنی حقیقت کو بھول نہ جاؤں۔ اور آپ کے احسانات ہر وقت میرے پیشِ نظر رہیں۔

سبحان اللہ! کیا سبق آموز حکایت ہے۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے۔ کہ انسان کو بھی اپنی اصل اور حقیقت ہر وقت پیشِ نظر رکھنی چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیئے۔ کہ یہ تھا کیا؟ کچھ بھی نہ تھا۔ اور تھا بھی تو ایک قطرۂ آب۔ یہ تو محض اللہ کا کرم ہے۔ جو اس نے انسان کو اس نیستی اور پستی سے نکال کر اتنی بڑی شرافت و عظمت بخشی۔ اور اس قدر انعامات و احسانات سے نوازا کہ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ کا تاج اسے پہنا دیا۔ اور اپنی خلافت کے لئے چن لیا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

Marfat.com

یہ خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ ھٰذَا الشَّھْرَ مَبْدَأَ الْاِحْرَامِ وَجَعَلَہٗ شَھْرًا مُحْتَرَمًا بَیْنَ شُھُوْرِ الْعَامِ۔ نَحْمَدُہٗ عَلٰٓی اَنْ جَعَلَنَا مِمَّنْ صَامَ شَھْرَ رَمَضَانَ وَقَامَ لَیَالِیَہٗ وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ اِلَیْہِ لَوْلَآ اَنْ ھَدَانَا ذُوالْاِکْرَامِ۔ وَنَشْکُرُہٗ عَلٰٓی اَنْ اَظَلَّ عَلَیْنَا شَھْرًا جَدِیْدًا وَوَقْتًا سَعِیْدًا شَھْرَ شَوَّالَ۔ وَھُوَ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ۔ ذُوالْفَضْلِ وَالْاِنْعَامِ۔ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَوْ کَانَ لَفَسَدَ الْاِنْتِظَامُ۔ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سَیِّدُ الْاَنْبِیَآءِ الْکِرَامِ۔

اَمَّا بَعْدُ

اَیُّھَا الْحَاضِرُوْنَ قَدْ مَضٰی شَھْرُ رَمَضَانَ۔

شَهْرُ الرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ۔ شَهْرُ الْفَضْلِ وَ
الْإِنْعَامِ۔ وَاَحْسَرَتَاهُ عَلٰى وَدَاعِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ
وَوَاَسَفَاهُ عَلٰى ذِهَابِ تِلْكَ اللَّيَالِيَ الْعِظَامِ
فَاِنْ كُنْتُمْ قَدْ صَرَفْتُمُ الْاَوْقَاتِ فِيْهِ بِالطَّاعَاتِ
وَزَجَرْتُمُ النُّفُوْسَ عَنِ الْمَنْهِيَّاتِ فَلَكُمْ
بِشَارَةُ دَارِ السَّلَامِ۔ وَاِنْ كُنْتُمْ قَدْ اَصْبَحْتُمْ
فِيْهِ بِالْغِيْبَةِ وَاَكْلِ اللُّحُوْمِ وَمَا اَمْسَكْتُمْ
اِلَّا عَنِ الْمُفْطِرَاتِ الثَّلٰثَةِ فَاخْشَوْا زَجْرَ
شَدِيْدِ الْاِنْتِقَامِ۔ تَفَكَّرُوْا كَيْفَ اَحْسَنَ اللّٰهُ
عَلَيْكُمْ شَهْرًا مَنِ اجْتَهَدَ فِيْهِ فِي الْعِبَادَةِ فَازَ
الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى الَّتِيْ لَا تَذْهَبُ اِلَيْهَا الْاَوْهَامُ
وَاَنْتُمْ قَدْ ضَيَّعْتُمُوْهُ وَفِيْ تَحْصِيْلِ تَخْطِيَاتِ
صَوْرِيَّةٍ فَانِيَةٍ ثُمَّ اَنَّهُ عَلٰى تَضْيِيْعِ مِثْلِ تِلْكَ
الْاَيَّامِ۔ فَحَلِيْكُمْ اَنْ تَتُوْبُوْا مِمَّا صَدَرَ مِنْكُمْ
حَضْرَةَ مَنْ بِهِ الْاِعْتِصَامُ۔ وَخُذُوْا هٰذَا

Marfat.com

الشَّهْرَ الشَّرِيْفَ بِالْجِدِّ وَالْاِهْتِمَامِ - وَاَلْزِمُوْا عَلَيْكُمْ
صِيَامَ سِتَّةِ شَوَّالَ بِالتَّتَابُعِ اَوْ بِتَفَارُقِ الْاَيَّامِ
فَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَاَتْبَعَهٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالَ
كَانَ كَمَنْ صَامَ الدَّهْرَ كَذَا اَخْبَرَ بِهٖ سَيِّدُ
الْاَنَامِ - وَعَلَيْكُمْ بِالْاِجْتِنَابِ عَنِ الْمَنْهِيَّاتِ
اَمَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَطَّلِعُ عَلٰٓى اَفْعَالِكُمْ
وَيَسْمَعُ اَقْوَالَكُمْ وَيَنْظُرُ اَعْمَالَكُمْ وَهُوَ يَعْلَمُ
مَا فِى الْاَرْحَامِ. اَلَكُمْ فِيْهِ شَكٌّ مَا هٰذِهِ الْغَفْلَةُ
عَنْ اَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامِ - يَوْمُ الْمُنَاقَشَةِ وَ
الْمُحَاسَبَةِ يَوْمٌ يَقُوْمُ فِيْهِ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
صَفًّا - وَيُدَكُّ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا يَوْمُ الْمِحْنَةِ
وَالْاِزْدِحَامِ - اُوْصِيْكُمْ وَاِيَّايَ بِتَقْوَى اللّٰهِ
تَعَالٰى فِى السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ فَاِنَّ التَّقْوٰى خَيْرُ
الزَّادِ. وَهُوَ الْمُنْجِىْ يَوْمَ الْمَعَادِ - مَنِ اتَّقٰى
نَجٰى وَمَنْ لَمْ يَتَّقِ طَغٰى - اَللّٰهَ اَللّٰهَ اِتَّقُوْا

اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ۔ وَتَضَرَّعُوْا بِحَضْرَتِہٖ۔
اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ۔ غَلَبَتْ رَحْمَتُکَ
غَضَبَکَ فَاَدْخِلْنَا بِغَیْرِ حِسَابٍ دَارَ السَّلَامِ
تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔
بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ
اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ۔

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دُوسرا خُطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھئے

Marfat.com

خطبہ جمعہ کا وعظ

انسان کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

امّا بعد

حضرات پچھلے جمعہ میں میں نے قرآن پاک کی کچھ آیات پڑھی تھیں جن سے انسان کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ اللہ ہی کا لطف و کرم ہے۔ کہ اس نے ہمیں اتنی عزتیں بخشیں۔ پھر عقل سلیم ہی سے دریافت کیجئے۔ کہ اس خالق حقیقی اور محسن ازلی کی عبادت ہم پر لازم ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے۔ اور وہ انسان بیحد جاہل اور گمراہ ہے۔ جو اپنے خالق حقیقی کی عبادت سے غافل ہے۔ بلکہ بعض اوقات یہ کفر بھی کرنے لگتا ہے۔ اور نہیں سوچتا۔ کہ یہ تھا کیا اور ہے کیا؟ — خدا فرماتا ہے:۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَكْفَرَهٗ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ۔ مِنْ نُّطْفَةٍ — مارا جائے انسان۔ کیا ناشکرا ہے۔ اسے بنایا کس چیز سے ہے؟۔ پانی کی بوند سے؟"

یعنی یہ مغرور انسان ہے کیا چیز۔ جو ہمارا کفر کرتا ہے۔ یہ سوچنے تو سہی۔ کہ اسے بنایا کس چیز سے گیا ہے؟ تھا تو یہ ایک پانی کی

بوند ہی۔ مگر آج یہ اللہ کے انعامات کو بھول کر اکڑ رہا ہے۔ اور اپنے خالق کی عبادت سے گریزاں ہے۔

غرور یہ قطرۂ آب انسانی شکل پا کر اور دنیا کی ہوا لگتے ہی کچھ اور ہی ہو گیا۔ خدا نے جو انعامات فرمائے تھے۔ مثلاً دیکھنے کے لئے آنکھیں۔ سننے کے لئے کان۔ کھانے پینے کے لئے منہ۔ بولنے کے لئے زبان۔ سونگھنے کے لئے ناک۔ چلنے پھرنے کو پاؤں وغیرہ وغیرہ ان سے ہر طرح کے فوائد حاصل کرنے لگا۔ تو ان انعامات کو اپنے اندر پا کر حضرت انسان جامہ میں پھولا نہ سما سکا۔ اپنے خالق و محسن کی عبادت و شکر گذاری کی بجائے اسے یہ گھمنڈ ہوا۔ کہ یہ تمام چیزیں اور قوتیں میں نے خود اپنے زور بازو اور قوتِ علم و عمل سے اپنے اندر پیدا کی ہیں۔ میں اگر ضعیف پیدا ہوا تھا۔ تو صحت کی پابندی کر کے ورزشیں کر کے اور کھانے پینے میں اعتدال اختیار کر کے قوی ہو گیا ہوں۔ باقی آنکھ۔ ناک۔ کان۔ اور دیگر اعضاء یہ تو ایک فطری بات ہے۔ شروع سے ہی یوں ہوتا چلا آیا ہے۔ اور ہمیشہ یہ سلسلہ یونہی ہوتا چلا آیا ہے۔ اور ہمیشہ یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ اس خیالِ خام کی بنا پر انسان نے دل کھول کر غفلت اختیار کی۔ اور وہ دل و دماغ جو ذکر و فکر اور اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا چاہیئے تھا۔ وہ ہوا و ہوس اور خیالات فاسدہ کا گہوارہ بن گیا۔ اور وہ آنکھیں جو قدرتِ الٰہی اور احکامِ خدا کو دیکھنے اور بُرے بھلے، حلال و حرام میں تمیز کرنے کے لئے عطا کی گئی تھیں وہ ناچ و رنگ۔ کھیل کود۔ اور تماشوں کے دیکھنے میں مصروف ہو گئیں۔ وہ زبان جو حق کہنے اور درماندوں کی تسکین و تشفی کے لئے دی گئی تھی۔ وہ بیجا خوشامد اور بھائیوں کی دلآزاری کے لئے وقف ہو گئی۔ وہ ہاتھ

جو بیکسوں، بیواؤں کی امداد کے لئے عطا ہوئے تھے۔ غریبوں پر ستم ڈھانے کا آلہ بن گئے۔ الغرض انسان اپنی حقیقت کو بھول کر غرور میں آ گیا۔ اور اپنے اللہ کی عبادت کو بھول کر خود ہی بڑا بن بیٹھا۔ حتیٰ کہ فرعون نے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی بھی کہہ دیا۔ کہ پروردگار تو میں ہوں (معاذ اللہ) خدا کے مقابلے میں شداد نے جنت و دوزخ بھی بنوا لی۔ (استغفر اللہ) نفسوس کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات۔ ذرا غور تو کیا جائے۔ کہ انسان کی بساط ہی کیا ہے۔ یہ تھا کیا اور ہے کیا؟ اسے اگر شکم مادر ہی میں خدا تعالیٰ غذا نہ پہنچاتا۔ تو اس کا کیا حشر ہوتا؟ اور پھر پیدا ہونے کے بعد اگر والدہ کے دل میں خدا محبت نہ ڈالتا۔ اور وہ صرف گھنٹہ، دو گھنٹہ دودھ نہ دیتی۔ تو پھر کیا یہ زندہ رہ سکتا تھا؟ اس کے علاوہ ہر قسم کی آفات ارضی و سماوی سے اس وقت تک جب کہ انسان سن شعور کو نہیں پہنچے تھے۔ کس نے بچایا تھا؟ خوبصورتی بدصورتی۔ امارت۔ غربت۔ ذکاوت و غباوت یہ سب باتیں کیا کسی آجکل کے سائنسدان کی بنائی ہوئی ہیں؟ نہیں نہیں! ان سب باتوں کا خالق وہی ہے۔ جس نے فرمایا۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ انسان کو اپنی قوت و طاقت پر فخر کرنا بے جا ہے۔ کیونکہ انسان سے بڑھ کر طاقت رکھنے والے خدا کی مخلوق میں چوپائے ہیں۔ انسان کی طرح بولنے والے خوش الحان پرندے بھی ہیں۔ اور دل بھی رکھتے ہیں۔ اور دیگر اعضاء بھی۔ چیختے بھی ہیں۔ اور چلاتے بھی۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے انسان اگر انسان ہے۔ تو اس لئے کہ وہ اپنے رب کا شناسا ہے۔ اور انسانیت نام اسی کا ہے۔ کہ وہ اپنی حقیقت کو پہچانے۔ اور اپنی حقیقت کو پہچان لے گا۔ تو

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔

کے مطابق اپنے رب کو بھی پہچان لے گا۔ اور اس کی عبادت میں شاغل ہو جائے گا۔ حضرات! خوب یاد رکھئے۔ کہ جو اپنے اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ دراصل وہی انسان ہے۔ اور اگر یہ بات اس میں نہیں، تو وہ برائے نام انسان ہے۔ اکبر الہ آبادی نے ان غافلوں کے لئے کیا خوب لکھا ہے۔ کہ ؎

مار و کژدم رہ گئے کیڑے مکوڑے رہ گئے
صورتیں تو ہیں مگر انسان تھوڑے رہ گئے
خضر عنقا ہو گئے موذی بنے ہیں سدِّ راہ
گر گئے سنگِ نشاں سڑکوں پہ روڑے رہ گئے

نیک بندے

حضرات! روزِ الست میں اللہ تعالیٰ نے ہم سب سے دریافت فرمایا تھا۔ کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا تھا۔ بَلٰی! ہاں۔ اے رب! تو ہمارا رب ہے۔ بھائیو! اللہ کے نیک بندوں نے تو اس اپنے عہد کو یاد رکھا۔ اور اپنے رب کو اپنا رب جان کر اس کی عبادت میں مشغول رہے۔ مگر جنہوں نے غفلت سے کام لیا۔ وہ اپنے اس عہد کو بھول گئے۔ اور اس دنیا میں ایسے منہمک ہوئے۔ کہ اللہ کی عبادت کا نام تک نہیں لیتے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے عہد کو یاد رکھا۔ اور رب کو رب مانا۔ اور جن کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ ایسے نیک بندوں کے لئے خدا فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ (رکوع) یعنی جن لوگوں نے

Marfat.com

اللہ کو رب کہا۔ اور پھر وہ اپنے اس قول پر ڈٹے رہے ان پر فرشتے یہ کہتے ہوئے نازل ہوں گے۔ کہ تم نہ کوئی خوف کرو اور نہ کوئی غم۔ اور تمہیں بشارت ہو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا"

گویا ان نیک بندوں کا انجام بخیر ہوگا۔ اور وہ کل قیامت کے روز اعزاز و اکرام سے نوازے جائیں گے۔ اور اپنے اللہ سے جنت پائیں گے۔

لطیفہ

مگر جو غفلت شعار بندے ہیں۔ ان کا حشر کیا ہوگا؟ اس کی تفصیل اس لطیفہ سے سمجھ لیجئے۔ کہ ایک مجلس میں ایک رنڈی کا گانا ہو رہا تھا۔ کافی لوگ جمع تھے طبلے اور سارنگی کی گت پر رنڈی بار بار یہ مصرعہ دہرا رہی تھی کہ ؎

خدا جانے کہ قسمت میں ہماری کیا لکھا ہوگا

ایک ظریف شاعر بھی وہاں بیٹھا تھا۔ جب رنڈی نے اس کی طرف منہ کرکے اس مصرعہ کو دہرایا۔ کہ ؎

خدا جانے کہ قسمت میں ہماری کیا لکھا ہوگا

تو شاعر جھٹ بول اٹھا کہ۔

گلے میں طوق لعنت کا سواری کو گدھا ہوگا

اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کا شوق دے۔ اور غفلت سے بچائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَاَحْسَنَ عَلَيْنَا بِاَنْ هَدَانَا اِلٰى سَبِيْلِ الْاِذْعَانِ نَحْمَدُهٗ عَلٰى نِعْمَتِهِ الْكَامِلَةِ فِیْ كُلِّ اٰنٍ ۔ وَ نَشْكُرُهٗ عَلٰى اٰلَآئِهِ الشَّامِلَةِ لِكُلِّ اِنْسٍ وَّ جَآنٍّ ۔ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اٰخِرُ الْاَنْبِيَآءِ زَمَانًا وَّ اَوَّلُهُمْ بِحَسْبِ الشَّاْنِ ۔ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ ۔ وَاخْشَوْهُ غَايَةَ خَشْيَتِهٖ ۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مِنْ اَهْلِ الْاِيْقَانِ ۔ وَاطْلُبُوْا رِضَآءَ اللّٰهِ فِیْ كُلِّ قَوْلٍ وَّفِعْلٍ ۔ وَاخْشَوْ غَضَبَهٗ فِیْ كُلِّ زَمَانٍ ۔ فَاِنَّ بَطْشَهٗ لَشَدِيْدٌ ۔ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۔ وَهُوَ الْغَفُوْرُ لِاَهْلِ الْعِصْيَانِ وَاجْتَهِدُوْا حَقَّ الْجِهَادِ فِیْ اَدَآءِ مَا فَرَضَ

Marfat.com

عَلَيْكُمُ الْمَنَّانُ۔ قَدْ اَتَاكُمْ شَهْرٌ يَرْحَلُ فِيْهِ
الرَّاحِلُوْنَ اِلٰى بَيْتِ الْاَسْتَارِ وَالْاَرْكَانِ۔
وَيُسَافِرُ الْمُسَافِرُوْنَ مُشْتَاقِيْنَ اِلٰى طَوَافِ
بَيْتِ الرَّحْمٰنِ۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ
لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ
اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ
كَانَ مِنْ اَهْلِ الْاَمَانِ۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ
الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ وَمَنْ كَفَرَ
فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْكُفْرَانِ۔ اَيُّهَا الْمُسْتَطِيْعُوْنَ
تَزَوَّدُوْا لِلرَّحِيْلِ۔ اِلَى الْبَيْتِ الْجَلِيْلِ۔ وَلَا
تَسْلُكُوْا سُبُلَ الضَّلَالِ وَالطُّغْيَانِ۔ مَا هٰذِهِ
الْبَطَالَةُ مَا هٰذَا التَّاخِيْرُ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ عُمُرَكُمْ
يَطُوْلُ هٰذَا ظَنٌّ فَاسِدٌ۔ وَعِلْمٌ كَاسِدٌ۔
لَيْسَ عَلَيْهِ بُرْهَانٌ۔ اِغْتَنِمُوا الْفُرْصَةَ۔
وَاتَّقُوْا فُجَاءَةَ الْمَنِيَّةِ۔ لَعَلَّكُمْ لَا تَجِدُوْنَ

Marfat.com

الْعَامَ الْقَابِلَ فِيْ هٰذِهِ الدَّارِ الْفَانِ۔
اَيْنَ مَنْ كَانَ مَعَكُمْ فِي السَّنَةِ
الْمَاضِيَةِ اَيْنَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ
اَيْنَ اَجْدَادُكُمْ وَاَحْبَابُكُمْ وَالْاَقْرَانُ۔
اَمَا سَمِعْتُمْ قَوْلَهٗ تَعَالٰى كُلُّ مَنْ عَلَى
الْاَرْضِ فَانٍ۔ اَغِشَاوَةٌ فِي الْقُلُوْبِ اَمْ
صَمَمٌ فِي الْاٰذَانِ۔ اُتْرُكُوا الْمَالَ۔ وَ
الْاَوْلَادَ وَالْاَحْبَابَ وَالْاَحْفَادَ فَلَا
يَذْهَبُ اَحَدٌ مَعَكُمْ فِيْ بَيْتِ الْاَحْزَانِ
تَيَقَّظُوْا مِنْ نَوْمِ الْغَفْلَةِ وَالْكَسْلَانِ۔
وَارْفَعُوْا كَفَّ السُّؤَالِ۔ اِلَى حَضْرَةِ
الْمُتَعَالِ۔ وَقُوْلُوْا مِنْ صَمِيْمِ الْجَنَانِ۔
اَللّٰهُمَّ يَا عَالِمَ مَا فِيْ سِرِّنَا وَنَجْوَانَا
نَحْنُ غَرْقٰى فِيْ بِحَارِ الْعِصْيَانِ۔ نَسْئَلُ
مِنْكَ الْفَضْلَ وَالْجُوْدَ وَالْغُفْرَانَ۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ
الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ
مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھئے

Marfat.com

ہفتہ وار تبلیغی جمعہ کا وعظ بعنوان

شرک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا۔

"اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ۔"

حضرات! اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمایا ہے۔ اور شرک کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کی بندگی کرو۔ اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ۔

بھائیو! ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا و لاشریک ہے۔ اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں۔ وہ ازلی ہے، ابدی ہے، حیّ و قیّوم ہے۔ اس کی نہ ابتداء ہے۔ نہ انتہا۔ ساری کائنات کا وہی خالق ہے۔ وہی مالک ہے۔ اور وہی رازق ہے۔ جو شخص صدق دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

Marfat.com

پڑھ لیتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو خدا نہیں مان سکتا اور کسی مخلوق کو اس کی ذات و صفات میں شریک تسلیم نہیں کرسکتا اور یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فیضان و کرم ہے۔ کہ آپ کی بدولت آپ کا غلام مشرک ہو ہی نہیں سکتا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

چنانچہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پہ رونق افروز ہو کر فرمایا۔

اِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا مِنْ بَعْدِیْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا فَتَقْتَتِلُوْا فَتُهْلِکُوْا کَمَا هَلَکَ مَنْ قَبْلَکُمْ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۹)

مجھے اس بات کا کوئی ڈر نہیں۔ کہ تم میرے بعد شرک کروگے۔ ہاں ڈر ہے تو اس بات کا کہ تم دنیا کے گرویدہ ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑنے مرنے لگو گے۔ جیسے کہ پہلے لوگ لڑ مرے"۔

ملاحظہ فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے متعلق کس طرح اطمینان کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا کہ مجھے اس بات کا کوئی خطرہ نہیں۔ کہ تم میرے بعد ارتکاب شرک کروگے۔ ہاں خطرہ اس بات کا ہے۔ کہ تم دنیا کے گرویدہ ہو جاؤ گے۔ اور دنیا کی خاطر آپس میں لڑنے مرنے لگو گے۔

بھائیو! ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر بات حق ہے۔ اور دیکھ لیجئے۔ کہ حضور کے ارشاد کے مطابق واقعی آج کل کے غافل مسلمان دنیا کے گرویدہ ہو چکے ہیں۔ (الا ماشاء اللہ) اور جسطرح یہ بات حضور کی حق تھی اور حق ثابت ہو رہی ہے۔ اسیطرح یہ بات بھی حق تھی اور حق ہے۔ اور حق ہی رہے گی۔ کہ حضور کا کوئی غلام مشرک نہیں۔ ہم گنہ گار تو ہو سکتے ہیں۔ مگر حاشا و کلا مشرک ہرگز نہیں ہیں۔ اور کیوں ہوں۔ جبکہ ہمارے آقا و مولیٰ کا ارشاد ہو چکا۔ کہ میرے

Marfat.com

غلام شرک کا ارتکاب نہ کریں گے۔ بھائیو! باوجود اس ارشادِ نبوی کے پھر کس قدر ظلم ہوگا۔ اگر حضور کے غلاموں کو بات بات پر خواہ مخواہ مشرک بنایا جانے لگے۔ اور ان پر الزام شرک لگایا جانے لگے۔ اور حضور تو فرمائیں۔ کہ میرے غلام شرک نہیں کریں گے۔ اور "کوئی" یوں کہے۔ کہ نہیں نہیں امت کی اکثریت مشرک ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مالک و مختار مانتی ہے۔ انہیں دانائے غیوب جانتی ہے۔ نعرۂ رسالت لگاتی ہیں۔ محفل میلاد کا انعقاد کرتی ہیں۔ قیام و سلام کی عامل ہے۔ کیوں مسلمانو! کیا یہ انصاف ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت کو شرک سے دور بتائیں۔ اور مسلمان خود بھی شرک سے بیزاری کا اظہار کریں۔ مگر "فتویٰ باز" ہیں۔ کہ شرک سازی سے باز ہی نہیں آتے۔

شرک کو ہر مسلمان برا سمجھتا ہے۔ مگر یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ جس بات کو "یہ لوگ" شرک کہہ دیں۔ وہ بات واقعی شرک ہی ہوتی ہے

گھر کی شہادت

حضرات! آیئے آپ کو خود اہلحدیث حضرات کے ایک پیشوا و امام کی ایک عبارت سناؤں۔ جس میں انہوں نے اس قسم کے فتویٰ بازوں کا شکوہ کیا ہے۔ پیشوائے اہلحدیث جناب مولوی وحید الزمان صاحب اپنی کتاب ھدیۃ المہدی میں لکھتے ہیں:۔

شَدَّدَ بَعْضُ اَخْوَانِنَا مِنَ الْمُتَاَخِّرِیْنَ فِیْ اَمْرِ الشِّرْکِ وَضَیَّقَ دَائِرَۃَ الْاِسْلَامِ — ہمارے بعض متاخرین بھائیوں نے شرک کے معاملہ میں بڑی شدت اختیار کر لی ہے۔ اور دائرہ اسلام تنگ کر دیا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص۲۶)

Marfat.com

دیکھ لیجئے۔ خود پیشوائے اہلحدیث اپنے بھائیوں کا شکوہ کر رہے ہیں کہ یہ لوگ خواہ مخواہ مسلمانوں کو مشرک بناتے پھرتے ہیں۔

شرک بھائیو! ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ شرک بہت بُری چیز ہے۔ اور اس سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اور یہ اتنا بڑا گناہ ہے۔ کہ جسے خدا معاف ہی نہیں فرماتا۔ مگر یہ بھی تو سمجھنا چاہیئے کہ شرک کہتے کسے ہیں؟ شرک نام ہے۔ خدا کی ذات و صفات میں کسی دوسرے کو ساجھی بنانا۔ خدا کی طرح کسی دوسرے کو خدا ماننا۔ یا اس کی کسی صفت کو کسی دوسرے میں اس طرح تسلیم کرنا جس طرح کہ وہ صفت خدا کی ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی ایک صفت حیّ بھی ہے۔ یعنی خدا زندہ ہے۔ تو اس صفت کو کسی دوسرے میں بالکل اسیطرح ماننا چاہیئے کہ وہ خدا کی صفت ہے۔ بلاشبہ شرک ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ زندہ ہے۔ اور ایسا کہ نہ اس کی ابتدا ہے۔ نہ انتہا۔ وہ ازلی و ابدی زندہ ہے۔ اور وہ اس بات سے پاک و منزہ ہے۔ کہ اُسے کسی نے زندہ کیا ہو۔ پس اس صفت کو اگر اسی طرح کسی دوسرے میں بھی مانا جائے۔ اور یوں کہا جائے۔ کہ فلاں بزرگ بھی زندہ ہے۔ اور ازلی ابدی زندہ ہے۔ اور اُسے کسی نے زندہ نہیں کیا۔ بلکہ خود بخود زندہ ہے۔ تو یہ بیشک شرک ہے۔ اور اگر یوں کہا جائے۔ کہ انسان بھی زندہ ہے۔ مگر اُسے زندہ خدا نے زندہ فرمایا ہے۔ یہ کچھ بھی نہ تھا۔ اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے اسے زندگی بخشی۔ اور اس کی زندگی اللہ کی عطا فرمودہ زندگی ہے تو یہ ہرگز شرک نہیں۔ بلکہ عین حقیقت ہے۔ اور اگر اپنا خود ساختہ اصول ہی پیش نظر رکھا جائے۔ اور یہی جملہ رٹا جائے۔ کہ اللہ کی کوئی صفت کسی دوسرے میں ماننا شرک ہے۔ تو پھر خدا کے سوا

Marfat.com

کسی کو بھی زندہ نہ کہنا چاہیئے۔ نہ کسی حیوان کو زندہ مانا جائے۔ نہ کسی انسان کو۔ بلکہ سبھی کو مردہ سمجھا جائے۔

لطیفہ اور مجھ سے پوچھئے۔ تو ایسے لوگوں کو جن کے دل میں حُبِّ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نہیں۔ زندہ کہنا شرک تو نہیں۔ ہاں گناہ ضرور ہے۔ ایسے لوگ واقعی مردہ ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک گاؤں کا رئیس مرگیا۔ تو اس کے جنازہ میں دو سو کے قریب لوگ جمع ہو گئے۔ اتفاقاً مولوی صاحب قبرستان میں نہ پہنچ سکے۔ اب یہ دو سو آدمی پریشان ہوئے۔ کہ مولوی صاحب تو آئے نہیں۔ جنازہ کون پڑھائے؟ قبرستان میں ایک مجذوب بزرگ بیٹھے تھے۔ سب لوگ ان کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ سائیں جی! ہمارے مولوی صاحب نہیں آسکے۔ آپ اٹھئے اور میت کا جنازہ پڑھا دیجئے۔ سائیں جی اٹھے۔ اور جنازہ پڑھانے کو کھڑے ہوئے۔ تو ایک نظر میت پر ڈال کر پھر پیچھے کی طرف جنازہ پڑھنے والوں کو دیکھا۔ اور پھر نیت کرکے تکبیر کہی اور ہاتھ باندھ لئے۔ مقتدیوں نے بھی نیت باندھ لی۔ اب پہلی تکبیر کے بعد لگے انتظار کرنے۔ کہ سائیں صاحب دوسری تکبیر کہیں مگر سائیں صاحب اطمینان سے چپ کھڑے تھے۔ مقتدی بڑے پریشان ہوئے۔ آخر خدا خدا کرکے پندرہ منٹ کے بعد سائیں جی نے دوسری مرتبہ کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ مقتدیوں نے دل ہی دل میں کہا "خدا کا شکر ہے" سائیں جی دوسری تکبیر کہہ کر پھر خاموش ہو گئے۔ اب مقتدی اور بھی زیادہ گھبرائے۔ تقریباً نصف گھنٹہ کے بعد سائیں صاحب نے تیسری تکبیر کہی۔ اور پھر خاموش ہو گئے۔ اب تو مقتدی بہت ہی تنگ ہو گئے۔ اور بجائے جنازہ کی دعا کے دل ہی دل میں سائیں جی کو گالیاں دینے لگے۔ تقریباً نصف گھنٹہ کے بعد سائیں جی نے

Marfat.com

چوتھی تکبیر کہہ کر سلام جو پھیرا - تو سارے مقتدیوں نے سائیں جی کو گھیر لیا - اور بڑے غصہ کا اظہار کرنے لگے - سائیں جی نے کہا - بھئی غصہ میں کیوں آتے ہو ؟ مجھ سے پوچھو تو سہی - میں نے اتنا طویل جنازہ پڑھایا کیوں ؟ سب نے پوچھا - اچھا بتاؤ ! اتنا طویل جنازہ کیوں پڑھایا ؟ سائیں جی بولے - بھائی بات در اصل یہ ہے - کہ میں نے جب سامنے دیکھا - تو ایک میت پڑی تھی - اور جب پیچھے تمہاری طرف دیکھا - اور تمہارے دلوں کی طرف نظر کی - تو کسی دل میں بھی محبتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئی - اور تم سب مردہ ہی نظر آئے میرے آگے تو ایک میت تھی - اور میرے پیچھے دو سو میتیں تھیں - تو میں نے صرف ایک میت ہی کا تو جنازہ نہیں پڑھایا - تم سب کا جنازہ پڑھ ڈالا ہے - سچ ہے - ؎

عشق سے دل جس کا تابندہ نہیں
لاکھ زندہ ہو ، مگر زندہ نہیں

قرآن پاک میں اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى جو ارشاد ہے - وہ ایسے ہی مُردوں کے لئے ہے -

وَاٰخِرُ دَعْوٰىنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ الْاَعْلٰى الَّذِىْ خَلَقَ

فَسَوّٰی۔ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی: وَالَّذِیْ اَخْرَجَ
الْمَرْعٰی۔ وَبَسَطَ بِسَاطَ الْاَرْضِ وَجَعَلَہٗ مَسْکَنًا۔
وَّمَدَّ فَنَاً لِلذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی۔ وَجَعَلَ سَقْفَہُ
السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی۔ اَشْھَدُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ
وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَوْ کَانَ لَفَسَدَتِ
السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ السُّفْلٰی۔ وَاَشْھَدُ اَنَّ
سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
سَیِّدُ اَرْبَابِ التُّقٰی۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ
وَصَحْبِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا مِنْ مَّا نَخْشٰی

اَمَّا بَعْدُ

فَیَآ اَرْبَابَ الْاَحْلَامِ وَالنُّھٰی۔ تَفَکَّرُوْا فِیْ
مُبْدِئِکُمْ وَمُنْشِئِکُمْ وَتَذَکَّرُوْا مَا سَیَمْضِیْ
عَلَیْکُمْ وَمَا مَضٰی۔ خَلَقَکُمُ اللّٰہُ مِنْ مَّنِیٍّ
یُمْنٰی۔ وَجَعَلَہٗ عَلَقَۃً ثُمَّ مُضْغَۃً ثُمَّ
لَحْمًا وَعَظْمًا ثُمَّ اَلْبَسَہٗ صُوْرَۃً فَسَوّٰی۔

ثُمَّ اَخْرَجَكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْاَرْحَامِ اِلٰى هٰذِهِ الدَّارِ
الدُّنْيَا. وَرَبَّاكُمْ مِنْ صِبَاكُمْ وَاَلْهَمَكُمْ مَا
يَنْفَعُكُمْ وَمَا يَضُرُّكُمْ فِي الْعُقْبٰى. وَفَضَّلَكُمْ
عَلٰى سَائِرِ مَخْلُوْقَاتِهٖ بِاِعْطَاءِ الْاَفْهَامِ وَ
النُّهٰى. وَبَعَثَ عَلَيْكُمْ رُسُلًا مُبَشِّرِيْنَ
وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا تَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْهِ حُجَّةٌ
فِي الْاُخْرٰى. وَبَيَّنَ لَكُمْ سَبِيْلَ الضَّلَالَةِ
وَيَسَّرَ لَكُمْ طُرُقَ الْهُدٰى. وَوَعَدَ لِمَنْ
خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى
بِاَنَّ الْجَنَّةَ لَهٗ مَاْوٰى. فَعَلَيْكُمْ اَنْ
تَشْكُرُوْهُ عَلٰى مِنَنِهٖ. وَنَحْمَدُوْهُ عَلٰى
نِعَمِهٖ: اَلَّتِيْ لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى. وَامْتَثِلُوْا
اَوَامِرَهٗ وَانْتَهُوْا عَمَّا زَجَرَ عَنْهُ وَنَهٰى.
وَلَا تَصْرِفُوْا اَعْمَارَكُمْ فِي الْغَفَلَاتِ. وَلَا
تُضَيِّعُوْا اَنْفَاسَكُمْ فِي اقْتِرَافِ السَّيِّئَاتِ.

Marfat.com

فَمَنِ ارْتَكَبَ ذٰلِكَ ضَلَّ وَطَغٰى۔ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاتَّبِعُوْا سُنَنَهٗ وَطَرِيْقَتَهٗ۔ مَنْ تَرَكَ سُنَنَ نَبِيِّهٖ سَقَطَ وَهَلَكَ وَغَوٰى۔ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا۔ وَقُوْلُوْا بِاَجْمَعِكُمْ۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَحْمٰنُ يَا مَنَّانُ يَا مَنْ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۔ اِغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْ اَمْرِنَا وَاهْدِنَا وَثَبِّتْنَا عَلٰى طُرُقِ الْفَلَاحِ وَالْهُدٰى۔ اٰمِيْنَ۔ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ط بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ۔ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ الرَّءُوْفُ رَّحِيْمٌ

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھیئے

Marfat.com

جمعہ کا وعظ بعنوان

عطائی صفات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ

حضرات! پچھلے جمعہ میں مَیں شرک کے متعلق بیان کر رہا تھا۔ اور بتا رہا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے کوئی صفت کسی مخلوق میں تسلیم کرنا شرک نہیں۔ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ اور اس کی عطا سے ہم بھی موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ سمیعٌ ہے۔ یعنی سننے والا ہے۔ اور اس کی عطا سے انسان بھی سمیع ہے۔ خدا تعالیٰ متکلم ہے۔ اور اس کی عطا سے انسان بھی متکلم ہے۔ اور یہ شرک اس لئے نہیں۔ کہ یہ سب صفات اللہ کی عطا فرمودہ ہیں۔ اور جو اللہ کی صفات ہیں۔ وہ کسی کی عطا فرمودہ نہیں۔ بلکہ وہ ذاتی اور ابدی و ازلی ہیں۔

مُشرکینِ مکّہ حضرات! یہ مسئلہ کچھ ایسا مشکل نہیں۔ جو سمجھ میں نہ آئے۔ سیدھی بات ہے۔ کہ ہم اللہ کے مقبولوں میں جو صفت بھی مانتے ہیں۔ اللہ کی عطا سے مانتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی صفات کا انہیں مظہر مانتے ہیں۔ اور اللہ

کے کسی مقبول کو خدا نہیں مانتے۔ اور نہ ہی اس میں خدا کی کسی صفت جیسی صفت مانتے ہیں۔ مگر جو واقعی مشرک تھے: ان کا یہ حال تھا۔ کہ وہ اپنے بتوں کو خدا کے برابر سمجھتے تھے۔ چنانچہ یہ مشرک قیامت کے روز اپنے بتوں سے کہیں گے۔

تَا اللّٰہِ اِنْ کُنَّا لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ۔ اِذْ نُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (پ ۱۹ ع ۹) — خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے۔ کہ تم کو رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔"

معلوم ہوا۔ کہ جو واقعی مشرک تھے۔ وہ اپنے بتوں کو اللہ تعالےٰ کے برابر سمجھتے تھے۔ اور یہی ان کا شرک تھا۔ اور مسلمان اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق مانتے ہیں۔ اور انہیں ہرگز خدا یا خدا کے برابر نہیں سمجھتے۔ ہاں انہیں دوسرے لوگوں سے، فضل، اور اللہ تعالیٰ کے مقرب اور خدا کی صفات کے مظہر مانتے ہیں، اور یہ شرک ہرگز نہیں۔ بلکہ عین حقیقت ہے۔ اور سلف سے خلف تک مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب کی گواہی

چنانچہ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب بھی لکھتے ہیں۔ کہ

"یہ حالت انبیاء و اولیاء کاملین کی ہوتی ہے۔ کہ وہ اخلاقِ الٰہیہ کے ساتھ متصف ہو جاتے ہیں۔ اور اخلاق الٰہیہ میں سے ایک خلق یہ بھی ہے۔ کہ دوسروں کو نفع پہنچانا۔ اور نفع عام ہے ظاہری بھی اور باطنی بھی۔"

(مولوی اشرف علی کا وعظ روح الحج ص۳۵)

دیکھئے مولوی صاحب نے صاف لکھا ہے۔ کہ انبیاء و اولیاء

Marfat.com

صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے مخلوق کو ظاہری و باطنی دونوں نفع پہنچتے ہیں۔ یعنی ان کی بارگاہ سے دینی و دنیوی دونوں دولتیں ملتی ہیں۔ ؎

کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں
دنیا تری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں

مِنْ دُوْنِ اللّٰہ

حضرات! بعض لوگ مسلمانوں کو خواہ مخواہ مشرک بنانے کے لئے قرآن پاک کی وہ آیات پڑھ پڑھ سنانے لگتے ہیں۔ جن میں "من دون اللہ" کا ذکر ہے۔ اور جو بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ "من دون اللہ" اگر ہیں۔ تو وہ بُت ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء کرام "من دون اللہ" نہیں۔ یہ تو اللہ کے اپنے ہیں۔ اور ان کے اقوال و افعال کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب فرماتا ہے۔ دیکھئے ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے میدانِ جنگ میں کفار کی طرف کنکریاں پھینکیں۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ یعنی اے محبوب! یہ کنکریاں تم نے نہیں پھینکیں۔ بلکہ یہ اللہ نے پھینکی ہیں ؎

سنگِ ریزہ مے زند دستِ جناب
مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ آید خطاب

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے ہیں۔ تو خدا فرماتا ہے ۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام فرمانا یہ خدا کا کلام فرمانا ہے۔ جو لوگ حضور کی اطاعت کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ کیوں بھائیو! کیا "مِن دون اللہ" کی یہی شان ہوتی ہے۔ کہ ان کے

Marfat.com

قول و فعل کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب فرماتا ہے۔ یہ تو بھلا حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ اور حضور کی شان تو بڑی ارفع و اعلیٰ ہے۔ حضور کے صدقہ میں حضور کے غلاموں کی بھی یہ شان ہے کہ

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یعنی "اللہ کے بندے کی یہ شان ہے۔ کہ اس کا کہا ہوا خدا کا کہا ہوا ہوتا ہے"

دریا کی مچھلیاں

تذکرۃ الاولیاء کی روایت ہے۔ اور مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے بھی مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے بادشاہ تھے۔ انہوں نے جب تخت شاہی کو ترک کرکے فقر و زہد اختیار کر لیا۔ اور نو برس تک آپ نے ایک غار میں سکونت اختیار کر لی۔ اور بڑی بڑی ریاضتیں اور مجاہدے کئے۔ حتیٰ کہ آپ آسمانِ ولایت کے ایک درخشندہ ستارے بن کر چمکے۔ آپ ایک روز دریا کے کنارے بیٹھے اپنے ہاتھ سے اپنا پیرہن سی رہے تھے۔ کہ وہاں ایک امیر آدمی کا گذر ہوا۔ اس امیر آدمی نے جب آپ کو اس حال میں دیکھا۔ کہ آپ اپنے ہاتھ سے اپنا پیرہن سی رہے ہیں۔ تو دل میں کہنے لگا۔ کہ انہوں نے اتنی بڑی سلطنت چھوڑ کر اس فقیری میں کیا جان کیا؟ حضرت ابراہیم ابن ادہم اس کے اس دلی خیال پر مطلع ہو گئے۔ اور آپ نے جھٹ اپنے ہاتھ کی سوئی دریا میں ڈال دی۔ اور پھر بآواز بلند حکم دیا۔ کہ

"اے دریا کی مچھلیو۔ میری سوئی مجھے واپس لا دو"

اس امیر آدمی نے جب یہ واقعہ دیکھا۔ تو متعجب ہو کر سوچنے

Marfat.com

لگا۔ کہ اتنے بڑے دریا میں اتنی چھوٹی سی سوئی گری ہوئی بھلا واپس کیسے مل سکتی ہے؟ مگر مولانا رومی فرماتے ہیں۔ کہ ؎

صد ہزاراں ماہیٔ اللّٰہے!
سوزنِ زد بر لبِ ہر ماہیئے
رو بر آوردند از دریائے حق
کہ بگیر اے شیخ سوزن ہائے حق

ہزاروں مچھلیاں اپنے اپنے منہ میں ایک ایک سونے کی سوئی پکڑے ہوئے دریا سے نکل آئیں۔ آپ نے فرمایا۔ مچھلیو! مجھے سونے کی سوئیاں درکار نہیں۔ میری اپنی سوئی جو ہے۔ وہ لاؤ۔ چنانچہ پھر ایک چھوٹی سی مچھلی اپنے منہ میں آپ کی سوئی پکڑے ہوئے لائی۔ اور آپ کے آگے رکھ دی۔ اس امیر آدمی نے جب یہ کرامت دیکھی۔ تو حیران رہ گیا۔ اور پھر ؎

رو بدو کرد و بگفتش اے امیر
ملکِ حق بہ یا چنیں ملکِ حقیر

آپ نے اس امیر کی طرف منہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ بتاؤ مجھے وہ حکومت اچھی تھی یا یہ حکومت؟

(تذکرۃ الاولیاء ص۱۰۳ اور مثنوی شریف)

دیکھا آپ نے اللہ کے مقبول کا منہ سے نکلا ہوا حکم دریا کی مچھلیوں پر بھی اثر انداز ہوا۔ کیوں جناب! "من دون اللہ" کی بھی کیا یہی شان ہوتی ہے؟ توبہ توبہ۔ کہاں "من دون اللہ" اور کہاں "اولیاء اللہ"۔ بھائیو! اولیاء اللہ کو "من دون اللہ" شمار نہ کرو۔ "اولیاء اللہ" تو بہت بڑی شانوں کے مالک ہیں۔ اور یہ شان رکھتے ہیں۔ کہ ع

Marfat.com

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

مگر افسوس آجکل کے ناقدر شناس اور بے خبر افراد اولیاء کرام کو عوام کی مثل سمجھتے ہیں۔

لطیفہ کہتے ہیں۔ ایک صاحب نے اپنی قیمتی بندوق دکھا کر ایک بیوقوف سے پوچھا۔ بھلا یہ کس قیمت کی ہوگی۔ اس نادان نے کہا۔ کہ لکڑی کی تو کچھ قیمت نہیں۔ اور لوہا روپے کا چار سیر مل جاتا ہے۔ کچھ اسی طرح بعض نادان اولیاء کرام کو دیکھ کر کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس قسم کے انسان تو بہت مل جاتے ہیں حالانکہ ایک لوہا بیکار پڑا رہتا ہے۔ اور ایک لوہا کاری گر کی صنعت سے "بندوق" بن چکا ہے۔ کاریگر کی نظر پڑنے سے پہلے جو لوہا روپے کا چار سیر ملتا تھا۔ اب کاریگر کی صنعت کی بدولت سیر بھر وزنی بندوق یا پستول کا لوہا چار سو روپے کا بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور اب یہ لوہا کاریگر کی نظر پڑ جانے سے محافظ جان و مال بن چکا ہے۔ اور سینکڑوں فائدوں کو لئے ہوئے ہے۔

بھائیو! بلا تشبیہ اولیاء کرام بھی خدا تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے عوام کی سطح سے بہت بلند ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا فیضان یہاں تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ ؎

نہ تیغ و تیر میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

ہاں تو بھائیو! شرک واقعی بہت بری چیز ہے۔ مگر اللہ کے مقبولوں کا اتباع۔ ان سے محبت اور ان کی بارگاہوں کی حاضری خود اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہے۔ کیونکہ یہ پاک لوگ "من دون اللہ" نہیں ہیں۔ "اولیاء اللہ" ہیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الذَّاتِ۔ جَلِیْلِ الصِّفَاتِ
رَفِیْعِ الدَّرَجَاتِ۔ خَالِقِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوَاتِ
مُسَکِّنِ الْاَرْضِ بِالْجِبَالِ الشَّامِخَاتِ۔ اَشْهَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ۔
شَهَادَةً تُنْجِیْنَا مِنَ الدَّرَکَاتِ۔ وَ اَنَّ
سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَیِّدِ
النُّفُوْسِ الْقُدْسِیَاتِ۔ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
عَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مَادَارَتِ الْاَفْلَاكُ الدَّآئِرَاتُ

اَمَّا بَعْدُ

فَیَآ اَصْحَابَ الْعُقُوْلِ وَالدِّرَایَاتِ۔ طَهِّرُوْا
نُفُوْسَکُمْ مِنَ الْخَصَآئِلِ الْخَبِیْثَاتِ۔ وَ
نَقُّوْٓا اَبْدَانَکُمْ مِنَ السَّیِّئَاتِ۔ وَمَنَابِیْعُوْٓا

اَنْفُسَكُمْ فِي الْعَشَايَا وَالْغَدَوَاتِ فَمَنْ حَاسَبَ
نَفْسَهٗ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبَ نَجٰى مِنْ شِدَّةِ الْحِسَابِ
يَوْمَ الْحَسَرَاتِ - وَمَا اَدْرَاكُمْ مَا يَوْمُ الْحَسَرَاتِ
يَوْمٌ تُسْكَبُ فِيْهِ الْعَبَرَاتُ - وَتَتَزَلْزَلُ اَقْدَامُ
مَنْ فِي الْاَرْضِ وَمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ - وَيَدَانُوا
الشَّمْسُ مِنَ الرُّءُوْسِ - وَيُحِيْطُهُمُ الْعَرَقُ مِنَ
الْاَقْدَامِ اِلَى الرُّءُوْسِ - فَمِنْ مُسْتَغْرَقٍ فِيْهِ
مِنَ الْقَدَمِ اِلَى الْخَاصِرَةِ - وَمِنْ مُسْتَغْرَقٍ
فِيْهِ مِنَ الْقَدَمِ اِلَى التَّرْقُوَةِ - وَمِنْ مُسْتَغْرَقٍ
فِيْهِ بِجَمِيْعِ الْاَعْضَاءِ فَتَخْتَلُّ حَوَاسُّهُ الْمُدْرِكَةُ
يَوْمٌ تَشْتَدُّ عَلَى الْكُفَّارِ اِلٰى اَنْ يَقُوْلُوْا رَبَّنَا
اَرِحْنَا وَلَوْ اِلَى النَّارِ - وَتَتَحَيَّرُ فِيْهِ قُلُوْبُ
الْاَبْرَارِ - لَا تَسْمَحُ فِيْهِ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا مِنْ
رَسُوْلٍ اِلَّا نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِلَّا نَبِيُّنَا صَاحِبَ
الْاٰيَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ - فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ اُمَّتِيْ

Marfat.com

اُمَّتِیْ وَیَسْتَشْفِعُ لِلْمُجْرِمِیْنَ وَالْعُصَاتِ۔
فَطُوْبٰی لِمَنِ اتَّبَعَ مِلَّتَہٗ۔ وَاتَّبَعَ سُنَّتَہٗ۔
وَلَزِمَ طَرِیْقَتَہٗ۔ وَمَاتَ عَلَی الْفِطْرَۃِ۔ وَ
دَخَلَ فِیْ شَفَاعَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَحَصَلَتْ لَہُ النَّجَاۃُ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ۔ وَ
اعْلَمُوْٓا اَنَّ الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاَنَّکُمْ
خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ فَطُوْبٰی لِمَنْ تَزَوَّدَ مِنْ
دُنْیَاہُ لِاٰخِرَتِہٖ وَمِنْ حَیَاتِہٖ لِلْمَمَاتِ۔
فَتَزَوَّدُوْا لِمَا سَیَعْرِضُ لَکُمْ مِنْ سَفَرِ الْاٰخِرَۃِ
وَاَعِدُّوْا لَکُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِمَّا یَبْقٰی
مَعَکُمْ عِنْدَ السَّکَرَاتِ۔ وَاَکْثِرُوْا مِنْ
ذِکْرِ اللّٰہِ وَالدُّعَآءِ مِنْہُ وَالتَّضَرُّعِ اِلَیْہِ
فَاِنَّہٗ مُجِیْبٌ لِلدَّعْوَاتِ۔

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ
الْعَظِیْمِ۔ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ

Marfat.com

وَالِدِ كَرِيْمِ الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ
كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیئے

Marfat.com

کی تقریبات کے پہلے جمعہ کا وعظ و

اخلاص

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ حَبِیْبَهٗ مُحَمَّدًا نَبِیًّا فِیْ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ وَالْاَجْسَامِ۔ وَشَرَّفَهٗ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ الْکِرَامِ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ مِّنْ اَوَّلِ الدُّنْیَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ۔ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ مِنَ الْخَوَاصِ وَالْعَوَامِ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا۔

(پ۱۶ ع۳)

"جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو۔ اُسے چاہیے۔ کہ نیک کام کرے۔ اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرنے"

حضرات! آج مجھے اخلاص کے متعلق کچھ بیان کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اپنے رب سے ملنے

Marfat.com

کی امید رکھتا ہے۔ وہ اچھے کام کرے۔ اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ یعنی بندگی صرف اسی کی کرے۔ اور ہر نیک کام اُسی کی رضا کے لئے کرے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ۔

"اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر"

لقاءِ حق

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی لقاء کے امیدوار کو تلقین فرمائی ہے۔ کہ وہ اچھے کام کرے۔ اور اپنے اللہ کی عبادت کرے۔ اور یہ عبادت و اعمالِ حسنہ صرف اُسی کے لئے کرے۔ اللہ کی رضا کے سوا اس کی نیت میں اور کچھ نہ ہو جو شخص اس تلقین پر عمل کرے گا۔ اُسے لقاءِ حق یقیناً نصیب ہوگی۔ بھائیو! اللہ کے مقبول جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ تو سب یہی کہتے ہیں۔ کہ فلاں بزرگ کا وصال ہو گیا۔ لقاء اور وصال ایک ہی بات ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے رب سے جاملے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے پاک لوگ موت سے ڈرتے اور گھبراتے نہیں۔ بلکہ اُسے لقاءِ حق کا ایک ذریعہ سمجھ کر اس کا استقبال خندہ پیشانی سے کرتے ہیں۔ چنانچہ شاعر لکھتا ہے۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم برلبِ اوست

یعنی مردِ مومن کے سامنے موت آتی ہے۔ تو وہ ہنستے ہوئے اس کا استقبال کرتا ہے۔ برخلاف مجھ جیسے گنہ گاروں کے۔ کہ ہم اپنے گناہوں کے پیشِ نظر مرنے سے گھبراتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔ کہ مرنے کے بعد مواخذہ ہوگا۔ بھائیو! اللہ سے دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کی توفیق دے اور دولتِ خلوص سے نوازے

ریا

آیت شریفہ میں اخلاص کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ کہ عبادت اور دوسرے نیک کام سب اللہ ہی کے لئے ہوں۔ اور ریا کاری کا دخل نہ ہو۔ ہر نیک کام اسی وقت بار آور اور مفید ہے۔ جبکہ نیت درست ہو۔ دیکھنے میں اگرچہ کوئی عمل کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔ مگر نیت میں اگر اخلاص نہیں۔ تو کچھ بھی نہیں۔ دیکھئے! نماز کتنی اہم عبادت اور قیامت کے دن کے لئے نافع ہے۔ مگر یہی نماز اگر لوگوں کو دکھانے کے لئے پڑھی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۔ ان نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔"

اس آیت میں صاف ارشاد ہے۔ کہ جو لوگ نماز تو پڑھتے ہیں۔ مگر لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ تو ان کی نماز اگرچہ صورتاً نماز تو ہے۔ مگر اُن کے لئے خرابی کا باعث ہے۔ نماز وہی کار آمد ہو سکتی ہے۔ جو خاص اللہ کے لئے پڑھی جائے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بدّو مسجد میں آیا۔ اور جلدی جلدی نماز پڑھ کر فارغ ہو گیا۔ حضرت علی اس کی نماز کی یہ کیفیت دیکھ رہے تھے۔ آپ درّہ لے کر اس کے سر پر پہنچے۔ اور فرمانے لگے۔ نماز کو دوبارہ پڑھ۔ اس مرتبہ بدّو نے نہایت اطمینان اور آہستگی سے نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوا۔ تو حضرت علی نے فرمایا۔ بھلا یہ نماز بہتر ہے۔ یا وہ جو پہلے پڑھی تھی۔ بدو نے جواب دیا۔ حضور! نماز تو وہی بہتر تھی۔ جو پہلے پڑھ چکا۔ فرمایا یہ کیوں؟ کہنے لگا۔ وہ نماز خاص خدا کے لئے پڑھی تھی۔ اور یہ آپ کے دُرّہ کے خوف سے۔ (نزہتہ المجالس پہلا باب ص۱۹ ج۱)

ایک بدّو کی نماز

Marfat.com

واقعی بدّو نے ٹھیک کہا۔ کہ نماز وہی اچھی جو خاص خدا کے لئے پڑھی جائے۔

نماز کی اہمیّت

حضرات! یہاں یہ بات بھی سمجھ لیجئے۔ کہ نماز بڑی اہم عبادت ہے۔ اور اسے بڑے اطمینان و سکون سے ادا کرنا چاہیئے۔ آجکل اسے جلدی جلدی پڑھ کر اس کے واجبات و آداب سے بے نیازی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں۔ جس شخص نے اُن کا وضو اچھا کیا اور انہیں وقت پر پڑھا ـــــ وَاَتَمَّ رُکُوْعَھُنَّ وَ خُشُوْعَھُنَّ ـــــ اور ان کا رکوع و سجود پورا کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ وہ اسے بخش دے گا۔ اور جس نے ایسا نہ کیا۔ تو اللہ کا کوئی وعدہ نہیں چاہے تو اسے بخش دے۔ چاہے تو عذاب دے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵)

دیکھا آپ نے کہ یہ نماز موجب مغفرت ہے۔ مگر اس وقت جبکہ اس کا وضو بھی باقاعدہ کیا جائے۔ اور وقت بھی ملحوظ رہے اور رکوع و سجود بھی اطمینان سے کیا جائے۔

سجدہ

حضرات! ہمیں چاہیئے۔ کہ نماز پڑھیں تو بڑے اطمینان و سکون سے۔ رکوع و سجود پورا پورا ادا کریں۔ زمین پر ٹکریں نہ ماری جائیں۔ یہ سجدہ جو ہم اللہ کے حضور کرتے ہیں۔ اس کی عظمت تو دیکھو۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ بندہ جب سجدے میں گرتا ہے۔ تو شیطان رونے لگتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا۔ تو وہ سجدہ کرکے جنت میں داخل ہو گیا۔ اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا۔ تو میں انکار کرکے جہنمی بن گیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۷۶)

Marfat.com

سبحان اللہ! کیا شان ہے اس سجدے کی بھی۔ کہ اسے دیکھ کر شیطان کو اپنی کم بختی یاد آجاتی ہے۔ اور وہ رونے لگتا ہے اور جانتا ہے۔ کہ یہ سجدہ اِس مردِ ساجد کو جنت میں لے جائے گا۔

میرے بھائیو! اس سجدے کو ہم کیوں نہ اس کی شایانِ شان ادا کریں۔ اور اسی طرح نماز کے دیگر ارکان کو بھی۔ خدا تعالیٰ توفیق دے۔ آمین۔ اس وعظ کا بقیہ انشاء اللہ اگلے جمعہ میں بیان ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحَاطَ بِعِلْمِہٖ کُلَّ ذَرَّۃٍ۔ لَا یَعْزُبُ عَنْ عِلْمِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ۔ سُبْحَانَہٗ مَا اَعْظَمَ شَانَہٗ وَاَعَزَّ مَکَانَہٗ۔ اَشْھَدُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ تَفَرَّدَ بِوَحْدَانِیَّتِہٖ وَتَوَحَّدَ بِصَمَدِیَّتِہٖ

Marfat.com

لَاضِدَّ لَهٗ وَلَا نِدَّ لَهٗ. وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ذُو الْفَضْلِ
وَالْعِزَّةِ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ
صَحْبِهٖ صَلٰوةً بَاقِيَةً بِبَقَاءِ الْمُدَّةِ۔

اَمَّا بَعْدُ

اِخْوَانِيْ وَخُلَّانِيْ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنَّةِ۔
تَذَكَّرُوْا نِعَمَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ مِنْ حِيْنَ
كُنْتُمْ فِي الْاَرْحَامِ اَجِنَّةً. فَاَلْبَسَكُمْ لِبَاسَ
الْوُجُوْدِ۔ وَخَلَعَ عَلَيْكُمْ خِلْعَةَ الْقُدْرَةِ۔
وَرَبَّاكُمْ مِنْ عَهْدِ صِبَاكُمْ وَاَفَاضَ عَلَيْكُمْ
سَجَالَ الْمِنَّةِ. وَاَدَارَ عَلَيْكُمُ السِّنِيْنَ وَ
الشُّهُوْرَ وَخَصَّ بَعْضَهَا بِالْقَدْرِ وَالْعِزَّةِ۔
مِنَّةً عَلَيْكُمْ لِتُقْبِلَ طَاعَاتُكُمْ وَتُجَابَ
دَعَوَاتُكُمْ وَتُكَمَّلَ عِبَادَاتُكُمْ فَتَفُوْزُوْا
بِدَارِ السَّلَامِ وَالْجَنَّةِ. اَلَا قَدْ مَضٰى شَهْرُ

Marfat.com

شَوَّالَ. اَوَّلُ اَشْهُرِ حَجِّ كَعْبَةِ الرَّبِّ الْمُتَعَالِ
وَاَظَلَّكُمْ ذُو الْقَعْدَةِ. اَوَّلُ الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ
الْمُتَوَالِيَةِ. وَهِيَ رَجَبُ الْفَرْدُ وَذُو الْقَعْدَةِ
وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ ذُو الْفَضْلِ وَالرُّتْبَةِ
وَهُوَ الشَّهْرُ الَّذِيْ اِعْتَمَرَ فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ ـ
فَعَلَيْكُمْ اَنْ تَسْتَقْبِلُوْهُ بِالْاِحْتِرَامِ. وَتَجْتَنِبُوْا
فِيْهِ عَنِ الْاٰثَامِ. وَجَاهِدُوْا فِيْ طَاعَةِ الْمَوْلَى
الْمُنْعَامِ. لِيَكُوْنَ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عُدَّةً.
وَتَحْصُلَ لَكُمُ النَّجَاةُ مِنَ الْعَذَابِ وَ
الشِّدَّةِ. فِيْ يَوْمٍ عَبُوْسٍ قَمْطَرِيْرٍ طَوِيْلِ
الْمُدَّةِ. فَمَنِ اجْتَهَدَ فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ فِي
الْعِبَادَاتِ وَالرِّيَاضَاتِ. وَاجْتَنَبَ عَنِ
السَّيِّئَاتِ وَالْخَطِيْئَاتِ فَازَ بِاَعْلَى الدَّرَجَةِ
وَاَبْهَى الرُّتْبَةِ. وَمَنْ تَكَاسَلَ فِيْهِ عَنِ

Marfat.com

اَلطَّاعَاتِ۔ وَاِنْهِمَاكَ فِيْ قَضَاءِ الشَّهَوَاتِ
نَالَ الْحَسْرَةَ وَالشِّدَّةَ۔ بِاللّٰهِ عَلَيْكُمْ لَا
تُضَيِّعُوْا اَعْمَارَكُمْ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَمْوَالِكُمْ
وَاِنَّمَا يَنْظُرُ اِلٰى اَعْمَالِكُمْ وَاَفْعَالِكُمْ
فَيَتَقَبَّلُ مِنْهَا مَا كَانَ لَهٗ وَيَرُدُّ مَا كَانَ
لِغَيْرِهٖ وَدَخَلَ فِيْهِ الرِّيَاءُ وَالسُّمْعَةُ۔ اَلَا
اِنَّ بَقَاءَ الدُّنْيَا لَيْسَ لَهٗ قَرَارٌ وَلَا لَهٗ اِعْتِبَارٌ
وَاِنْ طَالَ الْعُمُرُ وَالْمُدَّةُ۔ اَلَا اِنَّ اَحْسَنَكُمْ
اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا وَاَحْسَنُكُمْ اَعْمَالًا۔ وَ
اَشْقَاكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا وَاَخْبَثُكُمْ
اَفْعَالًا۔ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَاقَشُ فِي الْحِسَابِ
وَيُلْقٰى فِيْ اَصْنَافِ الْاَلَمِ وَالشِّدَّةِ۔ اَللّٰهُمَّ
يَا رَحْمٰنُ يَا مَنَّانُ يَا ذَا اللُّطْفِ وَالْعِزَّةِ۔
اِغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاسْتُرْ عُيُوْبَنَا وَنَجِّنَا مِنْ

Marfat.com

كُلِّ هَمٍّ وَغَمٍّ وَذِلَّةٍ. وَتَقَبَّلْ عِبَادَاتِنَا
وَاجْعَلْهَا لِلِقَائِكَ عُدَّةً. اٰمِيْنَ.
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ
الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ
بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دُوسرا خُطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھیئے

Marfat.com

خطبہ جمعہ

اوب نبوی

صلے اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

حضرات! پچھلے جمعہ میں نے جو آیہ کریمہ پڑھی تھی۔ اس کے متعلق بیان کرتے ہوئے میں نے بتایا تھا۔ کہ نماز بڑے اہتمام و اطمینان سے پڑھنی چاہیئے۔ آج مجھے یہ بتانا ہے۔ کہ جلدی جلدی نماز پڑھنے سے نماز کماحقہٗ ادا نہیں ہوتی۔ اور بعض اوقات ترکِ واجب سے سجدہ سہو ادا کرنا پڑتا ہے۔ مگر ایسا نمازی جو نماز کے آداب کا خیال نہ رکھے خاطی و غافل کہلائے گا۔ یہ نہیں کہ معاذ اللہ اُسے ایمان سے ہی خارج قرار دیدیا جائے۔ ایسے گا تو وہ بہرحال مسلمان ہی۔ مگر گنہگار ہوگا۔ برعکس اس کے اگر کوئی شخص نماز کمال سکون و اطمینان سے پڑھے۔ اور رکوع و سجود میں کافی طوالت بھی کرے۔ مگر ہو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا گستاخ۔ یعنی نماز کے آداب کا تو خیال رکھتا ہے۔ مگر آداب نبوی کا خیال نہیں رکھتا۔ تو ایسا شخص ایمان ہی سے خارج ہے۔ اور اس کی لمبی لمبی نمازیں اور رکوع و سجود

Marfat.com

ہیں اطمینان و سکون اس کے کسی کام نہ آئے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ ایک روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ تو ایک بے ادب شخص نے اتنا کہہ دیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِعْدِلْ

یا رسول اللہ! انصاف سے بانٹیئے گا

حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

وَیْلَکَ فَمَنْ یَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ

تیرے لئے ویل ہو۔ اگر میں ہی نے انصاف نہ کیا۔ تو پھر انصاف کون کرے گا"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی یہ بے ادبی دیکھ کر اسے مار ڈالنے کو اٹھے۔ اور اجازت چاہی۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِیَامَهٗ مَعَ صِیَامِهِمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ بَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۲۷)

چھوڑ دو اسے۔ اس کے کچھ اصحاب ہوں گے۔ جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نماز اور ان کے روزوں کے سامنے اپنا روزہ حقیر سمجھو گے۔ اور وہ قرآن بھی پڑھیں گے۔ مگر قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ اور وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے۔ جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے"

حضرات! دیکھ لیجئے۔ اس حدیث پاک میں مذکور ہے کہ وہ لوگ نمازیں اچھی پڑھیں گے۔ روزے اچھے رکھیں گے۔ اور ایسی نمازیں اور ایسے روزے۔ کہ ان کی نمازوں اور روزوں کے سامنے دوسرے

Marfat.com

مسلمان اپنی نمازوں روزوں کو حقیر سمجھیں گے۔ اور قرآن بھی پڑھیں گے۔ مگر چونکہ ہونگے وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بے ادب۔ اس لئے وہ دین سے خارج ہوں گے۔

معلوم ہوا۔ کہ نماز کو سکون و اطمینان سے پڑھنا بڑی اچھی بات ہے۔ مگر یہ اچھی بات بھی اسی وقت اچھی ہے۔ جبکہ ادبِ نبوی کا وجود بھی ہو۔ اور اگر وہ نہیں۔ تو نمازیں اور ان میں سکون و اطمینان اور تلاوتِ قرآن سب بیکار ہیں۔ ایک شخص کے دل میں اگر ادبِ نبوی موجود ہے۔ مگر وہ غفلت سے نماز جلدی جلدی پڑھتا ہے۔ تو اگرچہ وہ غافل و لاطلی ہے۔ مگر ہے بہر حال مسلمان ہی۔ اور کسی حدیث میں بھی تو کسی بے ادب کی علامت نمازوں کا جلدی جلدی پڑھنا نہیں بتایا گیا۔ ہاں بعض بے ادبوں کی علامت یہ بتائی گئی ہے۔ کہ ان کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازیں ہیچ سمجھو گے۔ تو محض نمازوں کی بظاہر درستگی موجبِ صداقت نہیں ہو سکتی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ نمازیں اچھے طور پر پڑھنے والا بے ادب ہو۔ تو سب سے اہم اور مقدم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ہے۔ اور میرا مطلب یہی ہے۔ کہ نمازیں پڑھو۔ خشوع و خضوع سے پڑھو۔ سکون و اطمینان سے پڑھو۔ مگر خبردار حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں کبھی بھول کر بھی کوئی خلافِ ادب بات نہ ہونے پائے۔ ورنہ سارا کچھ بیکار ہو جائے گا۔ اسی لئے اعلیحضرت نے لکھا ہے۔ کہ

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اور ایک دوسرے شاعر نے لکھا ہے۔ کہ

Marfat.com

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی!
مگر میں باوجود اِن کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جبتک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ہاں تو بھائیو! موضوعِ سخن میرا اخلاص تھا۔ یعنی جو نیک کام کیا جائے۔ خاص خدا تعالیٰ کے لئے کیا جائے۔

مجاہد و سخی اور عالم

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں ایک حدیث درج فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ایک شخص نے حضور صلے اللہ علیہ و سلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! نجات کس بات میں ہے؟ حضور صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ نجات اس میں ہے۔ کہ تم اللہ کی عبادت خاص اللہ ہی کے لئے کرو۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ کرو اور فرمایا۔ کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا۔ خدا اس سے پوچھے گا۔ کہ تونے کونسا نیک عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا۔ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا۔ اللہ فرمائے گا۔ تو جھوٹ کہتا ہے۔ تونے اس نیت سے جہاد کیا تھا۔ تاکہ لوگ کہیں کہ یہ بڑا بہادر ہے۔ تیرے اس عمل میں میری رضا مقصود نہ تھی۔ دوسرا شخص لایا جائے گا۔ اور وہ کہے گا۔ الٰہی! میں نے تیرے نام پر مال خیرات کیا۔ خدا فرمائے گا۔ تو جھوٹ کہتا ہے۔ تیری نیت یہ تھی۔ کہ لوگ تجھے سخی کہیں۔ پھر تیسرا شخص لایا جائے گا۔ وہ کہے گا۔ الٰہی! میں نے بڑی محنت سے علم سیکھا اور قرآن پڑھا۔ ارشاد ہوگا۔ تو بھی جھوٹا ہے۔ تیری نیت یہ تھی۔ کہ لوگ یہ کہیں۔ کہ فلاں بڑا عالم ہے جاؤ ان تینوں کو دوزخ میں لے جاؤ۔ (ص ۳۷۹)

Marfat.com

حضرات! ملاحظہ فرمایئے۔ جہاد کتنی بڑی عظمت والی چیز ہے۔ مگر نیت درست نہ ہونے کے باعث بجائے مفید ہونے کے مہلک ہو گئی۔ سخاوت اور علم بھی اسی طرح خدا کی رضا کی خاطر نہ ہونے کے باعث بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان دہ ہو گئے۔ معلوم ہوا۔ کہ مسلمان اگر جہاد کرے تو صرف اللہ کی رضا کے لئے۔ خیرات کرے۔ تو صرف اللہ کی رضا کے لئے۔ اور علم سیکھے تو صرف اللہ کی رضا کی خاطر۔ اور جب اللہ کی رضا مقصود ہوگی۔ تو یہ چیزیں لقاءِ حق کا باعث بن جائیں گی۔ اور کامیابی قدم چومے گی۔

ستمبر روزہ جہاد

بھائیو! ہمارا ستمبر ۱۹۶۵ء کا سترہ روزہ بھارت سے جہاد اس حقیقت پر شاہد ہے۔ کہ جب اخلاص و خلوص موجود ہو۔ تو پھر کامیابی ہی کامیابی ہے ہمارے غازیوں نے صرف اللہ کی رضا کی خاطر جہاد کیا۔ اور اسی اخلاص کی برکت سے دشمن کی کثرت کے باوجود ہمارے مجاہدوں نے کفر کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اور ہر طرف فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے۔ ہمارے غازیوں کے پیشِ نظر دنیا یا منفعتِ دنیا نہ تھی۔ بلکہ صرف اسلام تھا۔ اور ؎

یہی جذبہ تھا اُن مردانِ غیرت مند پر طاری
دکھائی جن کے ہاتھوں حق نے باطل کو شکستِ فاش کاری

حج

بھائیو! حج کتنی بڑی نیکی اور سعادت ہے۔ اور کس قدر محنت و مشقت سے یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔ مگر کسی کی اگر نیت یہ ہو۔ کہ حج کرنے کے بعد میرے نام کے ساتھ لفظ "حاجی" لگ جائے۔ تو یقین کیجئے۔ صرف اس نیت کی بدولت ہی اس کا سب کیا کرایا دھرا رہ جائے گا۔ اور وہ اگرچہ یہاں

Marfat.com

"حاجی" کے نام سے مشہور ہو جائے گا۔ مگر قیامت کے روز اُسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

لطیفہ

بعض لوگوں کی واقعی یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ میں نے حج کیا ہے۔ تو اب مجھے "حاجی" ضرور کہا جائے چنانچہ کہتے ہیں۔ ٹرین میں ایک صاحب سے کسی نے دریافت کیا آپ کا اسم شریف ؟ تو وہ بڑے اہتمام سے بولے۔

"حاجی عبدالکریم"

پھر حاجی صاحب نے اُن سے پوچھا۔ اور آپ کا اسم شریف؟ تو وہ بھی اسی لہجہ میں بولے۔

نمازی عبدالرحیم

حاجی صاحب نے حیران ہو کر کہا۔ یہ "نمازی" کا پیوند کیوں ؟ تو وہ بولے۔ واہ صاحب واہ۔ آپ نے عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ حج کر کے اپنے نام کے ساتھ "حاجی" لگا لیا ہے۔ تو میں تو ہر روز پانچ پانچ نمازیں پڑھتا ہوں۔ پھر میں کیوں اپنے نام کے ساتھ "نمازی" نہ لگاؤں۔ اگر آپ "حاجی عبدالکریم" ہیں تو میں "نمازی عبدالرحیم" ہوں۔ حاجی صاحب شرمندہ ہو گئے۔

میرا مطلب یہ نہیں۔ کہ کوئی حاجی صاحب حاجی کہلائیں ہی نہ۔ اور حاجی کو حاجی کہنا منع ہے۔ نہیں مطلب یہ ہے۔ کہ حاجی کی یہ تمنا اور خواہش نہ ہونی چاہیئے۔ کہ لوگ مجھے حاجی کہیں۔ ویسے اگر کوئی اپنی خوشی سے کہہ دے۔ تو کیا حرج ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے توفیق دی۔ تو ہمیں یہ سعادت ملی۔

مجھے ایک اور پر لطف بات یاد آگئی۔ ہمارے قصبہ کے ایک صاحب حج کر کے آئے۔ تو جمعہ کے روز صبح میرے پاس

Marfat.com

آئے۔ اور کہنے لگے۔ مولوی صاحب! آج جمعہ میں میری طرف سے اعلان کر دیجئے گا۔ کہ میں نے حج صرف اللہ کے لئے کیا ہے۔ اسلئے مجھے کوئی حاجی نہ کہے۔ میں نے کہا۔ بھلا اس اعلان کی کیا ضرورت ہے آپ کے اس اعلان کرانے سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپکو حاجی ضرور کہا جائے۔ ؎

کیوں بوریا نشین ہے زاہد!
اس سے حرفِ ریا نکلتا ہے

کسی بوریا نشین کو دیکھ کر شاعر کہتا ہے۔ کہ آپ جو بوریا پر بیٹھے ہیں۔ حقیقت میں اس میں بھی ریا ہے۔ تا کہ لوگ آپ کو بڑا زاہد سمجھیں۔ کہ دیکھو کتنا بڑا زاہد ہے۔ جو بوریا پر بیٹھا ہے۔

اس شعر میں ایک اور شاعرانہ کمال بھی ہے۔ کہ لفظ "بوریا" میں "ریا" موجود ہے۔ "بو" اور "ریا" یعنی تیری اس بوریا نشینی سے بھی ریا کی بو آتی ہے۔ بہر حال مسلمانو! جو کام بھی کرو۔ صرف اللہ کی رضا کے لئے کرو۔ لوگوں کا دکھاوا اس میں مقصود نہ ہو۔ اس خالص نیت سے اچھے کام کروگے۔ تو قیامت کے روز اللہ سے ملنے کی امید رکھو۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

اَلْحَمْدُ لَکَ یَا خَالِقَ الْاَرْضِ وَالْفَلَکِ۔

جَاعِلَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلَكِ. اَحْمَدُكَ
حَمْدًا كَثِيْرًا وَاشْكُرُكَ شُكْرًا جَمِيْلًا وَعَلٰى
اَنْ حَسَّنْتَ خَلْقَنَا وَخُلُقَنَا وَجَعَلْتَنَا مِنْ
اَفْضَلِ مَخْلُوْقَاتِكَ وَدَبَّرْتَ الْاَمْرَ مِنَ
الْاَرْضِ اِلَى الْفَلَكِ. اَشْهَدُ اَنَّكَ لَآ اِلٰهَ
اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ. وَلَا ضِدَّ
وَلَا نِدَّ وَلَا عَدِيْلَ وَلَا مَثِيْلَ لَكَ، وَاَشْهَدُ
اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ
رَسُوْلُكَ سَيِّدُ مَنِ اصْطَفَيْتَهُ لَكَ.
اَلْمُنَادٰى بِلِسَانِ الْحَالِ وَالْمَقَالِ. مِنْ كُلِّ
مَخْلُوْقٍ فِي الْمَاضِيْ وَالْمُسْتَقْبِلِ وَالْحَالِ
قَدْ عَظَّمَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَبَجَّلَكَ. صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مَا طَارَ
الطَّآئِرُ وَسَارَ السَّآئِرُ. وَدَارَ الْفَلَكُ.

اَمَّا بَعْدُ

Marfat.com

فَيَآ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ تَذَكَّرِ النِّعَمَ الْفَائِضَةَ
عَلَيْكَ مِمَّنْ خَلَقَكَ وَعَدَّلَكَ حَيْثُ
اَخْرَجَكَ مِنَ الْعَدَمِ اِلَى الْوُجُوْدِ۔ وَاَمْطَرَ
عَلَيْكَ قَطَرَاتِ اللُّطْفِ وَالْجُوْدِ۔ وَ
فَضَّلَكَ عَلٰى كُلِّ مَخْلُوْقٍ حَتَّى الْجِنِّ وَ
الْمَلَكِ۔ فَلَا تُضَيِّعْ اَوْقَاتِكَ النَّفِيْسَةَ۔
فِيْ اِرْتِكَابِ الْاَعْمَالِ الْخَبِيْثَةِ۔ وَاجْتَهِدْ
فِيْ تَحْصِيْلِ مَرْضَاةِ مَنْ رَبَّاكَ وَسَجَّلَكَ
وَعَلَيْكَ بِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَبِّكَ صَبَاحًا وَّمَسَآءً
وَغَدَآءً وَعِشَآءً۔ فَاِنَّ ذِكْرَ اللّٰهِ شِفَآءٌ
مِنْ كُلِّ دَآءٍ۔ وَهُوَ الْمُنْجِيْ مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ
وَّهَلَاكٍ۔ وَلَازِمْ تَقْوَى اللّٰهِ وَاِطَاعَتَهٗ فِيْ
جَمِيْعِ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ فَاِنَّهٗ يَنْفَعُ
لَكَ۔ وَتَجَنَّبْ مِنَ الْمُهْلِكَاتِ الدِّيْنِيَّةِ
وَالْمُسْقِطَاتِ الرَّدِيَّةِ مِنَ الْغِيْبَةِ وَالنَّمِيْمَةِ

Marfat.com

وَالتَّبَاغُضِ وَالتَّنَافُسِ وَسَائِرِ الْاٰفَاتِ
اللِّسَانِيَّةِ وَالْقَلْبِيَّةِ فَاِنَّهَا تُوْصِلُ الْمَرْءَ
اِلٰى دَارِ الْهَلَاكِ۔ وَمَرَاقِبْ مَوْلَاكَ فِيْ كُلِّ
اٰنٍ۔ وَحَاسِبْ نَفْسَكَ فِيْ كُلِّ زَمَانٍ۔
فَاِنَّ عَنْ شِمَالِكَ وَيَمِيْنِكَ مَلَكٌ يَكْتُبُ
مَا تَفْعَلُ وَمَا تَقُوْلُ۔ وَبِرَاقِبْكَ فِيْ كُلِّ
مَا تَجُوْلُ فِيْهِ وَتَقُوْلُ۔ وَيُثْبِتُ فِيْ دَفْتَرِهٖ
كُلَّ مَا يَضُرُّكَ وَمَا يَنْفَعُ لَكَ۔ وَادْعُ اللّٰهَ
بِخُصُوْصِ الطَّرِيْقَةِ۔ وَصِدْقٍ لِنِّسْبَةِ۔ قَائِلًا
يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ۔ يَا مَنَّانُ يَا حَنَّانُ۔ يَا مَنْ
يَعْلَمُ مَا تَحْتَ الثَّرٰى وَمَا فَوْقَ الْفَلَكِ۔
اِغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاسْتُرْ عُيُوْبَنَا وَوَفِّقْنَا
لِمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَلَا تَجْعَلْنَا مِمَّنْ
هَلَكَ۔ اٰمِيْنَ۔ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ

Marfat.com

الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ
كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ الرَّءُوْفُ رَّحِيْمٌ۔

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھئے

Marfat.com

زیر نگرانی حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

کامیابی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ۝ وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ۝

بیشک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا۔ اور اپنے رب کا نام لے کر پھر نماز پڑھی۔" (پ ۳۰ ع ۱۲)

حضرات! آج میں کامیابی کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ یہ واقعہ ہے کہ دنیا کا ہر شخص کامیابی کا خواہاں ہے۔ جسے دیکھئے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ کوئی امیر ہو یا غریب۔ بادشاہ ہو یا گدا۔ مرد ہو یا عورت۔ مومن ہو یا کافر۔ سب یہی چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں کامیابی حاصل ہو۔ اور دنیا بھر کے مشاغل محنتیں تجارتیں۔ سلطنتیں۔ اور تعلیم و تربیت کے سلسلے سب اسی خاطر ہیں۔ کہ کامیابی کا موتی حاصل ہو۔ آجکل ساری دنیا میں

جو ہنگامے برپا ہیں۔ کہیں خانہ جنگیاں ہیں۔ اور کہیں دوسروں پر چڑھائیاں۔ کہیں مدافعانہ کوششیں ہیں۔ اور کہیں جارحانہ لڑائیاں۔ غور سے دیکھئے۔ تو یہ سب کچھ بھی کامیابی ہی کے لئے ہے۔ الغرض ہر کوئی یہی چاہتا ہے۔ کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ اور مجھے کامیابی حاصل ہو۔ مگر میرے بھائیو! اس کامیابی کا مفہوم بڑا مختلف ہے۔ ہر شخص نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق کامیابی کا مفہوم الگ الگ بنا رکھا ہے۔ کسی کے نزدیک بہت بڑا امیر ہو جانا کامیابی ہے۔ اسی لئے وہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے دن رات اسی دُھن میں لگا رہتا ہے۔ کسی کے نزدیک تخت و تاج میں کامیابی مضمر ہے۔ کسی کے نزدیک کسی بڑے عہدہ پر پہنچ جانا ہی کامیابی ہے۔ کوئی صاحبِ اولاد ہو جانے کو کامیابی سمجھتا ہے۔ اور کوئی شخص صاحبِ جائیداد ہو جانے کا نام کامیابی رکھتا ہے۔ مگر یہ سب مفہوم اپنے اپنے خیال کے مطابق ہیں۔ اور غلط ہیں۔ کامیابی وہ نہیں۔ جسے مخلوق کامیابی کہے۔ کامیابی وہ ہے۔ جسے خدا کامیابی فرمائے۔ اور اگر کامیابی مخلوق ہی کے مفہوم کے مطابق ہوتی۔ تو بھائیو! پھر قارون سب سے زیادہ کامیاب ہوتا۔ کیونکہ وہ بہت بڑا امیر تھا۔ خدا تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے:۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ (پ۲۰ ع۱۱)

بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا۔ پھر اس نے اُن پر زیادتی کی۔ اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے۔ جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں"

یعنی قارون اتنا امیر آدمی تھا۔ کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں

Marfat.com

اس قدر نہیں۔ کہ ایک زور آور جماعت بھی ان کنجیوں کا بوجھ نہ اٹھا سکتی تھی۔ اندازہ کیجئے۔ کہ جس کے خزانوں کی کنجیاں اس قدر ہوں اس کا خزانہ کتنا بڑا ہوگا؟ اتنا بڑا امیر تو آج بھی شاید ہی کوئی ہو۔ مگر بھائیو! یہ اتنی بڑی امارت اس کے لئے کیا کامیابی کا سبب بنی، یا خرابی کا؟ قرآن پاک ہی سے سنیئے۔ فرمایا:۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ

"تو ہم نے اُسے اور اس کے گھر کو زمین کے اندر دھنسا دیا"

دیکھ لیجئے۔ یہ امارت اس کے لئے مصیبت کا باعث بن گئی، جسے وہ کامیابی سمجھتا تھا۔ وہ اس کے لئے خرابی ثابت ہوئی۔ معلوم ہُوا۔ کہ امیر ہو جانا کوئی کامیابی نہیں۔ اور اگر تخت و تاج کا مالک ہونا کامیابی ہوتی۔ تو نمرود کامیاب ہوتا اور فرعون کامیاب ہوتا۔ حالانکہ جس ذلت کی موت یہ مرے۔ سب پر ظاہر ہے۔ نمرود ایک مچھر کے ہاتھوں واصل جہنم ہُوا۔ اور فرعون دریا میں غرق ہو کر مر گیا۔ اور اگر کسی بڑے عہدہ پر فائز ہو جانا کامیابی ہوتی۔ تو یزید کامیاب ہوتا۔ جس نے خلافت کا عہدہ اپنا لیا تھا۔ حالانکہ ہر طرف سے اس پر لعنت ہی برستی رہی ہے۔ معلوم ہُوا۔ کہ کسی عہدہ پر پہنچ جانا بھی کوئی کامیابی نہیں ہے۔ اور اگر صاحبِ اولاد یا صاحبِ جائداد ہو جانا کامیابی ہوتی۔ تو ولید بن مغیرہ مخزومی کامیاب ہوتا۔ جو بہت بڑی جائداد کا بھی مالک تھا۔ اور جس کے بڑے مالدار دس بیٹے بھی تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے۔

جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا وَّ بَنِيْنَ شُهُوْدًا (پ ۲۹ ع ۱۵)

"میں نے اسے وسیع مال دیا۔ اور بیٹے دیئے سامنے حاضر رہتے"

مگر اس کی یہ بہت بڑی جائداد اور اس کی اتنی اولاد اس کے لئے کیا کامیابی

کا باعث ہوئی ؟ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ اس کے لئے فرماتا ہے۔
سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا۔ "میں اُسے آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھاؤں گا۔"
معلوم ہُوا۔ کہ صاحبِ جائیداد ہو جانا یا صاحب اولاد ہو جانا بھی کوئی کامیابی نہیں۔ پھر اے میرے بزرگو! بھائیو! اور عزیزو! کامیابی کیا ہے؟ کامیابی وہی ہے۔ جسے خود خدا تعالیٰ کامیابی فرمائے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ میں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ کہ کامیابی کیا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ کامیابی تین باتوں میں منحصر ہے۔ ان میں سے پہلی بات ہے۔ دِل کی صفائی۔ دوسری اللہ کی یاد۔ اور تیسری نماز۔ بس یہ تین چیزیں جسے میسر آگئیں سمجھ لیجئے۔ کہ وہ کامیاب ہے۔ اور بارِشادِ خدا کامیاب ہے۔ اور کامیابی کا موتی اُسے حاصل ہے۔ دنیوی اور موہوم کامیابیاں تو بڑے نام کامیابیاں تھیں۔ مگر یہ کامیابی ایک اصلی اور ابدی کامیابی ہے۔

دِل

حضرات! دل کی صفائی بڑی اہم ہے۔ چونکہ دل سارے جسم میں بادشاہ کا درجہ رکھتا ہے۔ اس لئے اس بادشاہ کا ٹھیک ہونا ہی سارے جسم کے ٹھیک ہونے کا باعث ہے۔ دل پاک صاف ہو۔ تو سارے اعضاءِ جسم بھی پاک صاف ہوں گے۔ اور اگر دل ہی گندہ ہے۔ تو سارے اعضاء بھی گندے ہی ہوں گے۔ دل کی مثال ایک حوض کی سمجھئے۔ اور باقی اعضاء اس کی ٹونٹیاں۔ حوض میں اگر پانی پاک صاف ہے۔ تو ہر ٹونٹی سے پانی پاک صاف ہی نکلے گا۔ اور اگر حوض میں پانی گندہ ہے۔ تو ہر ٹونٹی سے بھی پانی گندہ ہی نکلے گا۔ پس اگر آپ ٹونٹیوں سے پاک پانی کے طلبگار ہیں تو حوض کو پاک صاف کیجئے۔ چنانچہ صوفیاء کرام سب سے پہلے اسی دل کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔ اور دِل ہی کی صفائی کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور

Marfat.com

بھائیو! کسی چیز کو پاک صاف کرنے کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح دل کی صفائی کے لئے۔

آنسو! آنسوؤں کے پانی کی ضرورت ہے۔ خدا کے خوف سے رونا اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور گنہگار کے آنسو دل کی میل دھو ڈالتے ہیں۔ اسی لئے مولانا رومی فرماتے ہیں۔ ؎

چوں خدا خواہد کہ ما یاری کند
میل ما را جانبِ زاری کند

یعنی خدا تعالیٰ بندے کی مدد فرمانا چاہے۔ تو اُس بندے کو رونے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ اور پھر فرمایا ؎

زور را بگذار زاری را بگیر
رحم سوئے زاری آید اے فقیر

یعنی بارگاہِ ایزدی میں زور نہیں چلتا زاری کام دیتی ہے۔ اس لئے زاری اختیار کرو۔ اور اللہ کے حضور تواضع و پستی کو اپناؤ۔ اکڑو مت اس لئے کہ پانی ہمیشہ پستی کی طرف جایا کرتا ہے۔ بلندی کو نہیں چڑھتا اکڑو گے۔ تو خدا کی رحمت کے پانی سے محروم رہو گے۔ تواضع اختیار کرو گے۔ تو اس پانی سے مستفید ہو گے۔ بھائیو! اللہ والے اسی تواضع کا درس دیا کرتے ہیں۔ اور دل کو نخوت و غرور اور تکبر کی میل سے صاف کرڈالتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ اللہ والوں کی مجلس میں تکبر و غرور کا نام و نشان تک نہیں ہوتا۔ سب متواضع اور منکسر نظر آتے ہیں۔ اور خدا کی یاد میں آنکھیں پرنم لئے بیٹھے نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو لوگ متکبر اور اکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ ان اللہ والوں کی مجلس میں آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ اس لئے کہ اس مجلس میں گئے۔ تو اکڑ وکڑ جاتی رہے گی ۔

Marfat.com

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ان اللہ والوں کی مجلس کی حاضری دے کر
اپنا دل کبر و غرور کی میل سے صاف کر لیتے ہیں۔
اس وعظ کا بقیہ انشاء اللہ اگلے جمعہ کو بیان کروں گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَلِیْمِ الْمَنَّانِ۔ اَلْکَرِیْمِ الدَّیَّانِ
حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ وَمُبَارَکًا
عَلَیْہِ کَمَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ۔
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ
لَہٗ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ، وَاَشْھَدُ اَنَّ
سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
الْمُؤَیَّدُ بِالْحُجَجِ السَّاطِعَۃِ وَالْبَرَاھِیْنِ
الْقَاطِعَۃِ وَتَنْزِیْلِ الْفُرْقَانِ۔ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ مَا دَارَ النَّیِّرَانِ۔

Marfat.com

اَمَّا بَعْدُ

اَیُّهَا الْاِخْوَانُ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجَآنِّ. تَذَکَّرُوْا نِعَمَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ فِیْ کُلِّ اٰنٍ. وَاشْکُرُوْهُ شُکْرًا بِصِدْقِ اللِّسَانِ. وَخُلُوْصِ الْجِنَانِ. وَ اِخْلَاصِ الْاَرْکَانِ. وَاذْکُرُوْهُ وَسَبِّحُوْهُ وَمَجِّدُوْهُ وَهَلِّلُوْهُ فَاِنَّ ذِکْرَهٗ شِفَآءٌ مِّنْ کُلِّ طُغْیَانٍ. وَحَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ مَعَ الْجَمَاعَاتِ فَمَنْ ضَیَّعَ الصَّلٰوةَ حُشِرَ مَعَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ. وَلَازِمُوْا اَدَآءَ سَائِرِ عُمُدِ الْاِیْمَانِ. فَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْ اَهْلِ الْکُفْرَانِ. وَعَلَیْکُمْ بِالْاِجْتِنَابِ عَنِ الْغِیْبَةِ وَالنَّمِیْمَةِ وَالسَّبِّ وَالْبُهْتَانِ وَالْحَسَدِ وَالْبُغْضِ وَالتَّدَابُرِ وَسَائِرِ اٰفَاتِ الْقَلْبِ وَاللِّسَانِ. فَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَتَیْنِ اِذَا صَلُحَا صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَا

Marfat.com

فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهُمَا الْقَلْبُ وَاللِّسَانُ
وَلَا تَكْفُرُوْا بِنِعَمِ رَبِّكُمْ عَلَيْكُمْ فَاِنَّ لَهٗ
نِعَمًا لَا تُعَدُّ. وَلَا تُحَاطُ بِالْحَدِّ. وَهُوَ ذُو
اللُّطْفِ الْقَدِيْمِ وَالْاِحْسَانِ. فَبِاَيِّ اٰلَاءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ. يَا اَيُّهَا الثَّقَلَانِ تَفَكَّرُوْا
فِيْمَا سَيَمُرُّ عَلَيْكُمْ فِي الْبَرْزَخِ وَالْمَحْشَرِ
مِنْ شَدَآئِدِ الْاَهْوَالِ الَّتِيْ تَضْطَرِبُ
فِيْهَا قُلُوْبُ اَهْلِ الْعِرْفَانِ. كَيْفَ بِكُمْ
اِذَا اَحَاطَتْكُمْ سَكَرَاتُ الْمَوْتِ وَشَدَآئِدُ
الْفَوْتِ. وَحَضَرَتْكُمْ مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ
لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ فِيْمَآ اَمَرَهُمْ وَلَا يَرْحَمُوْنَ
اَرْبَابَ الْخُسْرَانِ. كَيْفَ بِكُمْ اِذَا وَلّٰى عَنْكُمُ
الْاَحْبَابُ وَالْاَصْحَابُ وَالْاَقْرَانُ. وَتَرَكُوْكُمْ
مُتَحَسِّرِيْنَ مُنْفَرِدِيْنَ فِيْ بَيْتِ الْوَحْشَةِ وَ
الدِّيْدَانِ. كَيْفَ بِكُمْ اِذَا حَضَرَكُمْ مَلَكَانِ

Marfat.com

فَظَّانِ غَلِيظَانِ. فَيَسْأَلَانِ عَنْ رَبِّكُمْ وَ
عَنْ دِينِكُمْ وَعَنْ عَقِيدَتِكُمْ فِي نَبِيِّكُمْ فَإِنْ
أَجَبْتُمْ بِالصَّوَابِ نِلْتُمُ الْمُسَرَّةَ الَّتِي لَا
تَزُولُ وَإِنْ تَزَلْزَلْتُمْ فِي الْجَوَابِ وَقَعَدْتُمْ
فِي نُقْصَانٍ. كَيْفَ بِكُمْ إِذَا حَضَرْتُمْ حَضْرَةَ
رَبِّكُمُ الرَّحْمٰنِ - وَنُودِيتُمْ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ
وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ
أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا
تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ. كَيْفَ بِكُمْ إِذَا
نُوقِشْتُمْ فِي الْحِسَابِ. وَحُوسِبْتُمْ بِكُلِّ
نَقِيرٍ وَقِطْمِيرٍ حَسَبَ مَا هُوَ مُثْبَتٌ فِي
الْكِتَابِ - وَشَهِدَتْ عَلَيْكُمْ أَعْضَاؤُكُمْ
وَالْأَرْكَانُ - بِمَا عَمِلْتُمْ بِالسِّرِّ وَالْإِعْلَانِ.
أَلَا لِلّٰهِ أَلَا لِلّٰهِ عِبَادَ اللّٰهِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْبُدُوهُ
وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَالْخُسْرَانِ

Marfat.com

وَارْحَمُوْا نُفُوْسَكُمْ وَرَاقِبُوْا قُلُوْبَكُمْ وَلَا تُهْلِكُوْا اَعْضَآءَكُمْ بِالْعِصْيَانِ. فَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَيُنَجِّيْهِ مِنْ دَرَكَاتِ النِّيْرَانِ وَقُوْلُوْا بِخُلُوْصِ الْجَنَانِ. اَللّٰهُمَّ يَا كَرِيْمُ يَا رَحْمٰنُ. يَا حَلِيْمُ يَا مَنَّانُ. اِرْحَمْنَا وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَاخْتِمْ لَنَا بِالْخَيْرِ وَالْاِيْمَانِ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَ نَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھیئے۔

Marfat.com

جمعہ کا وعظ جو خطبہ مسنونہ کے بعد بعنوان

نگاہِ کامل

اَلْحَمْدُ لِاَھْلِہٖ۔ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی اَھْلِھَا

اَمَّا بَعْدُ

حضرات! پچھلے جمعہ میں جو آیت میں نے پڑھی تھی۔ اس کے متعلق بیان کرتے ہوئے میں نے اللہ والوں کا ذکر شروع کیا تھا۔ کہ یہ پاک لوگ اپنی نگاہوں ہی سے دل کی کائنات بدل ڈالتے ہیں۔ بھائیو! واقعی ان اللہ والوں کی نگاہ میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ کہ ؎

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی!
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

یہ اللہ والے اپنی نگاہوں سے دل کو دفعتہً پاک وصاف کر ڈالتے ہیں۔ اور یہ سب صدقہ ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ پاک کا۔ جس کے فیضان سے شرک وکفر سے لتھڑے ہوئے دل آن کی آن میں پاک وصاف ہو گئے۔ چنانچہ پہلے ایک واقعہ تبرکاً حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ پاک کا سنئے۔ کہ فتح مکہ سے دوسرے دن کا ذکر ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ فضالہ ابن عمیر نے موقعہ دیکھ کر ارادہ کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل

Marfat.com

کر ڈالے۔ جب وہ اس ارادہ سے قریب پہنچا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم اپنے دل میں ابھی کیا ارادہ کر رہے تھے۔ فضالہ نے کہا کچھ نہیں۔ میں تو اللہ اللہ کر رہا تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے۔ اور فرمایا۔ اچھا تم اپنے لئے اپنے خدا سے معافی کی درخواست کرو۔ یہ فرما کر اپنا ہاتھ بھی اس کے سینہ پر رکھ دیا۔ فضالہ کا بیان ہے۔ کہ ہاتھ رکھ دینے سے مجھے بڑا اطمینانِ قلب حاصل ہوا۔ اور آنحضرت کی محبت اس قدر میرے دل میں پیدا ہو گئی کہ حضور سے بڑھ کر کوئی بھی محبوب نہ رہا۔" (رحمۃ للعالمین صـ۱۲۲ بحوالہ زاد المعاد)

دیکھا آپ نے! فضالہ جس کے دل میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عداوت تھی۔ اور جو حضور کے قتل کے ارادہ سے آیا تھا۔ حضور کی نگاہِ کرم اور دستِ رحمت سے اس کا دل اس میل سے ایک دم صاف ہو گیا۔ اور عداوت کی میل سے صاف ہو جانے کے بعد اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جلوے نظر آنے لگے۔ اور "ادھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا" کے مطابق فضالہ کی کایا ہی پلٹ گئی۔

حضرات! یہ واقعہ ایک اہلحدیث مصنف کی کتاب رحمۃ للعالمین سے نقل کیا گیا ہے۔ تاکہ اس بات کا بھی کوئی انکار نہ کر سکے۔ کہ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہ دلوں تک بھی جا پہنچتی ہے۔ اور دلی ارادوں کو بھی حضور جان لیتے ہیں۔ پھر اگر کوئی شخص یوں کہنے لگے۔ کہ (معاذ اللہ) حضور کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں ہوتا۔ تو ہم کیوں نہ کہیں۔ کہ ایسا شخص خود ہی جاہل، بے علم اور بے خبر ہے۔ ؎

تو دانائے ما کان اور ما یکون ہے
مگر بے خبر۔ بے خبر دیکھتے ہیں

Marfat.com

ہاں تو اس نگاہِ پاک کے فیض سے اولیاء کرام کو جو نظریں عطا ہوئیں۔ اس کا بھی ایک واقعہ سنئے۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے شہر بسطام میں ایک رنڈی آ گئی جس کے دامِ حسن میں لوگ گرفتار ہونے لگے۔ اور برائی میں مبتلا ہونے لگے۔ حضرت بایزید کو پتہ چلا۔ تو ایک رات آپ خود اس رنڈی کے گھر تشریف لے گئے۔ اور اپنا مصلےٰ اس کے دروازے پر بچھا کر نماز پڑھنے لگے۔ اب جو بد معاش برے ارادے سے اس کے گھر آتے۔ بایزید کو وہاں دیکھ کر لوٹ جاتے۔ رنڈی نے یہ صورت دیکھی۔ تو حضرت بایزید سے کہنے لگی۔ یا حضرت! آپ جیسا پاکباز میرے جیسی فاحشہ کے گھر زیب نہیں دیتا۔ آپ کے یہاں تشریف لانے کا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا۔ آج رات میں خود تمہارے پاس رہوں گا۔ تم اپنی رات بھر کی کمائی کا بتاؤ کہ کتنی ہوتی ہے؟ اس نے بتائی۔ تو آپ نے اسی قدر رقم دے کر فرمایا۔ لو اب یہ رات میری ہو گئی۔ آج جو کچھ میں کہوں۔ تمہیں ویسا ہی کرنا ہوگا۔ رنڈی نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ آپ نے اُسے وضو کرنے کا حکم دیا۔ اس نے وضو کیا۔ پھر اسے دو رکعت نفل پڑھنے کو فرمایا۔ چنانچہ اس نے نفل پڑھنا شروع کر دئے۔ جب اس رنڈی نے رکوع کر کے سجدہ میں سر ڈالا۔ تو بایزید نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور عرض کیا ؎

آنچہ کارم بود آخر کردمش
کز زنا سوئے نماز آوردمش

یعنی اے خدا! مجھ کمزور و ضعیف کا تو اتنا ہی کام تھا۔ کہ اس فاحشہ کو زنا سے روک کر تیری بارگاہ میں لے آیا۔ اور تیرے آگے جھکا دیا۔ اب اگلا کام تیرا ہے۔ کہ اس کے سجدہ کو تو قبول کرلے

Marfat.com

یا نہ کرے۔ پھر عرض کیا ؎

بر درت آوردہ ام اے کبریا
قلبہا قلّب طفیلِ مصطفیٰ

اے مولا! تیرے در پر میں اِسے لے آیا ہوں۔ اب اپنے محبوب کے صدقہ میں اس کا دل تو بدل ڈال۔

حضرت بایزید علیہ الرحمۃ نے یہ دعا مانگی۔ تو اسی وقت وہ فاحشہ سچے دل سے تائب ہو کر عارفہ بن گئی۔ اور پردے میں بیٹھ گئی۔

دیکھا میرے بزرگو! اللہ کے مقبول کی نگاہ سے کس طرح اس فاحشہ کا دل پاک صاف ہو گیا۔ اور وہ عارفہ بن گئی۔ اسی لئے تو شاعر نے کہا ہے۔ کہ ؎

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اللہ کی یاد

حضرات! کامیابی کے لئے دوسری چیز اللہ تعالےٰ نے اپنی یاد بتائی ہے۔ بھائیو! دل صاف ہو گیا تو اب اس میں اللہ کی یاد کے نقش جماؤ۔ دل وہی دل ہے۔ جس میں اس کی یاد ہو۔ جو دل اس کی یاد سے غافل ہے۔ وہ دل برائے نام دل ہے۔ "دل وہ دل ہے جو تری یاد سے معمور رہا" اور "سر وہ سر ہے جو ترے نام پہ قربان گیا" —— بھائیو! اللہ کی یاد سے دل کو لبساؤ۔ اور اس کی یاد کا یہ معنی ہے۔ کہ دل میں اس کا خیال ہو۔ لب پر اس کا نام ہو۔ کانوں میں اس کے نغمات ہوں۔ ہاتھ اور پاؤں اس کی مرضی سے ہلیں۔ کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ اور اس کی یاد کا یہ معنی ہے۔ کہ اس کی یاد کے بغیر دل کو چین نہ آئے اور آیۂ یَذْکُرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ کے مطابق ذکرِ خدا سے

Marfat.com

دل کو اطمینان حاصل ہو۔ اذان سنے تو خوش ہو۔ نماز کا وقت آئے تو خوش ہو۔ قرآن کی تلاوت ہو۔ تو خوش ہو۔ اس لئے کہ جس سے پیار ہوتا ہے اس کا نام بھی پیارا لگتا ہے۔ اس کا کلام بھی پیارا لگتا ہے۔ اور اس کی ہر چیز پیاری لگتی ہے۔

محبوب کا شہر

مولانا رومی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ کہ ؎

گفت معشوقے بعاشق اے فتیٰ
تو بغربت دیدۂ بس شہرہا
پس کدامے شہر زانہا خوشتر است
گفت آں شہرے کہ دروے دلبر است

"کسی عاشق سے اس کے معشوق نے پوچھا۔ کہ تو نے بڑے بڑے شہر دیکھے ہیں۔ یہ تو بتاؤ۔ تجھے کونسا شہر پسند آیا ہے؟ تو عاشق نے جواب دیا۔ مجھے تو وہی شہر پسند آیا ہے۔ جہاں میرا محبوب رہتا ہے۔"

دیکھا میرے بزرگو! یہ ہیں محبت کی باتیں۔ محبوب سے جس چیز کو بھی نسبت حاصل ہو جائے۔ محبوب ہو جاتی ہے۔ اسیطرح اللہ کے جو پیارے ہیں۔ ایک سچے مسلمان کو ان سے بھی پیار ہوگا۔ اور اگر کوئی اللہ والوں سے پیار نہیں رکھتا۔ تو یقین کیجئے۔ اُسے اللہ سے بھی پیار نہیں۔

نماز

تیسری چیز کامیابی کے لئے اللہ نے نماز بتائی ہے یعنی دل کی صفائی کے بعد اس میں یاد الٰہی کے جلوے نظر آئیں۔ اور پھر نماز بھی پڑھی جائے۔ بھائیو! آجکل بعض لوگ نماز نہیں پڑھتے۔ اور اگر ان سے کہا جائے۔ کہ میاں نماز پڑھو۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ کہ بھئی ہم تو ہر وقت ذکر خدا میں مشغول رہتے ہیں۔ ہمارے

Marfat.com

دل میں ہر وقت نماز ہے۔ یہ تمہاری اٹھک بیٹھک کی نماز کا کیا فائدہ ؟ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے ایسے ملحدین کو بھی راہِ ہدایت دکھائی ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ذکرِ خدا میں مشغول رہ کر پھر یہ نہیں۔ کہ نماز نہ پڑھی جائے۔ بلکہ نماز بھی پڑھو۔ ذکر و اذکار بھی کرو اور ذکرِ حق کی سب سے اہم صورت نماز پڑھنا بھی اختیار کرو۔ بس یہی صورت ہے کامیابی کی۔ جو ان باتوں پر عامل ہوا۔ وہ کامیاب ہوا۔ ورنہ کوئی کامیابی نہیں ؛

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

یہ ہے خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنَا وَدَبَّرَ اَمْرَنَا وَ جَعَلَنَا مِنْ اَفْضَلِ الْمَخْلُوْقَاتِ۔ اَحْمَدُہٗ حَمْدًا کَثِیْرًا وَاَشْکُرُہٗ شُکْرًا کَبِیْرًا عَلٰی نِعَمِہِ الْفَائِضَاتِ۔ اَشْھَدُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ فِیْ تَدْبِیْرِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ۔ وَاَشْھَدُ

Marfat.com

اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَاحِبُ
الْاٰیَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی
اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ مَا دَارَتِ
الْکَوَاکِبُ السَّابِحَاتُ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَیَا اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَوَحِّدُوْہُ
فَاِنَّ التَّوْحِیْدَ رَاْسُ الطَّاعَاتِ. وَلَا تُشْرِکُوْا
بِہٖ شَیْئًا فَاِنَّ الشِّرْکَ مِنْ اَعْظَمِ الْبَلِیَّاتِ.
وَاجْتَنِبُوْا مِنَ السُّمْعَۃِ وَالرِّیَآءِ فَاِنَّ الرِّیَآءَ
شِرْکٌ خَفِیٌّ وَھُوَ مُبْطِلٌ لِلْاَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ
وَعَلَیْکُمْ بِاِقَامَۃِ الْاَرْکَانِ. وَحِفْظِ الْقَلْبِ
وَاللِّسَانِ. عَنِ الذُّنُوْبِ الْمُھْلِکَاتِ. وَاِیَّاکُمْ
ثُمَّ اِیَّاکُمْ مِنَ ارْتِکَابِ الْبِدْعَاتِ. فَاِنَّ
کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ تَھْوِیْ
بِصَاحِبِھَآ اِلٰی اَسْفَلِ الدَّرَکَاتِ۔ وَالْعَمَلُ

Marfat.com

اَلْقَلِيْلُ فِيْ سُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ عَمَلٍ كَثِيْرٍ فِيْ
بِدْعَةٍ فَاِنَّ الْبِدْعَةَ تُهْلِكُ صَاحِبَهَا وَ
تُوْقِعُهُ فِي الْحَسَرَاتِ۔ وَعَلَيْكُمْ بِاِحْيَاءِ السُّنَنِ
الْمَرْضِيَّةِ۔ وَاِجْرَاءِ الطُّرُقِ الشَّرْعِيَّةِ مِنْ
غَيْرِ خَوْتٍ لَوْمَةِ اللَّآئِمَاتِ۔ وَتَذَكَّرُوْا يَوْمًا
ثَقِيْلًا تَنْشَقُّ فِيْهِ السَّمٰوٰتُ۔ وَتَسَاقَطُ
الْكَوَاكِبُ النَّيِّرَاتُ۔ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ
غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ۔ وَبَرَزُوْا فِيْهِ
لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ذِي الْاَلَآءِ وَالنَّعْمَآءِ
السَّآئِلَاتِ۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ فِيْهِ مِنْ اَخِيْهِ
وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ وَالْبَنَاتِ
يَوْمَ يُحَاسَبُ فِيْهِ كُلُّ امْرِءٍ بِمَا كَسَبَ مِنَ
الْاَعْمَالِ الْخَبِيْثَةِ وَالصَّالِحَاتِ۔ فَمَا اَعْدَدْتُمْ
الْجَوَابَ۔ اِذَا حَضَرَ عِنْدَكُمُ الْكِتَابُ۔ وَ
سُئِلْتُمْ عَنْ عُمُرِكُمْ فِيْمَا اَفْنَيْتُمْ وَعَنْ

Marfat.com

مَالِكُمْ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبْتُمْ وَفِيْ اَيِّ وَجْهٍ
صَرَفْتُمْ وَعَنْ جَمِيْعِ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ
اَللّٰهَ اَللّٰهَ عِبَادَ اللّٰهِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَحَاسِبُوْا
نُفُوْسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا فِي الْعَرَصَاتِ
وَمُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا لِتَنَالُوا الْحَيٰوةَ
الدَّائِمَةَ وَالْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ۔ وَ
قُوْلُوْا مِنْ صَمِيْمِ الْقَلْبِ بَاسِطِيْنَ اَكُفَّ
السُّؤَالِ اِلٰى مُجِيْبِ الدَّعَوَاتِ ۔ اَللّٰهُمَّ
يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ۔ يَا رَفِيْعَ الدَّرَجَاتِ
يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ ۔ يَا كَاشِفَ الْمَكْرُوْبَاتِ
يَا مُجِيْبَ الْمُضْطَرِّ اِذَا دَعَاهُ وَمُنْجِيَهٗ
مِنَ الْمِحَنِ وَالْفِتَنِ وَالْمُهْلِكَاتِ۔
اِغْفِرْ لَنَا السَّيِّئَاتِ ۔ وَتَحَمَّلْ عَنَّا
النَّبِعَاتِ۔ وَتَقَبَّلْ مِنَّا الْعِبَادَاتِ۔
وَارْفَعْ لَنَا الدَّرَجَاتِ۔ وَاكْتُبْ لَنَا

Marfat.com

بَرَاءَةً مِّنَ النَّارِ وَالْجَنَّةِ. وَارْزُقْنَا النَّظَرَ
اِلٰى وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ فِي الْجَنَّاتِ الْعَالِيَاتِ
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ
الْعَظِيْمِ. وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ
كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھیئے

Marfat.com

ماہِ ذوالحج: نفل کے پہلے جمعہ کا وعظ خصوصی

حج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ - وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ - بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا - وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ (پ ۴ ع ۱)

"اور اللہ کے لیے لوگوں پر اُس گھر کا حج کرنا ہے۔ جو اس تک چل سکے۔ اور جو منکر ہو - تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔"

حضرات! یہ مہینہ مبارک ذوالحج شریف ہے۔ اور میں آج حج کے متعلق ہی کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ آیت کریمہ جو میں نے پڑھی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے استطاعت والوں پر اپنے گھر

یعنی کعبہ شریف کا حج ضروری قرار دیا ہے۔ " استطاعت والوں پر" کا مطلب یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کے پاس اتنا خرچ ہو۔ جو اُن کے لئے حجّ کو جانے اور پھر وہاں سے آنے تک کے لئے پورا ہو سکے۔ اور ان کی غیر حاضری میں ان کے اہل وعیال کے نان و نفقہ کے لئے بھی پورا ہو سکے۔ اور راستے کی آسانی وامن بھی انہیں میسر ہو۔ تو ایسے لوگوں پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ اور ان کا کوئی عذر مسموع نہیں ہوتا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَابِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۱۲)

"جس شخص کو کسی ظاہری حاجت کی رکاوٹ نہ ہو۔ یعنی اُسے زادِ راہ اور راستے کی سواری میسر ہو۔ اور کوئی جابر حاکم بھی اُسے روکنے والا نہ ہو۔ اور کوئی ایسا مرض بھی اُسے لاحق نہ ہو۔ جس کے باعث وہ سفر نہیں کر سکتا۔ پھر بھی وہ حج نہ کرے۔ اور مر جائے۔ تو اگر وہ چاہے۔ تو یہودی ہو کر مر جائے۔ اور اگر چاہے۔ تو عیسائی ہو کر مر جائے"

توبہ! توبہ!! استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ کہ رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ کہ جس شخص کے پاس سب کچھ ہے۔ اور وہ اپنے اہل و عیال کے لئے بھی خرچ رکھتا ہے اور اپنے آنے جانے کا بھی سارا خرچ رکھتا ہے۔ اور کسی حاکم کی طرف سے اُسے رکاوٹ بھی نہیں ہے۔ اور اُسے کوئی مرض بھی نہیں ہے۔ پھر بھی وہ غلط سلط عذر کرنے لگے۔ اور حج کو نہ جائے۔ تو حضور فرماتے ہیں۔ ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ چاہے وہ یہودی ہو کر

Marfat.com

مرے، چاہے عیسائی ہو کر۔

عذرِ لنگ

میرے بھائیو! آجکل بہت سے لوگ غلط سلط، اور عذرِ لنگ پیش کرنے لگتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ اجی مجھ پر ابھی بہت سے فرض باقی ہیں۔ میں نے ابھی اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کرنی ہے۔ ان فرضوں سے سبکدوش ہو لوں۔ اور ان کی شادیاں کر لوں۔ تو حج بھی کر آؤں گا۔ دیکھیے لیجئے۔ یہ مسئلہ یار لوگوں نے اپنی طرف سے ہی گھڑ رکھا ہے۔ کہ بچوں کی شادیاں کر لو۔ پھر حج کرو۔ حالانکہ یہ بات ہرگز نہیں۔ جب اتنا خرچ جمع ہو جائے۔ جو غیر حاضری میں اہل وعیال کے لئے اور اس کے جانے آنے تک کے لئے پورا ہو سکتا ہے۔ تو اس پر حج فرض ہو گیا۔ شادیاں بھی ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ یا اس کے محبوب نے یہ کہیں نہیں فرمایا۔ کہ پہلے شادیاں کر کے فارغ ہو لو۔ پھر حج کرو۔

انڈونیشیا کے حاجی

ہم نے تو دورانِ حج میں انڈونیشیا کے حاجیوں کو بال بچوں سمیت حج کے لئے آتے دیکھا ہے۔ چھوٹے بڑے گھر کے سارے افراد ساتھ ہوتے ہیں۔ اور وہاں ایک انڈونیشی حاجی سے معلوم ہوا۔ کہ ان کے ملک میں جب تک لڑکا حج نہ کر لے۔ اُسے کوئی لڑکی دیتا نہیں۔ اور جب تک لڑکی حج نہ کر لے۔ اُسے کوئی لیتا نہیں۔ یہ ایمان افروز دستور سننے کے بعد میں نے سوچا۔ کہ ہمارے ملک میں تو اس کے برعکس دستور ہے۔ کہ جب تک سالے لڑکوں لڑکیوں کی شادی کر نہ لو۔ حج کو نکلو ہی نہیں۔ وہاں حج پہلے اور شادی بعد، اور یہاں شادی پہلے اور حج بعد۔

اسیطرح انڈونیشیا کے علاوہ دوسرے ممالک کے لوگ بھی

Marfat.com

بال بچوں کو ہمراہ لاتے ہیں۔ ہمارے پاکستان کے لوگ بھی بال بچوں کو ساتھ لے جاتے ہیں۔ مگر کم۔ میں جب ۱۹۵۴ء میں حج کے لئے گیا تھا۔ تو وہاں اکثر لوگوں کو اپنے بچوں سمیت حج کرتے دیکھا۔ تو دل میں شوق پیدا ہوا۔ کہ خدا توفیق دے۔ تو آئندہ میں بچوں سمیت حج کے لئے آؤں۔ اور میں نے بارگاہِ نبوی علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں یہ دعا کی تھی۔ کہ مجھے آئندہ بچوں سمیت حاضری نصیب ہو۔ چنانچہ میری یہ دعا قبول ہوئی۔ اور میں ۱۹۶۰ء میں بچوں سمیت حاضر ہوا۔

جوانی میں ایک اور بات بھی یاد رکھنے کی ہے۔ کہ حج کا مزہ جوانی میں ہے۔ حج کافی محنت و مشقت کا کام ہے طوافِ کعبہ۔ صفا و مروہ کی سعی۔ اور پھر منیٰ کی حاضری۔ اور وہاں سے عرفات اور عرفات سے مزدلفہ۔ اور مزدلفہ سے پھر عرفات، اور وہاں سے پھر مکہ معظمہ۔ اور پھر مدینہ منوّرہ۔ ان مقدس اور ایمان افروز چکروں کے لئے بدنی طاقت کا ہونا ضروری ہے۔ بڑھاپے میں اگرچہ فرض ادا تو ہو جاتا ہے۔ مگر وہ لطف کہاں۔ جو جوانی کے حج میں ہے ہم نے بوڑھوں کو پالکیوں میں سوار ہو کر طواف کرتے۔ اور صفا و مروہ کی دوڑ کرتے دیکھا ہے۔ مگر جوان اپنی ہمت و طاقت سے یہ مبارک کام خود سرانجام دیتے۔ اور روحانی کیف و سرور حاصل کرتے ہیں۔ میں نے دیگر ممالک کے اکثر افراد جوان ہی دیکھے — اِلّا مَا شَاءَ اللّٰہ! — اور اپنے یہاں کے اکثر بوڑھے ہی دیکھے۔ اِلّا مَا شَاءَ اللّٰہ! —

۱۹۵۴ء میں جب میں سیالکوٹ ٹیکہ لگوانے کے لئے ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا۔ تو ڈاکٹر صاحب مجھے دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ متعدد حاجیوں

Marfat.com

کو میں نے ٹیکہ لگایا ہے۔ مگر صرف آپ ہی ایک ایسے حاجی آئے ہیں۔ جن کے بال سیاہ ہیں۔ ورنہ سب سفید بالوں والے ہی آتے رہے۔ مطلب یہ کہ ہمارے یہاں بالعموم حج کا سفر بڑھاپے میں اختیار کیا جاتا ہے۔ جوانی میں بھی جاتے ہیں۔ مگر کم۔

نیا دور اور اب اس نئے دور میں تو کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ جو سفرِ حج کو ضروری ہی قرار نہیں دیتے اور نہ صرف حج بلکہ جملہ ارکانِ دین کو موجودہ دور کی ضروریات پر قربان کرنے لگے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اسی لئے اکبر الہ آبادی نے لکھا ہے کہ ؎

بتوں سے میل خدا پر نظر یہ خوب کہی
شبِ گناہ و نمازِ سحر یہ خوب کہی
مڑک نفیس فٹن خوشنما ڈنر ہر شب
یہ لطف چھوڑ کے حج کا سفر یہ خوب کہی

بہرحال مسلمانو! ان خیالاتِ فاسدہ کو چھوڑ کر اپنے اللہ اور اپنے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو پیشِ نظر رکھو۔ اور جان لو۔ کہ ہر استطاعت والے پر اللہ کے گھر کا حج فرض ہے۔ اور عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے۔

ایک مرتبہ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار خطبہ میں فرمایا۔ کہ

یَاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا

"اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ پس حج کرو۔"

تو ایک صحابی اٹھے۔ اور عرض کی۔

اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

"یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے۔"

Marfat.com

حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس سوال پر خاموش رہے۔ اس صحابی نے پھر یہی سوال کیا۔ کہ حضور! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضور پھر خاموش رہے۔ اس نے پھر یہی سوال دہرایا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ

"اگر میں ہاں کہہ دوں۔ تو حج ہر سال ہی فرض ہو جاتا۔" (مشکوٰۃ شریف ص۲۱۳)

یعنی حج عمر بھر میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے۔ اور تم بار بار مجھ سے یہ سوال کیوں کر رہے ہو۔ اور میری زبان سے "ہاں" کیوں کہلوا رہے ہو۔ اگر میری زبان سے "ہاں" نکل گئی۔ تو حج ہر سال فرض ہو جائے گا۔ مگر میں "ہاں نہیں فرماتا۔ لہذا حج صرف ایک ہی مرتبہ فرض ہے۔

اختیارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرات! اس حدیثِ پاک سے ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اختیار ثابت ہو رہا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہو رہی ہے۔ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ پاک سے جو نکل جائے وہی شریعت بن جاتی ہے۔ اور آپ مالک و مختار اور شارع ہیں۔ اور یہیں سے ایسے لوگوں کی تردید ہو گئی۔ جن کا یہ خیالِ فاسد ہے۔ کہ "رسول" کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" اور جو یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ "رسول کو کسی بات کا اختیار نہیں۔

الحمد للہ! ثم الحمد للہ!! کہ یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک و مختار اور شارع ہیں۔ جو بات یہ فرما دیں، وہی شریعت ہے۔ بھائیو! اگر صحابہ کرام کا یہ عقیدہ نہ ہوتا۔ تو جب

Marfat.com

حضور نے یوں فرمایا تھا۔ کہ " اگر میں ہاں کہہ دوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے " اس وقت یہ سوال ضرور اٹھتا۔ کہ یا رسول اللہ! آپ تو مختار ہی نہیں ہیں۔ اگر اللہ نے حج عمر بھر میں ایک ہی مرتبہ فرض کیا ہے۔ تو آپ کے "ہاں" کہہ دینے سے کیا ہوتا ہے؟ اللہ کے ایک بار فرض کئے ہوئے کو آپ کی "ہاں" ہر سال کے فرض میں کیسے بدل سکتی ہے۔ مگر نہیں صحابہ کرام کا عقیدہ تھا۔ کہ ہمارے حضور آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو احکام مفوض ہیں۔ اور اللہ نے اپنے محبوب کو یہ اختیار دے دیا ہے۔ کہ وہ امت پر کسی چیز کو چاہیں تو واجب کر دیں۔ اور چاہیں۔ تو ان کی مشقت کے پیشِ نظر معاف فرمادیں یہ ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ۔ اور الحمد للہ کہ اہل سنت وجماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ کہ یا رسول اللہ ع

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

اور بڑے ہی نا آشنا عظمتِ رسالت ہیں۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ رسول کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ اور یہ کہ ان کا کوئی اختیار نہیں۔ اے کاش! ایسے لوگوں کو عشق و محبت کی دولت نصیب ہوتی۔ اور وہ ایسا کبھی نہ کہتے۔ مگر ؎

بے خبر ہو جو لذتِ غم سے
میرا سوز و گداز کیا جانے

حج

ہاں تو بھائیو! ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر حج فرض ہے اور یہ حج ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ اور جو روحانی کیف و سرور اس عبادت میں حاصل ہوتا ہے۔ وہ حاجی ہی جانتا ہے۔ سبحان اللہ! کیا مقدس اجتماع اور کیا ہی ایمان افروز اور وجد آور مناظر ہوتے ہیں۔ مسلمانو! اللہ توفیق دے۔ تو حج کرو۔

Marfat.com

طواف

ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو مخاطب فرما کر فرمایا :-

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۔

"کہ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں"

تو فرشتوں سے یہ بات نکل گئی تھی ۔کہ

اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَاءَ۔

الٰہی "کیا تو ایک ایسی ہستی کو بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گی۔ اور خون بہائے گی"

خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں فرشتوں نے یوں کہا۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا:-

اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ — "جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے"

یہ ارشاد سن کر فرشتوں پر خوف طاری ہوا۔ کہ شاید ہمارا جواب بارگاہِ ایزدی کے خلافِ ادب تھا۔ وہ اس خوف سے عرش کے ارد گرد طواف کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ عاجزی پسند آگئی۔ اور انہیں اپنے عفو و کرم کی نظر سے دیکھ کر فرمایا۔ اچھا دنیا میں زمین پر بھی ایک — ایسا ہی مکان بناؤ۔ جس کے ارد گرد میرے بندے طواف کرکے مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگا کریں۔ اور میں انہیں معاف کردیا کروں۔

کعبہ شریف

یہ اللہ کا گھر بڑا پرانا گھر ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آج تک مکرم و معظم چلا آیا ہے۔ کئی بار یہ منہدم ہوا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم اور فرشتوں کی نشاندہی سے یہ بنتا چلا آیا۔ تا آنکہ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی تولیت میں آیا۔ لوگ اس گھر کی زیارت کے لئے اور اس کے طواف کے لئے دور دور سے آتے۔ اور فیضیاب ہوتے تھے۔

Marfat.com

ابرہہ یمن کا بادشاہ جس کا ابرہہ تھا۔ یہ بے دین اِس گھر کی اس عظمت و برکت سے جلنے لگا۔ اور اس نے لوگوں کو حج کعبہ سے روکنے کے لیے یمن میں ایک بڑا دیدہ زیب اور شاندار گرجا بنایا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ لوگ مکہ میں طواف کرنے کے لئے نہ جائیں بلکہ یہاں یمن میں میرے بنائے ہوئے اس شاندار گرجا کا طواف کرنے کے لئے یہاں آیا کریں۔ کسی دل جلے اور من چلے نے راتوں رات اس کے گرجا پر نجاست مل دی۔ گویا اس بات کا اعلان کیا۔ کہ عظمت و برکت کا مخزن تو کعبہ ہی ہے۔ اور یہ تیرا بنایا ہُوا مکان نحوست و نجاست کا منبع ہے۔ ابرہہ کو طیش آ گیا۔ اور وہ سینکڑوں ہاتھی لے کر اپنے لشکر سمیت کعبہ شریف کو ڈھانے کی نیت سے مکہ معظمہ کی طرف چل پڑا۔ اور اس نے اعلان کر دیا۔ کہ میں کعبہ کو ڈھانے چلا ہوں۔ اور میں اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر آؤں گا۔ اس کا لشکر ہاتھیوں پر سوار تھا۔ اور خود بھی وہ ایک بڑے ہاتھی پر سوار تھا۔ جو سب سے آگے تھا۔ اس کے پیچھے اس کا سارا لشکر ہاتھیوں پر سوار مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہُوا۔

مکہ معظمہ کے قریب جب یہ لوگ پہنچے۔ تو اُسے معلوم ہُوا۔ کہ کعبہ شریف کا جو متولی عبدالمطلب ہے۔ اس کے کچھ اونٹ مکہ سے باہر چر رہے ہیں۔ ابرہہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا۔ کہ یہ سب اونٹ ضبط کر لئے جائیں۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب کے سارے اونٹ ضبط کر لئے گئے۔ پھر اس نے اپنا ایک آدمی حضرت عبدالمطلب کے پاس بھیجا۔ اور یہ پیغام بھیجا۔ کہ میں کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا ہوں اگر لڑنا ہے۔ تو تم بھی جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ کہ ہم نے تمہارے اونٹ ضبط کر لئے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا۔

Marfat.com

کہ ابرہہ سے کہدو۔ کہ ہم لڑنا نہیں چاہتے۔ وہ میرے اونٹ مجھے واپس کردے۔ قاصد نے کہا۔ کہ تم اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہو۔ اور کعبہ کے متعلق کچھ نہیں کہتے۔ اور یہ درخواست نہیں کرتے۔ کہ کعبہ کو نہ ڈھایا جائے۔ اونٹوں کی تو تجھے فکر ہے۔ مگر کعبہ کی کوئی فکر نہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا۔ ؎

اونٹ جو پکڑے ہیں وہ ہیں میری شے
اور جس کا کعبہ ہے وہ اور ہے
میری شے تو تو حوالے میرے کر
خود بچا لے گا وہ جس کا ہے وہ گھر

چنانچہ حضرت عبدالمطلب کا جواب سن کر ابرہہ کو غصہ آگیا اور دوسرے روز اس نے اپنے ہاتھیوں پر سوار لشکر کو حکم دے دیا۔ کہ کعبہ پر چڑھائی کردو۔ خود ہاتھی پر سوار آگے تھا۔ اور سارا لشکر ہاتھیوں پر سوار پیچھے۔ یہ ہاتھیوں والا لشکر جب کعبہ شریف کو بڑھا۔ تو ؎

حرم کی حد میں آیا ابرہہ تو رک گیا ہاتھی
پئے تعظیم کعبہ عاجزی سے جھک گیا ہاتھی

سبحان اللہ! کعبہ شریف کی عظمت و ہیبت کا یہ نظارہ دیکھا گیا۔ کہ حرم شریف کی حد آتے ہی ابرہہ کا ہاتھی کعبہ شریف کو دیکھتے ہی سجدہ میں جھک گیا۔ اور سجدہ کرنے لگا۔ ابرہہ یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور ہاتھی کو مارنے لگا۔ مگر ؎

ہزار آنکس پڑے تن پر مگر وہ سر نہیں اٹھا
گرا سجدے میں سر ایسا کہ پھر اوپر نہیں اٹھا

ابرہہ بڑا حیران تھا۔ کہ ہاتھی کو کیا ہو گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا

Marfat.com

کہ پچھلوں کا کیا حال ہے۔ تو ؎

نظر آیا قطاراں در قطاراں رک گئے ہیں سب
بروئے کعبہ سجدہ کر رہے ہیں جھک گئے ہیں سب

اس نے دیکھا۔ کہ اس کے لشکر کے سارے ہاتھی اس کے ہاتھی کے پیچھے گویا مقتدی بن کر سب سجدے میں گرے ہوئے ہیں۔ اور اس کا سارا لشکر سراسیمہ اور حیران ہے۔ کہ یہ ان ہاتھیوں کو کیا ہو گیا ہے۔ آخر ان ظالموں کا حشر کیا ہوا؟ ؎

وہ لشکر اور وہ ہاتھی اور ان کے ہانکنے والے
خدا کے قہر نے اک آن میں پامال کر ڈالے

خدا تعالیٰ کے غضب و جلال میں کچھ ایسا جوش پیدا ہوا۔ کہ اس نے چھوٹے چھوٹے جانور ان کے سروں پر بھیج دیئے۔ جن کے پنجوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں پکڑی تھیں۔ وہ کنکریاں ان کے سروں پر پڑیں۔ اور اللہ کی بے پناہ قدرت سے وہ معمولی کنکریاں ان کے لئے ایٹم بم بن گئیں۔ اور ہاتھیوں سمیت اس کافر لشکر کا بھوسہ بن گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت کر کے دکھا دیا۔ کہ یہ گھر بڑی عظمت اور بڑے جلال کا مرکز ہے۔ اور اس کی عظمت و مرکزیت کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔

سترہ روزہ جہاد

میرے بھائیو! ہمارا وہ جہاد جو پچھلے ستمبر ۱۹۶۵ء کو بھارتی کفر سے سترہ روزہ جاری رہا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہماری کچھ ایسی مدد فرمائی۔ کہ آج دنیا بھر میں اس جہاد کے چرچے ہیں۔ اور اسلام کی فتح اور کفر کی شکست کے قصے زبان زد عوام ہیں۔ محاذ چونڈہ پر بھارتی سینا سینکڑوں ٹینک ابرہہ کے ہاتھیوں کی طرح لے

Marfat.com

کرتی تھی۔ اور جس طرح اللہ نے ابرہہ کی سینا پر ابابیلیں بھیج کر ان سے کنکریاں مروا کر انہیں نیست و نابود کر دیا تھا۔ کچھ اسیطرح ان بھارتی ہاتھیوں (ٹینکوں) پر ہمارے شاہبازوں (ہوائی جہازوں) کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے ان شاہبازوں کے بموں سے ان ہاتھیوں (ٹینکوں) کا کچومر نکال کر رکھ دیا۔ اور تاریخ نے اپنے آپ کو دہرا کر دکھا دیا۔ کہ ابرہہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا تھا۔ اور خود تباہ ہو گیا۔ اور آج بھارتی ابرہہ کعبہ کے پرستاروں کو مٹانے آیا تھا۔ اور خود ہی تباہ ہو گیا۔

ہاں تو حضرات! اس گھر کا طواف کرنا اور اس کے فیوض و برکات سے مستفید ہونا بڑی خوش نصیبی ہے۔ اور بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس گھر کی زیارت اور اس کے طواف سے مشرف ہو کر دین و دنیا کی کامیابیوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

جانِ حج ایک بات یاد رکھیئے۔ کہ یہ ساری نعمتیں اور اللہ کی یہ ساری مہربانیاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہیں۔ اس کعبہ شریف کی یہ عظمت و برکت بھی سب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے خوب لکھا ہے۔ کہ ؎

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
ان کی طفیل حج بھی خدا نے کرا دئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

پس یاد رکھیئے۔ کہ جانِ حج مدینہ منورہ کی حاضری ہے۔ اور وہ بدنصیب جو حج کعبہ تو کر آئے۔ مگر مدینہ منورہ کی حاضری سے

Marfat.com

نصیب نہ ہو۔ وہ حاجی نہیں ہے۔ بلکہ ظالم ہے۔ اس لئے کہ حضور نے خود فرمایا ہے:۔

مَنْ حَجَّ وَ لَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ۔

"جس نے حج کیا۔ اور میری زیارت نہ کی۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔"

پس مسلمانو! حج کو جاؤ۔ تو مدینہ منورہ کی حاضری ضرور دو۔ ورنہ حج برائے نام حج ہوگا۔ اور ایسا حج کہ ؎

جس حج میں نہ سیرِ مدینہ ہو وہ حج تو ہے لیکن ایسا حج
اک لفظ ہے پر ہے بے معنی اک جسم ہے لیکن بے جاں ہے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَخْرَجَنَا اِلَى النُّوْرِ مِنَ الظُّلُمٰتِ۔ وَجَعَلَنَا مُسْتَحِقِّيْنَ لِلْجَنَّاتِ۔ عَفُوٌّ غَفُوْرٌ يَعْفُوْا عَنِ السَّيِّئَاتِ جَلِيْمٌ عَلِيْمٌ يَعْلَمُ بِاخْتِلَاجِ الْجَنِيْنِ فِيْ بُطُوْنِ الْاُمَّهَاتِ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

Marfat.com

لَاشَرِيْكَ لَهٗ خَلَقَ الْاَرْضَ وَصَيَّرَهَا سَبْعَ
طَبَقَاتٍ۔ وَخَلَقَ فِيْ كُلِّ اَرْضٍ خَلْقًا لَا
يَعْلَمُهٗ اِلَّا هُوَ وَرَفَعَ السَّمٰوٰتِ۔ وَنَشْهَدُ
اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِيْ
بُعِثَ بِالْحُجَجِ الْوَاضِحَةِ وَالْاٰيَاتِ الْبَيِّنَاتِ۔
فَمَنْ اَطَاعَهٗ وَلَازَمَ سُنَّتَهٗ فَازَ بِالدَّرَجَاتِ

اَمَّا بَعْدُ

اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّتْ عَلَيْكُمْ هٰذِهِ الْاَيَّامُ
اَيَّامُ الْفَضْلِ وَالْاِخْتِرَامِ اَيَّامُ الْحَجِّ وَنَيْلِ
السَّعَادَاتِ۔ اِصْطَفَى اللّٰهُ عِبَادًا۔ تَرَكُوْا
اَوْلَادًا وَّاَحْفَادًا۔ وَاَحْرَقُوْا قُلُوْبًا وَّاَكْبَادًا
وَارْتَحَلُوْا مِنْ مَدَايِنِهِمْ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ
اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔ فَوَصَلُوْا اِلٰى مَكَّةَ وَ
طَافُوا الْبَيْتَ الْحَرَامَ۔ فِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ
مِنْهَا مَقَامُ اِبْرَاهِيْمَ۔ فَغُفِرَتْ ذُنُوْبُهُمْ

Marfat.com

وَاُجِيْبَتْ لَهُمُ الدَّعْوَاتُ مَا اَحْسَنَ اَصْوَاتَهُمْ
لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ. لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ
لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ
لَا شَرِيْكَ لَكَ يَا ذَا الْفَضْلِ وَالْهِبَاتِ.
فَنَادَاهُمْ مُنَادٍ قَدْ قُبِلَتْ طَاعَاتُكُمْ وَ
حُطَّتْ سَيِّئَاتُكُمْ وَجُعِلَتْ كَيَوْمٍ وَلَدَتْكُمُ
اُمَّهَاتُكُمْ. فَيَا بُشْرٰى لَهُمْ رَضِيَ عَنْهُمْ
رَبُّهُمْ وَحُطَّ عَنْهُمْ وِزْرُهُمْ وَكُتِبَتْ
لَهُمُ الدَّرَجَاتُ. ذَهَبُوْا حَامِلِيْنَ اَوْزَارَهُمْ
عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ وَيَرْجِعُوْنَ فَرِحِيْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ
بِالْبِشَارَاتِ. وَنَحْنُ وَاَنْتُمْ اِخْوَانِيْ قَدْ تَخَلَّفْنَا
وَلَمْ يَحْصُلْ لَنَا مَا لَهُمْ وَبَقِيَ عَلَيْنَا مَا عَلَيْنَا
وَفِيْ تَحْصِيْلِ الطَّاعَاتِ تَكَاسَلْنَا وَعَلٰى اِرْتِكَابِ
الْخَطِيَّاتِ هَجَمْنَا وَسُرِرْنَا الْخَطِيَّاتِ. فَلَا
عَلَيْنَا اَنْ نُضَيِّعَ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ الشَّرِيْفَةَ

Marfat.com

فَاِنَّ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ فَعَلَیْنَا
الْاِجْتِہَادُ فِی الْخَیْرَاتِ۔ ھٰذِہِ الْاَیَّامُ الْعَشْرُ
مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ اَیَّامٌ مُبَارَکَۃٌ مَا مِنْ اَیَّامٍ
اَلْعَمَلُ فِیْھِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ ھٰذِہِ
الْاَیَّامِ الْمُتَبَرَّکَۃِ۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ عِبَادَ اللّٰہِ
اتَّقُوا اللّٰہَ تَعَالٰی فِی الْمُخَالَفَاتِ۔ ھٰذِہٖ اَیَّامٌ
قَدْ اَقْسَمَ اللّٰہُ بِھَا فِی کِتَابِہٖ بِقَوْلِہٖ وَالْفَجْرِ
وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّیْلِ اِذَا
یَسْرِ ھٰذِہٖ اَیَّامُ التَّسْبِیْحِ وَالتَّھْلِیْلِ۔
ھٰذِہٖ اَیَّامُ الذِّکْرِ وَالتَّبْجِیْلِ۔ ھٰذِہٖ اَیَّامُ
التَّکْبِیْرِ وَالدَّعَوَاتِ۔ صُوْمُوْا نَھَارَھَا
وَقُوْمُوْا لَیَالِیَھَا فَقَدْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ فِیْھَا
وَعَلَیْکُمْ بِصَوْمِ یَوْمِ عَرَفَۃَ ھُوَ سَیِّدُ الْاَیَّامِ
یَوْمَ یَقُوْمُ الْحُجَّاجُ فِیْ عَرَفَاتٍ۔ وَلَازِمُوْا

Marfat.com

تَكْبِيرُ التَّشْرِيقِ مِنْ فَجْرِ عَرَفَةَ إِلَى اٰخِرِ اَيَّامِ
النَّحْرِ فَاِنَّهٗ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مَنْ صَلّٰى بِالْجَمَاعَةِ
الْمُسْتَحَبَّةِ بِاَنْ تَقُوْلُوْا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ
الْحَمْدُ۔ وَاشْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى بِاَنْ اَعَادَ عَلَيْكُمْ
عَوَائِدَ الْاِحْسَانِ وَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ بِاَنْوَاعِ
التَّفَضُّلَاتِ۔ تَذَكَّرُوْا كَمْ مِنْ غَافِلٍ كَانَ
مَعَكُمْ فِيْ مِثْلِ هٰذِهِ الْاَيَّامِ فَخَطَفَ بِهِ
هَادِمُ اللَّذَّاتِ۔ فَاغْتَنِمُوا الشَّبَابَ قَبْلَ
الْهَرَمِ وَالصِّحَّةَ قَبْلَ الْمَرَضِ وَالْغِنٰى قَبْلَ
الْفَقْرِ وَالْحَيٰوةَ قَبْلَ الْمَمَاتِ۔ وَجَاهِدُوْا
فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَاجْتَهِدُوْا فِيْ ابْتِغَاءِ
مَرْضَاتِهٖ وَسَارِعُوْا اِلَى الْبَرَكَاتِ۔ وَقُوْلُوْا
رَافِعِيْ اَكُفِّ السُّؤَالِ اِلٰى حَضْرَةِ الْمُتَعَالِ
اَللّٰهُمَّ اِنَّ عِبَادَكَ قَدْ وَصَلُوْا فِيْ بَلَدِكَ

Marfat.com

وَطَافُوا بِبَيْتِكَ وَنَحْنُ قَدْ تَخَلَّفْنَا وَعَنِ
الْوُجُوْهِ دِ تَقَاعَدْنَا فَلَا تُخَيِّبْنَا وَلَا تُقَنِّطْنَا وَ
اَشْرِكْنَا بِهِمْ فِيْ فَيْضَانِ الْعِنَايَاتِ وَارْزُقْنَا
حَجَّ بَيْتِكَ وَ زِيَارَةَ قَبْرِ نَبِيِّكَ عَلَيْهِ
اَفْضَلُ صَلَوَاتٍ وَاَزْكَى تَحِيَّاتٍ۔
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ
اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَحِيْمٌ

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیے

Marfat.com

ماہنامہ واعظ شریف کی دسویں تاریخ کا خاص نمبر بعنوان

عید قربان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ وَعَلَّمَهُ الْبَیَانَ۔ وَ فَرَضَ عَلَیْنَا فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ مِنْ اَدَاءِ رَکْعَتَیْنِ مَعَ سِتِّ تَکْبِیْرَاتٍ زَوَائِدَ وَاَوْجَبَ تَضْحِیَةَ الْحَیَوَانِ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ۔ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْمِیْزَانِ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (سورۃ کوثر)

"تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو۔ اور قربانی کرو۔"

حضرات! آج عیدِ قربان کا روزِ سعید ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آج میں قربانی کے متعلق کچھ بیان کروں۔ قرآن پاک کی جو چھوٹی سی میں نے آیت کریمہ تلاوت کی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے اور قربانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک روایت کے مطابق نماز سے یہاں

مراد نماز عید ہے۔ یعنی مسلمانوں کو حکم ہے۔ کہ آج نماز عید پڑھیں، اور پھر قربانی کریں۔

بھائیو! ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے قبل دنیا کی بہت بُری حالت تھی۔ لوگ شرک و کفر کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے۔ ایک خدا کی بجائے ہزاروں لاکھوں خداؤں کو پوجا جا رہا تھا۔ اور لوگ کچھ ایسی حماقت وضلالت کے چاہ میں گر چکے تھے۔ کہ عقل و دانش اپنا سر پیٹ کر رہ چکی تھی۔ مشرکین کی حالت کا اندازہ اس بات سے لگائیے۔ کہ بعض مشرک سفر میں جاتے ہوئے ستّو کا بُت بنا کر ساتھ لے جاتے تھے۔ اور راستے میں اُسے پوجتے جاتے۔ اور جب کہیں راستے میں بھوک لگتی۔ تو اسی اپنے خدا کو توڑ کر کھا بھی جاتے۔ کیا کہنے ایسی خدائی کے بھی جسے بندہ ہڑپ کر جائے۔ ہمارے ہاں جب ہندو موجود تھے۔ تو ہم انہیں دیکھا کرتے تھے۔ کہ وہ پیپل کو بھی پوجتے۔ پانی اور آگ کو بھی پوجتے تھے گویا درخت اور آگ و پانی بھی ان کے خدا تھے (معاذاللہ) اور اُن کے اِن خود ساختہ خداؤں کی شان یہ تھی۔ کہ چائے پکاتے ہوئے ایک خدا ان کا (پانی) اوپر ابل رہا ہے۔ اور ایک خدا (آگ) نیچے سلگ رہا ہے۔ نیچے والے نے اگر زور دکھایا۔ تو اوپر والے کی خیر نہیں۔ اُسے بھاپ بنا کر اڑا دیا۔ اور اگر اوپر والا جوش میں آ گیا۔ اور اچھل کر نیچے والے پر آ گرا۔ تو نیچے والے کی خیر نہیں۔ اُسے بجھا دیا۔ کچھ اسی قسم کا وہ ستو کا خدا بھی ہوتا تھا۔ کہ پوجنے والے کو بھوک لگی تو اس کی خیر نہیں۔ اُسے نگل کر مٹا دیا۔

ستّو کے خدا

بھائیو! پرستش اور بندگی کے جتنے طریقے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص تھے۔ مشرکین نے وہ سب طریقے ان خود ساختہ خداؤں اور

Marfat.com

بتوں کے لئے مخصوص کر رکھے تھے۔ یہ لوگ اپنے معبودانِ باطلہ کا نام لے کر ان کی بڑائی وعظمت بیان کرتے اور ان کے آگے سجدہ کرتے تھے۔ گویا اپنے بتوں کی نماز پڑھتے تھے۔ اور ان بتوں کو الٰہ جان کر انہیں جانداروں کی جان کا مالک سمجھتے ہوئے ان کے نام پر جانور ذبح کر کے ان کے لئے قربانی دیا کرتے تھے۔

اسلام نے اس شرک وکفر کی جڑیں اکھیڑنے کے لئے حکم دیا۔ کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ یعنی مسلمانو! ان شرک آمیز باتوں سے بچو۔ اور نماز خاص اپنے رب کے لئے پڑھو۔ اور قربانی بھی اسی کے نام کی کرو۔"

اجتماعی قربانی

بھائیو! آپ معلوم کر چکے۔ کہ مشرکین اپنے بتوں کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور ان کے نام کی قربانی دیا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں عبادتوں کو اپنے لئے مخصوص فرما دیا۔ اور حکم دیا۔ کہ نماز بھی اپنے رب کی پڑھو۔ اور قربانی بھی اُسی کے نام کی دو۔ نماز عبادت ہے۔ مگر یہ بدنی عبادت ہے اور قربانی بھی عبادت ہے۔ مگر وہ مالی عبادت ہے۔ دونوں ہی عبادتیں ہیں۔ مگر ایک بدنی ہے اور ایک مالی۔ اور بدنی عبادت یعنی نماز میں انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتیں موجود ہیں۔ سنتیں، نوافل اور وتر وغیرہ ہر شخص الگ الگ پڑھ لیتا ہے۔ اور نوافل کے لئے اوقات بھی عام ہیں۔ ان کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ مگر نماز جمعہ اور عیدین کی نماز اور پنجوقتہ جماعت کے لئے دن اور اوقات مقرر ہیں۔ اور یہ عبادت انفرادی طور پر ادا نہیں ہوتی۔ بلکہ سب مسلمان مل کر اور اجتماعی رنگ میں ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح مالی عبادت میں بھی انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتیں موجود ہیں۔ یعنی ہر شخص اپنی

Marfat.com

ضرورت یا کسی مذہبی تقریب پر کوئی جانور ذبح کرنا چاہے۔ تو اللہ کے نام پر انفرادی طور پر ذبح کر سکتا ہے۔ مگر ان دنوں یعنی ایام قربانی میں یہ مالی عبادت یعنی قربانی سب مسلمانوں کو مل کر اجتماعی رنگ میں بجا لانے کا حکم ہے۔ اور جسطرح اذان۔ نماز باجماعت۔ جمعہ۔ عیدین وغیرہ اللہ کی عبادت اور شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ اسیطرح یہ قربانی بھی دین کے شعائر میں سے ہے۔

پُرفتن دَور

بھائیو! قربانی کا جو فلسفہ اور حکمت ہے۔ میری اس تقریر سے وہ ظاہر ہے۔ مگر افسوس کہ اس پرفتن دَور میں بعض لوگ قربانی کے خلاف بھی آواز بلند کرنے لگے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ ایک فضول رسم ہے۔ (معاذ اللہ) اور اس سے قوم کا بہت سا روپیہ ضائع ہو جاتا ہے۔ بجائے قربانی کے اس روپیہ کو کسی قومی فنڈ میں خرچ کرنا چاہیئے۔

بھائیو! قومیں تو بنتی ہی دین و مذہب سے ہیں۔ اور جب دین و مذہب کے شعائر کو یونہی اپنے الحاد پرور خیالات سے اڑاتے چلے گئے تو فرمایئے۔ قوم ہی باقی کب رہی؟ اور پھر وہ کونسی قوم ہوگی۔ جس کی طرف نسبت کرکے یوں کہا جائے گا۔ کہ یہ روپیہ کسی قومی فنڈ میں خرچ ہونا چاہیئے۔

بھائیو! ان حیلہ سازوں اور بہانہ بازوں کو اگر کچھ ایسا ہی قوم کا خیال ہے۔ اور دولت کے ضائع ہونے کا ملال ہے۔ تو یہ لوگ کم از کم داڑھی منڈانا ہی اگر چھوڑ دیں۔ تو ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ داڑھی کی اس غیر شرعی قربانی کو چھوڑ دینے سے قوم کا لاکھوں روپیہ بچ سکتا ہے۔ اسیطرح سینما و تھیٹروں اور کلب گھروں میں اور سرخی پوڈر اور دیگر فیشنوں کی مدوں میں جو روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ ان

Marfat.com

قوم کے دردمندوں کو اس واقعی فضول خرچیوں کے خلاف کبھی مروڑ کیوں نہیں اٹھتا؟ اور کیوں وہ لوگ ان مدّوں کے خلاف آواز بلند نہیں کرتے ؟ اور قوم کا یہ روپیہ کسی قومی فنڈ میں داخل کردینے کی تلقین نہیں کرتے ؟ افسوس ! صد افسوس !! کہ ان غیر شرعی اور دین و دنیا برباد کردینے والی حرکتوں کو تو "ثقافت و آرٹ" کا نام دے کر اور بھی چمکایا جاتا ہے۔ اور جو ایک شرعی حکم ہے۔ اس کے خلاف تحریراً، تقریراً کوشش کی جاتی ہے۔ اور اُسے مٹایا جاتا ہے۔

عشق و عقل

بھائیو! یہ سب عشق و محبت کی باتیں ہیں۔ جنہیں یورپ سے پیار ہے۔ وہ جانور تو رہا برطرف۔ خود ہی یورپ کی اداؤں پر قربان ہو رہے ہیں۔ اور نئی تہذیب کی الٹی چھری سے ذبح ہو رہے ہیں۔ قربانی کے جانور کے بدن کو آپ نے مختلف رنگوں میں رنگا ہوا دیکھا ہوگا۔ بھائیو! یہ سرخی پوڈر بھی ایک ایسا رنگ ہے جس سے نئی تہذیب اپنے "قربانی کے جانوروں" کو رنگتی ہے، اور جنہیں اپنے اللہ و رسول اور دین و مذہب سے عشق و محبت ہے وہ اپنی جان و مال اللہ کی راہ میں قربان کردینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اور وہ ہر سال حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی یادگار منا کر اپنے اللہ کو یہ دکھا دیتے ہیں۔ کہ جس طرح ہم اپنے مال سے خریدے ہوئے جانور کو تیرے نام پر قربان کرسکتے ہیں اسیطرح اے خدا! تیری راہ میں ہم وقت آنے پر خود اپنی گردنیں بھی کٹا سکتے ہیں۔ اور تو چاہے تو اپنی اولاد کو بھی ذبح کرسکتے ہیں۔

دعا کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنا عشق و محبت عطا کرے۔ اگر یہ ہے۔ تو پھر رضاءِ مال کا خیال اور جھوٹا ملال کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ اور یہ عقلی ڈھکوسلے اور حیلے بہانے کبھی نہیں سوجھتے۔ بھائیو۔ ایسے

Marfat.com

حیلہ ساز اور بہانہ باز اپنی برائے نام عقل کو لئے پھرتے ہیں ۔ حالانکہ مسلمان کے نزدیک اگرچہ عقل بڑی اچھی چیز اور خداداد ایک نعمت ہے۔ مگر وہ اس عقل کا تابع مہمل اور غلام ہوس و آز نہیں ۔ بلکہ وہ بندۂ عشق ہے. یہ حیلے بہانے سکھانا عشق کا کام نہیں۔ ہاں! بسا اوقات یہ عقل ہی حیلے بہانے بھی سکھانے لگتی ہے ۔ دیکھئے میدانِ جہاد میں جاتے وقت عقل یہ بات سوجھانے لگتی ہے. کہ میدانِ جہاد میں گئے ۔ تو ممکن ہے. مرجاؤ ۔ مرگئے ۔ تو بچے یتیم ہو جائیں گے۔ بیوی بیوہ ہوجائے گی ۔ دکان کون سنبھالے گا ۔ بچے کون پالے گا؟ وغیرہ وغیرہ. اور عشق ان سب باتوں سے بے نیاز رکھ کر میدانِ جہاد کی طرف کھینچ کرلے جاتا ہے. اور عقل بچاری دیکھتی رہ جاتی ہے. ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشہ لبِ بام ابھی

ایک اور اردو شاعر لکھتا ہے. ؎

عقل کہتی ہے کہ کھا شیر و شکر
عشق کہتا ہے کہ پی خونِ جگر
عقل کہتی ہے کہ چل بازار کو
عشق کہتا ہے کہ کوئے یار کو
عقل پر یہ عشق اگر سلطاں نہ ہو
باپ سے بیٹا کبھی قرباں نہ ہو

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لختِ جگر حضرتِ اسمٰعیل علیہ السلام کی گردنِ پاک پر جو چھری چلائی تھی. یہ عشق ہی کا تو کرشمہ تھا. سبحان اللہ! کیا شان ہے. کہ خلیل اللہ اپنے اللہ

کے عشق و محبت میں ذبیح اللہ کی گردن پر چھری چلا رہے ہیں، اور اللہ کی بارگاہ میں دونوں باپ بیٹے علیہما السّلام، کا یہ مظاہرۂ عشق و محبت کچھ ایسا مقبول ہوا۔ کہ فوراً بارگاہِ حق کی طرف سے "نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ" کی سند عطا فرما دی جاتی ہے۔ اور قیامت تک کے لئے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے اس مظاہرۂ عشق و محبت کو دوام و ثبات عطا فرما دیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو ان کے تتبع میں جانور کے گلے پر چھری پھیر کر ان کی اس سنت کی یاد منانے کا حکم مل جاتا ہے۔

سُنّتِ ابراہیم علیہ السلام

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟ تو حضور نے فرمایا۔

سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ علیه السّلام۔ (مشکوۃ شریف ص۱۲۱)

"تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔"

ہاں تو بھائیو! جن لوگوں کے دلوں میں اللہ کا عشق ہے۔ اور جنہیں دین و مذہب سے محبت ہے۔ وہ تو قربانی پر قربان ہیں۔ اور جو محض زبانی مدعی اسلام ہیں۔ وہ سَو سَو حیلے بہانے بنا کر شعائرِ دین سے ہٹانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ بھائیو! قربانی پر خرچ کرتے وقت تو کفایت شعاری اور قوم کی غمخواری کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر جب اپنی بیوی کے لئے دو دو سَو کی ساڑھی خریدتے ہیں۔ اور اپنے ولایتی سوٹ کی اصل قیمت کے علاوہ صرف اس کی سلائی ہی پر بیسیوں روپے خرچ کر ڈالتے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جس سوٹ کی صرف سلائی پر ہی سو روپیہ اُٹھ جائے۔ اس کی اصل قیمت کتنی ہوگی۔ بھائیو! ان لوگوں کو اس وقت کفایت شعاری کا خیال کیوں نہیں آتا۔

اور اس وقت یہ قوم کے بھوکے ننگوں اور محتاجوں کو کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں؟ بیوی کی ساڑھی پر سینکڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں تو ہوں مگر کیوں؟ اس لئے کہ بیوی سے انہیں محبت ہے۔ بیوی کی فرمائش نہ بھی ہو۔ تو بھی میاں ساڑھی ضرور خریدتے ہیں۔ بھائیو! کچھ تو سوچو۔ کہ اگر انہیں اللہ سے محبت ہوتی۔ تو یہ صرف چالیس پچاس روپے کے ایک بکرے کو قربان کرتے ہوئے دیکھ کر اس طرح بیچین کیوں ہو جاتے؟ اور قوم کے بھوکوں ننگوں کا نام لے لے کر کیوں اس فریضہ سے روکتے؟ بات در اصل یہ ہے۔ کہ بیوی سے اور اپنے نفس سے تو محبت و پیار ہے۔ مگر اللہ سے نہیں۔ اور یہ سارا شور اسی لئے ہے۔ کہ ناآشنائے عشق حق ہیں۔ دعا کیجئے۔ کہ خدا اس ناشناسائی سے محفوظ رکھے ؎

دل کو اُن سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

یہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا شعر ہے۔ جس میں آپ نے یہ دعا کی ہے کہ یہ دل آشنائے رسول رہے۔ اور پھر کیا خوب فرمایا کہ ؎

ضعف مانا مگر یہ ظالم دِل!
ان کے رستے میں تو ٹھکانہ کرے

یعنی خدا و رسول کے رستے میں یہ حیلے بہانے کس قدر ظلم کی بانی ہیں۔

بھائیو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت پر عامل رہو۔ اور اپنے اندر عشقِ حق کا جذبہ پیدا کرو۔ اور اس دورِ ظلمت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی مشعل ہاتھ میں لے کر اٹھو۔ اور ایک شاعر کا پیغام سنو۔ کہ ؎

اے مسلم اٹھ مٹا جھگڑا فی الفور بتانِ آذر کا

قربانی دین ہمارا ہے تبلیغ آئین ہمارا ہے
قرآن مبین ہمارا ہے آقا یٰسین ہمارا ہے
اے مسلم اٹھ مٹا جھگڑا فی الفور بتانِ آذر کا

ملت کا تیغہ ہاتھ میں لے غیرت کا تیغہ ہاتھ میں لے
سنت کا نیزہ ہاتھ میں لے وحدت کا تیشہ ہاتھ میں لے
اے مسلم اٹھ مٹا جھگڑا فی الفور بتانِ آذر کا

اے نیند کے ماتے ہوش میں آ بدلا ہے فلک نے رنگ نیا
ہے آج فضا میں شور بپا آتی ہے ندا یہ صبح و مسا
اے مسلم اٹھ مٹا جھگڑا فی الفور بتانِ آذر کا

اے مسلم کیوں آزردہ ہے کیوں پژمردہ افسردہ ہے
تو زندہ دشمن مردہ ہے تو داتا وہ پس خوردہ ہے
اے مسلم اٹھ مٹا جھگڑا فی الفور بتانِ آذر کا

قربانی کی فضیلت

حضرات! اس قربانی کے فضائل بھی سن لو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قربانی کے دن اللہ کی راہ میں جانور کا خون بہانے سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک اور کوئی عمل زیادہ محبوب نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۲۰)۔

اور فرمایا۔ یہ قربانی اللہ کے حضور قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں۔ اور کھروں کے ساتھ آئے گی۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے نزدیک مرتبہ قبولیت میں پہنچ جاتا ہے (صفحہ مذکور)

تو میرے بھائیو! آج عید قربان کا روز ہے، خوب یاد رکھو۔ کہ عید قربان تمہیں سال کے سال انتہائی صبر۔ فرمانبرداری۔ اطاعت۔ اور ایثار کا سبق دیتی ہے۔ اور تمہارے مردہ جسموں میں حیاتِ نو کی لہر دوڑاتی ہے۔ پس اپنے اندر ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کرو، اور خدا

Marfat.com

کی اطاعت و فرمانبرداری کا اس طرح ثبوت دو۔ کہ اگر اسلام کو مالی قربانی کی ضرورت پڑے۔ تو مال قربان کرو۔ اور اگر وہ جان کی قربانی مانگے تو جان کی قربانی حاضر کر دو ۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اس کے بعد نماز عید اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ بِالسِّرِّ وَاِعْلَانِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ۔ وَجَعَلَ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیَامًا لِّلنَّاسِ وَجَعَلَ الْحَرَمَ اٰمِنًا لِّلنَّاسِ مِنْ کُلِّ شَرٍّ وَّطُغْیَانٍ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ جَعَلَ الْحَجَّ مُطَہِّرًا عَنِ الذُّنُوْبِ۔ وَدَافِعًا لِّلْکُرُوْبِ وَوَعَدَ لِلْحُجَّاجِ وَالْمُعْتَمِرِیْنَ بِدَارِ الْجِنَانِ۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ
اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَ
الْاِعْلَانِ۔ سُبْحَانَہٗ مَآ اَعْظَمَ شَانَہٗ وَضَعَ
لِلنَّاسِ اَوَّلَ بَیْتٍ وَّجَعَلَہٗ مُبَارَکًا وَ
جَعَلَ الْاَفْئِدَۃَ تَھْوِیْ اِلَیْہِ فِیْ کُلِّ
زَمَانٍ۔ اَحْمَدُہٗ حَمْدًا جَمِیْلًا وَّ اَشْکُرُہٗ
شُکْرًا جَلِیْلًا عَلٰٓی اَنْ اَظَلَّ عَلَیْنَآ اَیَّامًا
مُّتَبَرِّکَۃً ذَوِی الرُّتْبَۃِ وَالْقَدْرِ۔ اَیَّامُ
الْعَشْرِ۔ خِتَامُھَا یَوْمُ النَّحْرِ۔ وَھِیَ الَّتِیْ
اَقْسَمَ اللّٰہُ بِھَا فِی الْقُرْاٰنِ۔ کَیْفَ اَحْمَدُہٗ
وَکَیْفَ لَآ اَحْمَدُہٗ عَلٰٓی اَنْ اَعَادَ عَلَیْنَا
عَوَآئِدَ الْاِحْسَانِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَ الْاِعْلَانِ۔ اَشْھَدُ
اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

Marfat.com

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَانٍ. كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ
اِلَّا وَجْهُهُ الرَّحْمٰنِ. فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ - وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَيِّدُ اَهْلِ الْبَوَادِيْ
وَالْعُمْرَانِ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ
وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ - وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِيْنَ لَا سِيَّمَا سَيِّدِنَا اِسْمٰعِيْلَ ذَبِيْحِ
اللّٰهِ وَسَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ -
اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - وَ
اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ. وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ -

اَمَّا بَعْدُ

مَعَاشِرَ الْاِخْوَانِ وَالْخُلَّانِ اُشْكُرُوا اللّٰهَ
عَلٰى نَعْمَائِهِ السَّائِلَةِ وَالْاٰئِهِ الْكَامِلَةِ
فِيْ كُلِّ زَمَانٍ. وَاذْكُرُوْهُ صَبَاحًا وَّمَسَاءً

Marfat.com

فَاِنَّ ذِكْرَهٗ اَمَانٌ اَیُّ اَمَانٍ. وَتَحَسَّرُوْا عَلٰی
مَافَاتَ مِنْكُمْ مِنَ الْحُضُوْرِ حَضْرَةَ بَیْتِ
الرَّحْمٰنِ۔ طُوْبٰی لِلَّذِیْنَ قَطَعُوا الْقَفَارَ۔
وَرَكِبُوا السُّفُنَ فِی الْبِحَارِ. وَتَرَكُوا الْاَوْلَادَ
وَالْاَحْبَابَ۔ وَالْاَحْفَادَ وَالْاَصْحَابَ۔ وَ
الْاَوْطَانَ۔ شَوْقًا اِلٰی كَعْبَةِ الرَّحْمٰنِ۔ فَطَافُوْا
بِهَا طَوَافًا عُتِقُوْا بِهٖ مِنَ النِّیْرَانِ۔ وَ
حَصَلَتْ لَهُمُ الْمُنٰی۔ بِالْوُصُوْلِ اِلٰی مِنٰی۔
وَنَالُوا الدَّرَجَاتِ بِوُقُوْفٍ عَرَفَاتٍ۔ وَ
بَاهٰی بِهِمْ رَبُّهُمْ فَرَضُوْا عَنْهُ وَرَضِیَ
عَنْهُمْ وَاَسْبَلَ عَلَیْهِمْ سَجَالَ الْغُفْرَانِ۔
وَحِیْنَ اَتَمُّوا الْمَنَاسِكَ غُفِرَتْ ذُنُوْبُهُمْ
وَسُتِرَتْ عُیُوْبُهُمْ وَحُطَّتْ عَنْهُمْ تَبِعَاتُهُمْ
وَرُفِعَتْ دَرَجَاتُهُمْ وَكُتِبَتْ لَهُمُ النَّجَاةُ
مِنَ النِّیْرَانِ۔ اَیُّهَا الْمُتَخَلِّفُوْنَ لَا تَقْنَطُوْا

Marfat.com

مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ حَلِيْمٌ كَرِيْمٌ رَحِيْمٌ
مَنَّانٌ۔ فَتُوْبُوْا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ مِنْ كُلِّ
عِصْيَانٍ۔ وَبَادِرُوْا فِيْ اَدَاءِ مَا فَرَضَ اللّٰهُ
عَلَيْكُمْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مِنْ اَدَاءِ رَكْعَتَيْنِ مَعَ
سِتِّ تَكْبِيْرَاتٍ زَوَائِدَ ثُمَّ تَضْحِيَةِ الْحَيَوَانِ
وَهٰذِهٖ سُنَّةُ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ۔ عَلٰى مَا تَلٰى
عَلَيْنَا رَبُّنَا قِصَّتَهٗ فِي الْقُرْاٰنِ۔ فَاِنَّ اِبْنَهٗ
لَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى
اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَا اَبَتِ
افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ
اَهْلِ الصَّبْرِ وَالْاِذْعَانِ۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ
لِلْجَبِيْنِ۔ تَزَلْزَلَتْ سُكَّانُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرَضِيْنَ۔ وَضَجَّتِ الْمَلٰٓئِكَةُ بِالدُّعَآءِ
حَضْرَةَ الرَّحْمٰنِ۔ فَنَادٰى خَلِيْلَهٗ قَدْ صَدَّقْتَ
الرُّؤْيَا۔ وَفَدٰى اِبْنَهٗ بِكَبْشٍ عَظِيْمٍ ذِيْ رُتْبَةٍ

Marfat.com

عُلْيَا۔ فَصَارَ ذٰلِكَ سُنَّةً مِنْ عَهْدِهٖ إِلٰى قِيَامِ
يَوْمِ الْإِحْسَانِ۔ وَقَدْ وَرَدَ فِي الْخَبَرِ عَنْ
سَيِّدِ بَنِيْ عَدْنَانَ۔ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوْبَ كُلَّهَا بِأَوَّلِ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ
مِنْ دَمِ الْحَيْوَانِ۔ فَسَمِّنُوْا ضَحَايَاكُمْ
فَإِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ وَمُوْصِلَةٌ
إِلٰى دَارِ الْجِنَانِ۔ وَعَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ
فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ۔ فَإِنَّهَا أَرْبَحُ بِضَاعَةٍ
وَهِيَ الْمُنْجِيَةُ مِنْ كُلِّ نُقْصَانٍ وَّ
خُسْرَانٍ۔ وَادْعُوا اللّٰهَ بِخُلُوْصِ الْجَنَانِ
قَائِلِيْنَ اَللّٰهُمَّ يَا مَنَّانُ۔ يَا رَحْمٰنُ
يَا حَنَّانُ۔ يَا دَيَّانُ۔ إِرْحَمْنَا وَعَافِنَا
وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَنَجِّنَا
مِنْ عَذَابِ النِّيْرَانِ۔
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ

Marfat.com

الْعَظِيْمِ. وَ نَفَعَنَا وَ اِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. اِنَّهٗ تَعَالٰى
جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دُوسرا خُطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۱۳ پر درج ہے
وہاں سے پڑھیئے

سورۃ والعصر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَالْعَصْرِ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ پ۳۰

اس زمانہ محبوب کی قسم۔ بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے۔ اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی۔ اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

حضرات! قرآن پاک کی ایک مختصر سی سورۃ مبارکہ میں نے تلاوت کی ہے۔ اور آج اسی کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ خدا تعالیٰ

Marfat.com

نے اس سورۃ مبارکہ کی ابتداء میں "عصر" کی قسم فرمائی ہے اور قسم فرما کر پھر حقائق و معارف کے دریا بہا دئے ہیں۔

عصر سے یہاں مراد کیا ہے؟ اور خدا تعالیٰ نے کس چیز کی قسم فرمائی ہے؟ یہ جاننے کے لئے پہلے یہ بات سمجھ لیجئے۔ کہ عصر زمانہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور نماز عصر کو بھی کہتے ہیں۔ اور وقتِ عصر کو بھی عصر کہتے ہیں۔ مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے اس باب میں چند اقوال درج کئے ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے۔ کہ یہاں قسم نماز عصر کی فرمائی گئی ہے چونکہ یہ وقت دن کا آخری وقت اور سیر و تفریح کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت سارے کام کاج اپنے عروج پر ہوتے ہیں۔ خرید و فروخت کا بازار گرم ہوتا ہے۔ اور بڑی مشغولیت کا یہی وقت ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے وقت میں سارے کام چھوڑ کر نماز ادا کرنا بڑا ہی اہم ہے۔ اور یہ بات نماز عصر ہی میں پائی جاتی ہے۔ کہ نمازی اپنی ساری مصروفیتیں چھوڑ کر نماز عصر ادا کرنے کے لئے آجاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نماز عصر کی قسم فرمائی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے وقت عصر کی قسم فرمائی ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے دوسری جگہ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى میں دن کی قسم فرمائی ہے۔ اور وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى میں رات کی قسم فرمائی ہے۔ اور وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى میں وقتِ چاشت کی قسم فرمائی ہے۔ اسیطرح یہاں خدا تعالیٰ نے وقت عصر کی قسم فرمائی ہے۔

آلرَّحْمٰن

مفسرین کرام علیہم الرحمۃ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔ انہوں نے اپنے خدا داد فہم قرآن سے بڑے بڑے عجیب نکتے بیان فرمائے ہیں۔

حروفِ مقطعات کے متعلق ہمارا ایمان ہے۔ کہ ان سے جو مراد

Marfat.com

ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ جانے یا اس کا محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ ہاں! مفسرین کرام نے اپنی اپنی خداداد سمجھ کے مطابق جو نکات بیان فرمائے ہیں۔ وہ بھی بڑے ایمان افروز ہیں۔

چنانچہ مفسرین کرام نے حروف مقطعات کے سلسلہ میں ایک نکتہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ایک جگہ اللہ نے الٓمٓ فرمایا ہے۔ الٓرٰ۔ دوسری جگہ فرمایا ہے۔ حٰمٓ۔ اور تیسری جگہ فرمایا ہے۔ "ن"۔ فرماتے ہیں۔ ان تینوں کو ملا کر دیکھئے۔ تو بن جاتا ہے۔ "الرَّحْمٰن"۔۔۔ گویا ان سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ نام پاک ہے۔ اسیطرح " والعصر" کی تفسیر میں مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے یہ لکھا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے دن کی بھی قسم فرمائی ہے۔ اور رات کی بھی۔ اور وقت چاشت کی بھی۔ اور یہاں خدا نے وقت عصر کی قسم فرمائی ہے۔

محبوب کا زمانہ

تیسرا قول جو سب سے زیادہ پسندیدہ قول ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کی قسم فرمائی ہے۔ یعنی اے میرے محبوب! تیرے زمانہ کی مجھے قسم۔ بھائیو! یہ حقیقت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی ہر نسبت محبوب ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اپنی قسم فرمائی۔ تو اپنی ربوبیت کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب فرما کر یوں قسم فرمائی۔ فَلَا وَ رَبِّكَ۔ یعنی اے محبوب! مجھے تیرے رب کی قسم! سبحان اللہ! کیا شان محبت ہے۔ کہ اپنی قسم فرمائی۔ تو حضور کی طرف اپنی ربوبیت کو منسوب فرما کر۔ حالانکہ وہ ساری کائنات کا رب ہے۔ اور "رَبُّ النَّاس" ہے۔ مگر یہاں فرمایا! فَلَا وَ رَبِّكَ۔ محبوب تیرے رب کی قسم! یعنی مجھے آپ اپنی قسم! اسیطرح مکہ معظمہ کی قسم فرمائی۔ تو فرمایا۔

Marfat.com

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ -

"اے محبوب! مجھے اس شہر کی قسم صرف اس لئے۔ کہ تو اس شہر میں رہتا ہے"

سبحان اللہ! کیا محبت ہے۔ کہ جس شہر میں محبوب رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو وہ شہر بھی محبوب ہے۔

محبوب کا شہر

مولانا رومی فرماتے ہیں۔ مجنوں سے کسی نے دریافت کیا۔ میاں مجنوں! تم نے بڑے بڑے شہر دیکھے ہیں۔ یہ تو بتاؤ۔ ع

پس کدامے شہر در وے خوشتر است

اُن شہروں میں کونسا شہر اچھا ہے۔ تو ع

گفت آں شہرے کہ دروے دلبر است

مجنوں نے جواب دیا۔ کہ وہ شہر جہاں محبوب رہتا ہے"

معلوم ہوا۔ کہ محبوب کا شہر بھی محبوب ہوتا ہے۔

مدینہ منوّرہ

میرے بھائیو! اب یہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جس کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ اس کے لئے مدینہ منوّرہ کا شہر بھی محبوب ہے۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ مدینہ منورہ واقعی فرش و عرش والوں کے لئے محبوب ہے۔ اور سب کی نظریں اسی شہر پاک پر ہیں۔ خوب لکھا ہے بہزاد لکھنوی نے۔ ؎

کیا مہ و مہر و نجم اور کیا انس و جاں
ہے اُسی سمت مائل دلِ دو جہاں
کوئی سمجھے نہ سمجھے حقیقت یہ ہے
ذرّہ ذرّہ کی منزل مدینے میں ہے

اس کے بعد فرمایا:۔

فکر دنیا وہاں دُور پاؤ گے تم!
قلب میں ہر طرف نُور پاؤ گے تم!
رُوح کو اپنی مسرُور پاؤ گے تم!
اِک عجب کیفِ کامل مدینے میں ہے

سبحان اللہ! کیا ایمان افروز اشعار ہیں۔ اس نظم کا مطلع بھی سن لیجئے۔ فرمایا:۔

جس کی جاں کو تمنا ہے دل کو طلب
وہ سکوں بخش محفل مدینے میں ہے
یوں تو جینے کو ہم جی رہے ہیں مگر
جاں مدینے میں ہے دل مدینے میں ہے

بھائیو! مدینہ منورہ واقعی عرش و فرش والوں کا محبوب شہر ہے۔ اور ہماری تو یہ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری موت مدینہ منورہ میں لائے۔ اور ہم مریں تو اس طرح۔ کہ محبوب کا در ہو۔ اور ہمارا سر ہو۔ میری اپنی ایک نعت کا مقطع ہے۔ ؎

صبح و مسا مرے خدا ہے یہ بشیر کی دُعا
در ہو ترے حبیب کا سر ہو مرا جھکا ہُوا

اور مولانا حسن علیہ الرحمۃ نے خوب لکھا ہے۔ کہ ؎

گر وقتِ اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو

ہاں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے شہر کی قسم فرمائی۔ اور کہیں اپنے محبوب کی زبان کی قسم فرمائی اور فرمایا وَقِیْلِہٖ یعنی مجھے اپنے محبوب کے اِس کہنے کی قسم! اور کہیں اپنے محبوب کی جان کی قسم فرمائی۔ اور

Marfat.com

فرمایا "لَعَمْرُكَ" اے محبوب! تیری جانِ عزیز کی قسم! کیا خوب لکھا ہے اعلیٰحضرت نے۔ ؎

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا تِرے شہر و کلام و بقا کی قسم

اب اسی نعت کا ایک دوسرا شعر سنئے۔ جس میں اعلیٰ حضرت نے "خدا کی قسم" کھائی ہے۔ اور کیسی پیاری قسم ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ فرمایا ؎

ترا مسندِ ناز ہے عرش پر یں ترا محرمِ راز ہے روح امیں
تو ہی سرورِ دو جہاں ہے شہا تری مثل نہیں ہے خدا کی قسم

حضرات! جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے مکان کی اور محبوب کی زبان کی، اور محبوب کی جان کی قسم فرمائی ہے۔ اسیطرح والعصر میں اللہ نے محبوب کے زمان کی قسم فرمائی ہے۔ اور فرمایا۔ مجھے اپنے محبوب کے زمانہ کی قسم!

خیرالقرون

بھائیو! حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بڑا ہی مبارک زمانہ ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے۔ جس میں اللہ کی رحمت کے دروازے کھل گئے۔ اور جہنم کے دروازے بند ہو گئے۔ ساری دنیا میں نور ہی نور پھیل گیا۔ ظلمتیں اور تاریکیاں دور ہو گئیں۔ اور بقولِ شاعر ؎

نور اندر نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہئے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

یہی وہ زمانہ ہے۔ جس کے متعلق حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ۔ یعنی سارے زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے"۔ واقعی زمانہ وہی زمانہ تھا۔ جو حضور کا زمانہ تھا۔ اور اسی لئے ایک

باسی روٹی

بزرگ کی حکایت ہے۔ کہ وہ نائبائیوں کا کام کرتے تھے

Marfat.com

اور روٹی کی ان کی دکان تھی۔ وہ تازہ روٹی ایک آنہ کو دیتے تھے۔ اور باسی روٹی دو آنہ کو۔ ایک شخص نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو فرمایا۔ بھائی! یہ باسی روٹی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے قریب ہے اور تازہ روٹی اس مبارک زمانہ سے کچھ دور ہے۔ تو جو روٹی زمانہ نبوی سے نزدیک ہے۔ وہ اس روٹی سے جو اُس زمانہ سے کچھ دور ہو گئی یقیناً افضل ہے۔ اس لئے میں نے اس کی قیمت زیادہ رکھی ہے سبحان اللہ! کیا ہی محبت بھری بات ہے۔

صحابہ کرام حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جو ساری اُمت میں سب سے زیادہ درجہ حاصل کیا۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا۔ اور حضور کی زیارت کی۔ ان کی بڑائی کا راز اسی بات میں مضمر ہے۔ کہ انہوں نے وہ زمانہ مبارک پایا۔ جس میں حضور اس عالم میں موجود تھے۔ اور انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فیضان براہِ راست حاصل کیا۔

ایک نکتہ یہاں ایک نکتہ بھی سنتے چلئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کلماتِ جامعہ ہیں۔ اور آپ کے ایک ایک ارشاد میں ہزاروں معارف وحقائق موجود ہوتے ہیں — چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ یعنی میں کلماتِ جامعہ کے ساتھ مبعوث ہُوا ہوں۔ یعنے تھوڑی سی بات میں ہزاروں حکمتوں کو بیان فرما دیتا ہوں۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ میں بھی ایک نکتہ ہے۔ جو مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔

قُرُون جمع ہے قَرْن کی۔ اور "قرن" زمانہ کو کہتے ہیں۔ اور "قرنی" میں "ی" نسبت کی ہے۔ یعنی "میرا زمانہ" تو حضور نے جو یہ فرمایا

Marfat.com

ہے۔ سارے زمانوں سے بہتر" قرنی" ہے۔ ایک معنی تو اس کا ظاہر ہے۔ کہ "میرا زمانہ"۔ اور دوسرا اس کا معنی یہ بھی ہے۔ کہ سارے زمانوں سے بہتر ق۔ ر۔ ن۔ ی ہے۔ "قرنی" میں یہی چار حروف ہیں۔ اور یہ چاروں حروف چار یارانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام ظاہر کر رہے ہیں۔ اور حضور نے ان چاروں کی فضیلت بیان فرما دی ہے اور ترتیب فضیلت بھی ساتھ ہی بیان فرما دی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لقب" صدیق "کا آخری حرف ہے" ق"۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام کا آخری حرف ہے" ر" اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نام کا آخری حرف ہے" ن"۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کا آخری حرف ہے"ی" اور دیکھ لیجئے۔ اسی ترتیب سے یہ سارے حروف "قرنی" میں موجود ہیں۔ گویا حضور نے اس بات کا اعلان فرما دیا ہے۔ کہ —

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ

یعنی سارے زمانوں سے بہتر میرے یہ چار یار ہیں۔ پہلے" ق" یعنی صدیق پھر" ر" یعنی عمر۔ پھر" ن" یعنی عثمان۔ اور پھر" ی" یعنی علی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حروفِ تہجی حروفِ تہجی کو دیکھئے۔ الف سے شروع ہو کر" ی" پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اہل لطائف نے لکھا ہے۔ کہ اسیطرح خلافت کی ترتیب بھی ہے۔ کہ ابوبکر کے الف سے شروع ہو کر علی کی" ی" پر ختم ہو گئی۔ رضی اللہ عنہم۔

بہرحال سارے صحابہ کرام بالخصوص یہ چار یاران مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بڑے درجوں اور مرتبوں کے مالک ہیں۔ اور یہ فضائل انہیں اسی مبارک زبان کی بدولت حاصل ہوئے — وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَسَطَ بِسَاطَ الْفَضْلِ فَخَلَقَ الْاَرْضَ وَاَجْرٰی عَلَيْهِ الْبِحَارَ وَسَهَّلَ لِعِبَادِهِ الطَّرِيْقَ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ وَاَعْتَقَهُمْ مِنَ النَّارِ۔ هُوَ الَّذِیْ دَارَ بِحِكْمَتِهِ الدَّوَّارُ وَالطَّيْرُ بِصُنْعَتِهٖ طَارَ۔ كَيْفَ اَحْمَدُهٗ وَ كَيْفَ لَا اَحْمَدُهٗ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ اَوْلَجَ النَّهَارَ فِی اللَّيْلِ وَاَوْلَجَ اللَّيْلَ فِی النَّهَارِ۔ كَيْفَ اَشْكُرُهٗ وَكَيْفَ لَا اَشْكُرُهٗ خَلَقَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ لِيَجْزِیَ الَّذِيْنَ اَسَاءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِیَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْقَهَّارُ۔ اَشْهَدُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ شَهَادَةً تُدْخِلُنَا

Marfat.com

دَارَ الْقَرَارِ. وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَاحِبُ الْعِزِّ وَالْوَقَارِ

اَمَّا بَعْدُ

اَيُّهَا الْحَاضِرُوْنَ قَدْ حُرِمْتُمْ فِيْ هٰذَا الْعَامِ
مِنَ التَّشَرُّفِ بِحُضُوْرِ حَضْرَةِ الْغَفَّارِ. اَمَا
سَمِعْتُمْ قَوْلَهٗ تَعَالٰى وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ
الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. فَاِنْ كَفَرْتُمْ
فَاللّٰهُ غَنِيٌّ عَنِ الْكُفَّارِ. وَاعْزِمُوْا عَلَى الرَّحِيْلِ
فِي الْعَامِ الْقَابِلِ لَعَلَّ اللّٰهَ يَغْفِرُكُمْ وَيُجِيْرُكُمْ
مِنْ دَرَكَاتِ النَّارِ. طُوْبٰى ثُمَّ طُوْبٰى لِمَنْ قَطَعَ
الْقِفَارَ. وَرَكِبَ السُّفُنَ وَسَارَ فِي الْبِحَارِ. فَبَلَغَ
فِي الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَتَضَرَّعَ عِنْدَ مِيْزَابِ الرَّحْمَةِ
وَطَافَ الْبَيْتَ وَالْاَرْكَانَ وَالْاِسْتَارَ. وَ
خُفِّفَتْ اَثْقَالُهٗ عِنْدَ تَقْبِيْلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ
وَهُوَ يَشْهَدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْحُجَّاجِ وَالزُّوَّارِ

Marfat.com

وَبُشِّرَ فِيْ مِنٰى بِحُصُوْلِ الْمُنٰى وَقَضَاءِ الْاَوْطَارِ
وَوَقَفَ بِعَرَفَاتٍ يَوْمَ عَرَفَةَ وَكَبَّرَ وَلَبّٰى
فَحَصَلَ لَهُ الْعِزُّ وَالْفَخَارُ وَبَاتَ بِالْمُزْدَلِفَةِ
عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ فَاسْتَحَقَّ فَضْلَ ذِي الْجَلَالِ
وَالْاِكْرَامِ وَنَالَ بِحَظٍّ مِنَ الْاِفْتِخَارِ ثُمَّ
عَادَ اِلٰى مِنٰى فَنَحَرَ الضَّحَايَا وَقَرَّبَ الْهَدَايَا
فَنُوْدِيَ بِالْاَجْرِ الْجَزِيْلِ وَالْوِقَايَةِ مِنْ عَذَابِ
النَّارِ فَوَجَدَ رَاحَةً فَوْقَ رَاحَةٍ عِنْدَ حَلْقِ
الرَّأْسِ وَرَمْيِ الْجِمَارِ ثُمَّ لَمَّا قَصَدَ الْاِرْتِجَاعَ
وَطَافَ طَوَافَ الْوَدَاعِ مَعَ التَّضَرُّعِ وَالْبُكَاءِ
صَرَفَ عَنَانَ النُّوْقِ بِغَايَةِ اللُّطْفِ وَالذَّوْقِ
اِلٰى مَدِيْنَةِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ وَسَرَعَ فِي السَّوْقِ
فَتَشَرَّفَ بِزِيَارَةِ قَبْرِ سَيِّدِ بَنِيْ عَدْنَانَ وَ
مُضَرَ وَنِزَارَ وَصَلّٰى وَسَلَّمَ عَلٰى مَنْ بِالصَّلٰوةِ
عَلَيْهِ تُرْحَمُ الْكِبَارُ وَالصِّغَارُ وَاَوْجَبَ لِنَفْسِهٖ

Marfat.com

شَفَاعَةَ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِيْ بَعْدَ وَفَاتِيْ فَكَاَنَّمَا
زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ وَوَرَدَ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ زَارَ
قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ۔ وَوَرَدَ عَنْهُ اَنَّهٗ
قَالَ مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ فَيَا اِخْوَانِيْ
وَخُلَّانِيْ هٰذِهٖ بِشَارَةٌ قَدْ حَصَلَتْ لِاِخْوَانِنَا
الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْحُسْنٰى وَاَنْتُمْ غَافِلُوْنَ
نَائِمُوْنَ حَامِلُوا الْاَوْزَارِ اِلٰى مَتٰى هٰذَا النَّوْمُ
وَالرُّقَادُ اِلٰى مَتٰى هٰذِهِ الْغَفْلَةُ وَالْفَسَادُ
اِلٰى مَتٰى هٰذَا التَّكَاسُلُ عَنِ الطَّاعَاتِ۔ اِلٰى
مَتٰى هٰذَا الْقُعُوْدُ مَعَ الْاِسْتِطَاعَاتِ۔
هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ اٰهٍ عَلٰى عُمْرٍ ضَيَّعْنَاهُ۔ اٰهٍ
عَلٰى وَقْتٍ اَتْلَفْنَاهُ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا عِبَادُكَ الْمُجْرِمُوْنَ
مُقِرُّوْنَ بِذُنُوْبِنَا مُعْتَرِفُوْنَ بِعُيُوْبِنَا اٰمَنَّا
بِنَبِيِّكَ وَلَمْ نَرَهٗ فَاغْفِرْ لَنَا خَطَايَانَا۔ وَ

ذُنُوبَنَا وَاسْتَعْمِلْنَا عَلَى السُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ وَارْزُقْنَا
زِيَارَةَ قَبْرِهِ الْكَرِيْمَةِ وَالْوَفَاةَ بِبَلَدِهِ وَ
وَالدُّخُوْلَ فِيْ دَارِ السُّرُوْرِ وَالْقَرَارِ۔ وَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ
الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ
كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھئے

خطبہ جمعہ شریف کے تیسرے جمعہ کا وعظ بعنوان

ترقی!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَالْعَصْرِ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ط (پ ۳۰)

حضرات! میں پچھلے جمعہ میں بیان کر رہا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے "والعصر" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی قسم فرما کر فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ یعنی انسان ضرور نقصان میں ہے'۔ بھائیو! آجکل کا زمانہ ترقی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ ہم آگے بڑھ رہے اور بڑے فائدے میں ہیں۔ ہم ترقی پا رہے ہیں۔ مگر یہ سارے دعوے آجکل کے انسان کے اپنے ہیں۔ آیئے! خدا سے دریافت کریں۔ کہ الٰہی کیا واقعی

Marfat.com

انسان ترقی میں ہے۔ اور یہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور فائدے میں ہے؟۔ بھائیو! خدا کا ارشاد تو یہ ہے۔ کہ انسان سراسر گھاٹے میں ہے۔ اور دن بدن یہ نقصان ہی میں جارہا ہے۔ یہ جسے ترقی سمجھ رہا ہے دراصل تنزل ہے۔ دیکھئے آپ کو ایک مثال سے یہ بات سمجھاؤں

بڑا

دیکھئے جو شخص زیادہ عمر کا ہو۔ اُسے لوگ بڑا کہتے ہیں۔ اور جس کی عمر تھوڑی ہو۔ اُسے چھوٹا کہتے ہیں۔ حالانکہ بات اس کے برعکس ہے۔ مثلاً ایک ۹۵ سال کا شخص ہو۔ جس نے سو سال کا ہو کر مرنا ہے۔ اور ایک ۵ سال کا بچہ ہو۔ جس نے سَو سال کی عمر پانی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ۹۵ سال کے بڑے میاں کی عمر کے صرف ۵ سال باقی رہ گئے ہیں۔ اور ۵ سال کے بچے کی عمر کے ابھی ۹۵ سال باقی ہیں گویا بڑے میاں ۵ سال کے بعد مرجائیں گے۔ اور ۵ سال کا بچہ ۹۵ سال تک اور زندہ رہے گا۔ فرمائیے! اب بڑا کون ہُوا؟ وہ جو ۵ سال کے بعد مرجائے گا۔ یا وہ جو ابھی ۹۵ سال تک زندہ رہے گا؟ ظاہر ہے۔ کہ بڑا تو وہ ہے۔ جس کی بڑی عمر ابھی باقی ہے۔ اور جس کی عمر چھوٹی رہ گئی۔ چھوٹا تو وہ ہے۔ مگر ہم بڑے کو تو چھوٹا کہتے ہیں۔ اور چھوٹے کو بڑا۔ حالانکہ جو آجکل بڑا کہلاتا ہے۔ وہ اگر سوچے تو وہ دن بدن چھوٹا ہو رہا ہے۔ اسی لئے شاعر نے لکھا ہے۔ اور خوب لکھا ہے کہ ؎

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
خالق نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

یعنی گھڑی جب گھنٹہ بجاتی ہے۔ تو تجھے اطلاع دیتی ہے کہ دیکھ تیری عمر میں سے ایک گھنٹہ اور کم ہو گیا ہے۔ اور بھائیو! اللہ تعالیٰ بھی یہی فرما رہا ہے۔ کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ انسان تو نقصان میں جا رہا ہے۔"

Marfat.com

سالگرہ

آجکل لوگ اپنی سالگرہ مناتے ہیں۔ ایک بزرگ کا ایک شہر میں گذر ہوا۔ دیکھا ایک جگہ بڑا ہجوم ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ ایک رئیس کی سالگرہ کا جشن منایا جا رہا ہے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے۔ یہ تو بڑے اچھے لوگ ہیں۔ جو موت کے قریب قریب آجانے پر خوش ہوتے ہیں۔ بھائیو! یہ تو ان بزرگ کا اپنا خیال تھا۔ مگر ہم تو اپنی سالگرہ مناتے وقت شاید موت کو یاد ہی نہیں رکھتے۔ ہاں تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ یہ انسان تو دن بدن گھاٹے میں ہے۔ اس کی عمر رفتہ رفتہ جا رہی ہے۔ اور ایک دن اس نے یہ سب کچھ چھوڑ کر یہاں سے جانا ہے

ایک خواب

ایک بزرگ کے پاس ایک شخص نے اپنا یہ خواب بیان کیا۔ کہ میں نے رات کو یہ بھیانک خواب دیکھا ہے۔ کہ ایک جنگل میں اکیلا کھڑا ہوں۔ کہ اچانک ایک شیر میرے پیچھے پڑ گیا۔ میں دوڑا۔ اور وہ میرے تعاقب میں دوڑنے لگا۔ میں اپنی جان بچانے کی فکر میں دوڑتا ہوا اچانک ایک گہرے کنوئیں کے کنارے پہنچ گیا۔ میں نے سوچا۔ کہ شیر سے بچنے کے لئے اس کنوئیں میں چھلانگ لگا دوں مگر جب کنوئیں میں دیکھا۔ تو ایک بہت بڑا اژدہا اپنا منہ کھولے ہوئے کنوئیں میں بیٹھا تھا۔ اب میں بڑا پریشان ہوا کہ کیا کروں۔ میں نے دیکھا۔ کہ کنوئیں کے کنارے پر ایک درخت ہے۔ میں فوراً اس درخت پر چڑھ گیا۔ اب شیر میری تاک میں نیچے کھڑا ہو گیا۔ درخت پر میں نے دیکھا۔ کہ شہد کی مکھیوں کا چھتہ ہے۔ میں خوش ہو گیا۔ کہ شہد کھانے کو مل گیا۔ میں وہ شہد حاصل کرنے کی فکر کرنے لگا۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ کالے اور سفید رنگ کے دو چوہے آئے۔ اور وہ اس ٹہنی کو جس پر میں بیٹھا تھا۔ کترنے لگا۔ میں ڈرا۔ کہ اب کیا ہوگا۔ بالآخر ان

Marfat.com

چوہوں نے اس ٹہنی کی جڑ کو کاٹ دیا۔ اور میں دھڑام سے کنوئیں میں گر گیا۔ اور میری آنکھ کھُل گئی۔

یہ خواب سنا کر اس نے تعبیر پوچھی۔ تو وہ بزرگ فرمانے لگے۔ کہ وہ جنگل یہ دنیا ہے۔ اور شیر جو تیرے پیچھے پڑا۔ وہ ملک الموت ہے کہ آں تیری قبر ہے۔ اور اژدہا قبر کا عذاب ہے۔ درخت تیری عمر ہے اور شہد کا چھتہ دنیا کی لذتیں ہیں۔ جن میں انسان مشغول ہو کر غافل ہو جاتا ہے۔ اور کالے اور سفید رنگ کے چوہے دن اور رات ہیں جو تیری عمر کی ٹہنی کو رفتہ رفتہ کاٹ رہے ہیں۔ اور عنقریب تیری عمر کی ٹہنی کٹنے ہی والی ہے۔ تو سمجھتا ہے۔ کہ میری عمر بڑھ رہی ہے۔ حالانکہ وہ دن بدن گھٹ رہی ہے۔

میرے بھائیو! اسی حقیقت کا اظہار اس آیت شریفہ میں بھی ہے۔ کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ انسان تو دن بدن گھاٹے میں ہے۔

خُسر حضرات! خُسر کا معنی ہے ٹوٹا۔ خسارہ۔ نقصان۔ جو تاجر اصل پونجی کھو بیٹھے۔ یا اس کی پونجی کم ہو جائے۔ اُسے خاسر کہتے ہیں۔ انسان کی اصل پونجی اس کی عمر ہے۔ اس عمر میں یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اپنی عاقبت آباد بھی کر سکتا ہے۔ اور برباد بھی جو لوگ اپنی اس قیمتی عمر کو دن رات کھیل کود اور لہو و لعب میں برباد کر کے اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ وہ سراسر گھاٹے میں ہیں۔ کہنے کو تو کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم ترقی پا رہے ہیں۔ ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور ہم چاند میں پہنچ رہے ہیں۔ کیا یہ سب باتیں فائدہ کی ہیں۔ یا نقصان کی؟ اپنے اللہ سے پوچھئے۔ تو اس کا تو یہ ارشاد ہے۔ کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ انسان دن بدن گھاٹے میں ہے اور یہ اپنی الٹی سمجھ کا تصور ہے۔ کہ اس مادی ترقی کو فائدہ اور

عروج سمجھا جا رہا ہے۔ ترقی اور فائدہ کس بات میں ہے۔ اور وہ کونسے خوش نصیب افراد ہیں۔ جو اپنی اس پونجی سے صحیح نفع حاصل کر کے صحیح معنوں میں ترقی یافتہ ہیں۔ اس کا بیان اگلی آیت میں ہے کہ الا الذین امنوا وعملوا الصالحات ۔ یعنی جو ایمان لائے ۔ اور پھر نیک کام بجا لائے وہ گھاٹے میں نہیں ۔ اور ان کے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے۔

مومن و صالح

بھائیو! اس آیت شریفہ میں ایمان اور عمل صالح کا ذکر ہے۔ خوب یاد رکھیئے ۔ کہ ایمان اعمال کی جڑ ہے۔ اور اعمال اس جڑ کی شاخیں ہیں۔ اور شاخیں وہی ہری بھری ہو سکتی ہیں۔ جن کی جڑ موجود ہو۔ درخت کی اگر جڑ موجود ہے۔ تو اس درخت کو پانی دیجئے ۔ تو درخت کی شاخیں آپ کے لئے پھل پیدا کریں گی۔ اور اگر جڑ ہی قائم نہ رہے۔ تو اُسے پانی کی بجائے دودھ بھی دیجئے۔ تو بیکار ہے۔ اسیطرح ایمان کا ہونا ضروری ہے۔ ایمان اگر موجود ہے ۔ تو آپ کا ہر عمل صالح عمل صالح ہے۔ اور اس عمل کا آپ کو پھل ملے گا۔ اور اگر ایمان ہی نہ ہو۔ تو آپ چاہے جتنے بھی نیک کام کریں۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں ۔ اور ہرگز ہرگز آپ کو ان کا کوئی پھل نہ ملے گا۔

گاندھی

دیکھئے! گاندھی بظاہر بڑا عبادت گذار تھا۔ اپنی پوجا پاٹ کیا کرتا تھا۔ گیتا کے علاوہ سنا ہے۔ کہ وہ قرآن بھی پڑھا کرتا تھا۔ مگر یہ قرآن کا پڑھنا یا اس کی پوجا پاٹ سب بیکار اور اس کے لئے مفید نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس میں ایمان نہ تھا۔ جب ایمان ہی نہ تھا۔ تو چاہے بظاہر وہ کتنا نیک کام کرنے والا تھا۔ سب بے سود۔ اسیطرح کوئی کتنا بڑا مبلغ ہی

Marfat.com

کیوں نہ ہو۔ یورپ میں جا جا کر تبلیغیں کرتا پھرے۔ مسجدیں بنوائے تبلیغی لٹریچر شائع کرے۔ اور بظاہر دوسرے نیک کام بھی کرے۔ مگر ہو ضروریاتِ دین کا منکر اور کافر۔ تو اس کے یہ سارے اعمال بیکار اور غیر مفید ہیں۔ اس لئے کہ سب سے پہلے ایمان کا ہونا ضروری ہے۔ ایمان کے بعد جو نیک کام کیا جائے گا۔ وہی نیک کام ہے۔

نیک کام اور ایمان لانے کے بعد پھر نیک کاموں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ ایمان لا کر پھر بیٹھ رہیں۔ اور کسی نیک کام کے نزدیک بھی نہ جائیں۔ ابھی آپ معلوم کر چکے کہ ایمان جڑ ہے۔ اور اعمال اس کی شاخیں۔ تو پھل پانے کے لئے جڑ کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ اور شاخوں کی بھی۔ اور اگر ان شاخوں کو کوئی ہر روز توڑنے مروڑنے لگے۔ اور ان کی کوئی حفاظت نہ کرے۔ تو اس صورت میں بھی پھل پانا مشکل ہے۔ اس لئے فائدہ میں صرف وہی شخص ہوگا۔ جو جڑ کی بھی حفاظت کرے۔ اور شاخوں کی بھی۔ یعنی ایمان بھی لائے۔ اور اعمال صالحہ بھی بجا لائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے۔ کہ انسان سب گھاٹے میں ہیں۔ مگر جو لوگ ایمان لائے۔ اور اعمال صالحہ بجا لائے وہ گھاٹے میں نہیں ہیں۔

بھائیو! اس آیت شریفہ سے یہ بات سمجھ میں آ گئی۔ کہ اصل ترقی اور فائدہ ایمان و عمل صالح میں ہے۔ بے ایمان و بدعمل چاہے چاند میں بھی پہنچ جائے۔ وہ گھاٹے ہی میں ہے۔ فائدہ کی بات تو یہ ہے۔ کہ ایمان لا کر خالقِ چاند تک پہنچا جائے۔

تبلیغ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فائدہ پانے والوں کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی ہے۔ کہ وہ خود بھی نیک کام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی نیکی کی تبلیغ کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ

Marfat.com

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ یعنی وہ حق کی اور صبر کی تلقین و وصیت، اور تبلیغ کرتے ہیں۔ گویا دوسروں کو بھی نیک بن جانے کا درس دیتے ہیں۔ گویا نقصان و گھاٹے سے بچنے کے لئے یہ تین چیزیں ضروری ہیں۔ ایمان۔ عمل صالح۔ اور تبلیغ حق۔ جو شخص ان باتوں کو اپنا لے گا۔ انشاء اللہ وہ سراسر فائدہ ہی فائدہ میں ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیں اس ارشادِ حق پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰی عِبَادَہٗ اِلٰی طَرِیْقِ الْھِدَایَۃِ وَفَتَحَ الْاَبْوَابَ۔ فَاَرْسَلَ رُسُلًا وَّاَنْبِیَآءَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَاِلٰی طَرِیْقِ الْحَقِّ دَاعِیْنَ وَخَلَقَ اُولِی الْاَلْبَابِ۔ وَاصْطَفٰی مِنَ الْاَنْبِیَآءِ نَبِیَّنَا خَاتِمَ الرُّسُلِ فَمَنِ ادَّعَی النُّبُوَّۃَ بَعْدَہٗ فَھُوَ الْکَذَّابُ۔ وَجَعَلَہٗ اَفْضَلَ الْمَخْلُوْقَاتِ وَلَمْ یَخْلُقْ مِثْلَہٗ مُنْذُ کَانَ الزَّمَنُ

Marfat.com

وَلَا يَخْلُقُ إِلَى يَوْمِ الْحِسَابِ۔ وَاجْتَبَى لَهُ الرُّفَقَاءَ
وَالْوُزَرَاءَ وَالنُّجَبَاءَ وَالْخُلَفَاءَ وَالْأَصْحَابَ۔
نَحْمَدُهُ حَمْدًا يُنَجِّيْنَا مِنَ الْعَذَابِ۔ وَنَشْكُرُهُ
شُكْرًا يُسَهِّلُ عَلَيْنَا الْحِسَابَ۔ وَنَشْهَدُ أَنَّهُ
لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ الْمَلِكُ
الْوَهَّابُ۔ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ الَّذِيْ أُوْتِيَ فَصْلَ الْخِطَابِ

أَمَّا بَعْدُ

عِبَادَ اللّٰهِ اِعْلَمُوْا أَنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ يَنْتَظِرُكُمْ
مَا مِنْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ إِلَّا وَهُوَ يَتَصَفَّحُ فِيْهِ
وُجُوْهَكُمْ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُكُمْ أَمَانَتَكُمْ لَا
تَظُنُّوْا أَنَّكُمْ لَا تَمُوْتُوْنَ۔ وَلَا تَتَوَهَّمُوْا أَنَّكُمْ
نَدُوْمُوْنَ۔ وَلَوْ كَانَ هٰذَا الْوَحِيُ لَكَانَ لِنَبِيِّنَا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ۔

فَكُلُّ مَنْ عَلٰى بِسَاطِ الْاَرْضِ سَيُدْفَنُ فِي التُّرَابِ
مِنْهَا خَلَقَكُمْ وَفِيْهَا يُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا يُخْرِجُكُمْ
لِلْحِسَابِ۔ وَلَا تَغْتَرُّوْا بِالدُّنْيَا الدَّنِيَّةِ
فَظَاهِرُهَا زَيْنٌ وَبَاطِنُهَا شَيْنٌ دَارُ الْمِحَنِ
وَالْفِتَنِ وَالْخَرَابِ۔ كَعَجُوْزٍ تَزَيَّنَتْ بِالْحُلِيِّ
يَفْتَتِنُ بِهَا اَهْلُ الشَّبَابِ۔ مَنِ اغْتَرَّ بِحُسْنِهَا
وَاَطَالَ اَمَلَهٗ وَنَسِيَ اَجَلَهٗ وَصَارَ مِنْ طُلَّابِهَا
فَهُوَ مِنَ الْكِلَابِ۔ تَفَكَّرُوْا فِي الْاَخْبَارِ
وَانْظُرُوْا اَخْبَارَ الْاَخْيَارِ۔ كَيْفَ تَذْهَبُوْنَ اِلٰى
دَارِ الْاٰخِرَةِ فَرِيْقًا بَعْدَ فَرِيْقٍ۔ وَكُلُّ مَنْ خُلِقَ
سَالِكٌ عَلٰى هٰذَا الطَّرِيْقِ۔ فَمَا بَعْدَهٗ اِلَّا
الْاَلَمُ اَوِ الثَّوَابُ۔ فَفِيْ مِثْلِ هٰذَا الشَّهْرِ
قُتِلَ اَبُوْ لُؤْلُؤَةَ سَيِّدَنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔
الَّذِيْ كَانَ رَأْيُهٗ مُوَافِقًا لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابِ۔
كَانَ صَحَابِيًّا جَلِيْلَ الْقَدْرِ عَظِيْمَ الشَّانِ۔

Marfat.com

فَخِيْمَ الْقَدْرِ جَلِيَّ الْبُرْهَانِ۔ كُلَّمَا وُلِّيَ الْخِلَافَةَ
يَبْكِيْ بُكَآءً شَدِيْدًا ذَاكِرًا حِسَابًا وَّ وَعِيْدًا لَمْ
يَسْلُكْ طَرِيْقًا اِلَّا فَرَّ مِنْهُ الشَّيْطَانُ. وَلَمْ
يُبْرَ اَمْرًا اِلَّا نَزَلَ بِهٖ مَلَكُ الرَّحْمٰنِ فَتَزَلْزَلَتِ
الْاَرْضُ لِمَوْتِهٖ وَتَحَسَّرَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ بِفَوْتِهٖ
اِلَّا الْكَافِرُ الْمُرْتَابُ. وَفِيْ مِثْلِ هٰذَا الشَّهْرِ
قُتِلَ سَيِّدُنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ۔ سَيِّدُ
اَرْبَابِ الْحَيَآءِ الَّذِيْ مِنَ الْاِيْمَانِ۔ فَوَقَعَتِ
الزَّلْزَلَةُ فِيْ اَمْرِ الْخِلَافَةِ وَفُتِحَ بِشَهَادَتِهٖ
الْبَابُ۔ كَيْفَ حَالُكَ اِذَا جَآءَكَ الْمَلَكَانِ
الْاَزْرَقَانِ الْاَسْوَدَانِ السَّآئِلَانِ مَنْ رَّبُّكَ
وَمَا دِيْنُكَ كَيْفَ حَالُكَ اِذَا بُعِثْتَ مِنَ
الْقَبْرِ بَغْتَةً وَاُحْضِرْتَ عِنْدَ الْمَلِيْكِ
الْمُقْتَدِرِ لِلْحِسَابِ۔ فَتَيَقَّظْ اَيُّهَا الْجَهُوْلُ
عَسٰى اَنْ يُّفَاجِئَكَ الرَّسُوْلُ۔ وَيُلْقِيَكَ

فِیْ حُفْرَۃٍ مِّنَ الْعَذَابِ۔

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ۔ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیئے

Marfat.com

ماہنامہ الحج شریف کے چوتھے جمعہ کا موعظہ بعنوان

کسبِ حلال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (پ۲۸ ع۱۲)

"پھر جب نماز ہو چکے۔ تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ اس امید پر کہ فلاح پاؤ"

حضرات! میں آج محنت و مشقت اور کسبِ معاش کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور بتانا چاہتا ہوں۔ کہ بیکار رہنا اور کچھ نہ کرنا

یہ مرضیٔ حق کے خلاف ہے۔ انسان کو اپنی معاش اور روزی کے لئے کچھ کرنا چاہیئے۔ اور آجکل جو بعض لوگوں نے "توکل" کا غلط معنی سمجھ رکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ توکل کا معنی کچھ اور ہے۔ اور بیکار لوگوں نے اسے غلط معنی میں مشہور کر رکھا ہے۔

بھائیو! میں نے جو آیت شریفہ پڑھی ہے اس میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے، کہ نماز سے فراغت کے بعد خدا کے فضل یعنی روزی وغیرہ کی تلاش کرو۔ خوب یاد رکھئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور اسی کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ مگر چونکہ عبادت کا ہونا قوتِ بدنی اور لباس وغیرہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے یہ بات ضروری ہے۔ کہ ہم قوتِ بدنی اور اپنے لباس وغیرہ کے لئے اپنے ہاتھ پیر ہلائیں۔ اور کوئی نہ کوئی کسب کرکے اس کی آمدنی سے خوراک، اور لباس مہیا کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پوری طرح ادا کی جا سکے۔

زندگی برائے بندگی

حضرات! ہماری زندگی صرف اللہ کی بندگی کے لئے ہے اور چونکہ زندگی کے لئے کھانا پینا ضروری ہے بغیر کھانے پینے کے زندگی محال ہے۔ اس لئے کھانے پینے کیلئے کوشش کرنا ضروری ہے اور یہ کوشش اسی نیت سے کرے۔ کہ میں کھاؤں پیوں۔ اور زندہ رہوں اور زندہ اس لئے رہوں کہ کھاؤں پیوں۔ یعنی زندگی کا مقصد کھانا پینا نہ سمجھے۔ بلکہ زندگی برائے بندگی سمجھے۔ ؎

زندگی با بندگی تا بندگی ٭ زندگی بے بندگی شرمندگی

ہاں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں اپنے بندوں کو یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اے میرے بندو۔ جب تم نماز سے جو افضل ترین عبادت ہے فراغت پا چکو۔ تو بیکار مت بیٹھو۔ بلکہ اِدھر اُدھر زمین میں پھیل کر اپنے اپنے کاموں میں لگ جاؤ۔ اور قوتِ خداداد کو وجہِ معاش میں صرف کرو۔

Marfat.com

اور اپنے علاوہ اپنے اہل وعیال اور محتاج وغربار کی بھی اعانت کرو۔ اور ان کی پرورش کرو۔

توکّل توکل کا یہ معنی غلط ہے کہ کچھ بھی نہ کیا جائے۔ اور یہ امید رکھی جائے۔ کہ بغیر کئے کے سب کچھ مل جائیگا۔ کیا کبھی آپ نے سنا؟ کہ کسی شخص نے ہل نہ جوتا ہو۔ اور بیج نہ بویا ہو۔ اور بغیر کچھ کئے کے اس بات کی وہ امید رکھتا ہو۔ کہ میری کھیتی بھی اُگ آئے گی۔ اور میں بھی ایک دن اپنی زمین سے گندم حاصل کر لونگا۔ نہیں میرے بھائیو! ایسا ہوتا ہی نہیں۔ جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔ اگر کچھ بویا ہی نہیں۔ تو کاٹے گا کیا؟ توکل یہ نہیں۔ کہ بوئے ووئے کچھ بھی نہیں۔ اور گندم کی امید رکھے، توکل یہ ہے کہ ہل جوتے اور بیج ڈالے۔ پھر اُسے پانی بھی دے۔ یہ سارے کام کرکے پھر اللہ تعالیٰ پر توکل رکھے۔ کہ وہ میری محنت کو بار آور کریگا۔ اور تجھے اس محنت کا پھل ضرور دیگا۔ مقصد میرا یہ ہے۔ کہ توکل عمل میں نہ کرے۔ بلکہ نتیجۂ عمل میں کرے۔ پہلے کچھ کرلے۔ پھر توکل کرے۔

ایک حکایت عربی ادب کی کتابوں میں ایک دلچسپ حکایت درج ہے۔ اور حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھی ہے۔ کہ ایک شخص کسب معاش اور رزق کی تلاش میں گھر سے باہر نکلا۔ اور سفر کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ راستے میں ایک جنگل پڑا۔ اس نے جنگل میں ایک بے دست و پا لومڑی کو دیکھا۔ اس نے دیکھا۔ کہ لومڑی بالکل اپاہج ہے۔ چلنے پھرنے کے قابل نہیں۔ لیکن ہے بڑی موٹی تازی۔ بڑا حیران ہوا۔ کہ یہ تو چل پھر نہیں سکتی۔ پھر یہ کھاتی پیتی کہاں سے ہے؟ اسی خیال میں تھا۔ کہ اس نے دیکھا۔ وہاں ایک شیر نمودار ہوا۔ جس نے ایک گائے کا شکار کیا تھا۔ اور وہ اس گائے کو اسی طرف لا رہا تھا۔ یہ شخص ڈر کے مارے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس نے دیکھا۔

کہ شیر لومڑی کے تھوڑے فاصلہ پر ہی بیٹھ کر گائے کھانے لگا ہے، اور جب وہ سیر ہو کر کھا چکا۔ تو باقیماندہ گائے وہیں چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد لومڑی کو اس نے دیکھا۔ جو بچاری صبح سے بھوکی تھی۔ کہ وہ لومڑی بڑی مشکل سے گھسٹ گھسٹ کر اس باقیماندہ گائے کے پاس پہنچی۔ اور خوب مزے سے گائے کا گوشت کھانے لگی۔ اور اس نے اپنا پیٹ بھر لیا۔ اس شخص نے یہ سارا قصہ دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ کہ خدا تعالیٰ نے جب اس لومڑی کو بیٹھے بٹھائے رزق دیا ہے۔ تو پھر مجھے گھر سے نکلنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں بھی واپس چلتا ہوں۔ اور گھر میں آرام سے بیٹھتا ہوں۔ آخر میں بھی تو اللہ کی مخلوق ہوں۔ وہ جب ایک لومڑی کو بغیر محنت و مشقت کے رزق دیتا ہے۔ تو مجھ انسان کو بغیر محنت و مشقت کے کیوں رزق نہ دے گا؟ چنانچہ وہ گھر واپس آ گیا۔ اور لگا انتظار کرنے۔ کہ کوئی آئے اور مجھے کچھ دے جائے۔ دو دن گذر گئے۔ مگر اُسے کچھ نہ ملا۔ آخر تنگ آ کر اس نے منہ آسمان کی طرف کیا۔ اور کہا ـــــ "الٰہی! ایک لومڑی کو تو تُو گھر بیٹھے بٹھائے رزق پہنچائے۔ اور مجھ انسان کو تو نے ابھی تک کچھ نہیں پہنچایا"۔ اُسے ہاتف سے ایک آواز سنائی دی۔ کہ نادان!

"ہم نے تجھے دو نمونے دکھائے ہیں۔ ایک اپاہج لومڑی کا نمونہ جو دوسروں کے مارے ہوئے شکار کی محتاج تھی۔ اور ایک شیر کا نمونہ۔ جس نے شکار کر کے خود بھی کھایا۔ اور محتاج کو بھی کھلایا۔ یہ دونوں نمونے تم نے دیکھے مگر تم نے اپاہج لومڑی بننے کی کوشش کی۔ جو دوسروں کی محتاج تھی۔ مگر بہادر شیر بننے کی کوشش نہ کی۔ جس نے اپنی محنت سے شکار کر کے اپنا پیٹ بھی بھرا۔ اور محتاج کا پیٹ بھی بھرا ـــــ

Marfat.com

نادان! اٹھ چل، اور شیر بن ــ لومڑی نہ بن ــ"

یہ آواز سن کر وہ پھر تلاش معاش میں گھر سے نکل پڑا۔ تو بھائیو! اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے کسبِ معاش کرو۔ محنت کرو۔ تجارت کرو۔ اور بیکار مت بیٹھو۔ اور جائز طور پر دنیا کماؤ۔ جائز طور پر کمایا ہوا پیسہ اللہ کا فضل ہے۔ اسلام پیسہ حاصل کرنے سے روکتا نہیں۔ اس کے بغیر تو نیک کام بھی رک جاتے ہیں۔ دیکھئے پیسہ ہی ہو۔ تو حج بھی نصیب ہوتا ہے۔ پیسہ ہی ہو۔ تو زکوٰۃ بھی دی جاتی ہے۔ اور صدقات و خیرات پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور پیسہ ہی ہو۔ تو یتیم پروری۔ غریب نوازی۔ اور بیواؤں کی سرپرستی حاصل ہو سکتی ہے، اسی لئے ایک شاعر نے لکھا ہے۔ کہ ؎

عالم میں خیر ہوتی ہے پیسے کے زور سے
جنت کی سیر ہوتی ہے پیسے کے زور سے

اور اسی طرح اس دنیا کا آرام بھی پیسہ ہی سے ملتا ہے۔ ؎

خوشی، راحت، مزا، آرام ہے، سب زر کے ہونے سے
یہ وہ نعمت ہے جسکی مانگ ہے یاں کونے کونے سے

اور بعض مثالیں بڑی عجیب اور سمجھانے کے لئے بڑی موثر ہوتی ہیں چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ "دیکھ لو خالی تھیلا سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا" یعنی جو مفلس ہے۔ وہ کھڑا ہونے کے قابل نہیں رہتا۔ اور کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا کے مطابق یہ افلاس کئی برائیوں کا منبع بھی بن جاتا ہے چنانچہ خیانت۔ بددیانتی اور بے حیائی وغیرہ اس مفلسی کے باعث یہ برائیاں پھوٹ پڑتی ہیں۔

اللہ کا فضل

حضرات! یہ دولت اگر دائرہ شریعت میں رہ کر حاصل کی جائے۔ اور جائز طور پر پیسہ حاصل کیا جائے۔

تو واقعی یہ اللہ کا فضل ہے۔ مگر آج کل اس اُلٹے زمانہ میں جس طرح کام کچھ اور ہوتا ہے۔ اور نام کچھ اور۔ اسی طرح یار لوگوں نے رشوت وغیرہ بالائی آمدنی کو "اللہ کے فضل" کا نام دے رکھا ہے۔ چنانچہ کئی لوگ یوں کہتے نظر آتے ہیں۔ کہ صاحب! تنخواہ تو سو روپیہ ہی ہے۔ مگر اوپر سے "اللہ کا فضل" کافی ہو جاتا ہے۔ یہ اوپر سے جو اللہ کا فضل ہوتا ہے۔ خدا ایسے برائے نام فضل سے بچائے۔ کس قدر ظلم ہے۔ کہ رشوت کا نام "اللہ کا فضل" رکھ دیا۔

"پگڑی"

اسی طرح بعض لوگوں نے رشوت کا نام پگڑی رکھ لیا ہے کسی زمانہ میں پگڑی اُسے کہتے تھے۔ جو سر پر باندھی جائے مگر آجکل پگڑی وہ ہے۔ جو جیب میں ڈالی جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی بُری حرکتوں سے بچائے ــــ بھائیو! کماؤ مگر جائز طور پر ــــ خدا تعالیٰ نے مختلف پیشے اور مختلف طریق کار پیدا فرما دیئے ہیں۔ جنہیں اپنا کر تم دولت حاصل کر سکتے ہو۔

کسب و پیشہ کے فضائل

صاحب مغنی الواعظین نے ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی موسوم بہ رفیق الارواح سے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ ایک روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ! میں کپڑے سی کر رزق حاصل کرتا ہوں۔ میں درزی ہوں۔ میرے اس پیشہ کے متعلق آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم راستی اور راست بازی سے یہ کام کرو۔ توکل کو تم حضرت ادریس علیہ السلام کی معیت میں جنت میں داخل ہوگے۔ ایک اور صاحب اٹھے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں معمار ہوں۔ عمارتیں بناتا ہوں۔ میرا پیشہ کیسا ہے؟ فرمایا۔ تم بھی اگر راست بازی سے یہ کام کروگے۔ تو تم حضرت ابراہیم علیہ السلام

کی معیت میں جنت میں داخل ہوگے۔

پھر ایک اور شخص اٹھا۔ اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! میں معلّم ہوں میرے متعلق کیا ارشاد ہے۔ فرمایا۔ اگر نیک نیتی سے خلق خدا کو نصیحت کرتے رہوگے۔ اور پڑھاتے رہوگے۔ تو قیامت میں حضرت خضر علیہ السّلام کے ساتھ رہوگے۔

پھر ایک اور شخص اٹھا۔ اور پوچھا۔ یا رسول اللہ! میں تجارت کرتا ہوں۔ میرے متعلق کیا ارشاد ہے؟ فرمایا! اگر صداقت و دیانت سے کام کروگے۔ تو تم قیامت میں میرے ساتھ رہوگے۔

تجارت

سبحان اللہ! کیا فضائل ہیں ان پیشوں کے ــ اور بالخصوص تجارت کی کیا شان ہے۔ کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ سے نسبت کا فخر حاصل ہے۔ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم تاجر تھے۔ اور "تاجر" کی کیا شان ہے؟ شاعر لکھتا ہے ؎

لفظِ تاجر دے رہا ہے خود ثبوت
دیکھ لو تاجر کے سر پر تاج ہے

"سر پر تاج" ــ تاجر ــ پہلے "تاج" اور اس کے بعد "ر" لگی تو تاجر بن گیا۔ گویا تاجر تاج پہنے ہوئے ہے۔

ایک اور بات بھی سن لیجئے۔ کہ "تاجر" اور "تاجور" دونوں برابر ہیں۔ صرف حرفِ واؤ "تاجور" میں زیادہ ہے۔ اور یہ "واؤ" حرفِ علّت ہے۔ گویا "تاجور" میں ہزار علتیں پائی جاتی ہیں۔ اور کئی فکر اس کے دامنگیر رہتے ہیں۔ مگر "تاجر" ان علتوں سے بھی پاک ہے۔

تجارت اختیار کرکے آپ اللہ کے فضل سے خوب بہرہ ور ہو

سکتے ہیں۔ مگر اس میں بھی یہ شرط ہے۔ کہ راست بازی اور سچائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ ورنہ یہی تجارت دوزخ میں بھی لے جا سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ۔ "کم تولنے والوں کی خرابی ہے۔ وہ کہ جب اوروں سے ناپ لیں۔ پورا لیں۔ اور جب انہیں ناپ تول کر دیں۔ کم کر دیں"

پہلے بزرگوں کی عادت تھی۔ کہ جو کچھ لیتے تھے۔ تو آدھا حبہ کم لیتے تھے۔ اور جب دیتے تھے۔ تو آدھا حبّہ زیادہ دیتے تھے۔ اور کہتے تھے یہ آدھا حبّہ ہم میں اور دوزخ میں آڑ ہے۔ اور یہ اس لئے کہ وہ ڈرا کرتے تھے۔ کہ بالکل پورا پورا تولنا مشکل ہے۔ ممکن ہے۔ کچھ کمی بیشی ہو جائے۔ اس لئے وہ آدھا حبہ کم لے کر اور آدھا حبہ زیادہ دے کر کہا کرتے تھے۔ کہ وہ شخص بڑا ہی نادان ہے۔ جو کہ بہشت کو جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے۔ آدھے حبہ پر بیچ ڈالے اور جہنم کو خریدے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب کچھ خرید فرماتے۔ تو فرمایا کرتے "قیمت کے موافق تول۔ اور جھکتا ہوا تول"

بزاز مفسرین کرام نے لکھا ہے۔ کہ جو بزاز کپڑا مول لیتے وقت ڈھیلا ناپتا ہے۔ اور بیچتے وقت کس کر ناپتا ہے۔ وہ بھی اس آیت کی وعید میں داخل ہے۔

قصاب اور جو قصاب کہ اس ہڈی کو بھی جس کا رواج نہیں ہے۔ گوشت میں تول دیتا ہے۔ وہ بھی اس میں داخل ہے۔ الغرض تجارت میں، اور خرید و فروخت میں ہر حال میں اللہ سے

ڈرتا رہے۔ اور راست بازی و دیانت کا دامن نہ چھوڑے۔

بائع و مشتری حضرات! اے کاش ہمیں اپنی شریعت کی ہدایات یاد رہیں۔ اور ہم ہر معاملہ میں راست گوئی اور دیانت سے کام لیں۔ پھر دیکھیئے۔ اللہ تعالیٰ کتنی برکتیں پیدا فرماتا ہے۔ شریعت نے ہمیں خرید و فروخت کے معاملہ میں بھی اہم ہدایات دی ہیں۔ بیچنے والے کو حکم ہے۔ کہ وہ اپنی عیب دار چیز کو اچھی نہ بتائے۔ بلکہ اس میں جو عیب ہے۔ بیان کردے۔ اور گاہک کو حکم ہے۔ کہ وہ دوکاندار کی اچھی چیز کو بری نہ بتائے۔ بلکہ جو اچھی چیز ہے۔ اسے اچھی ہی تسلیم کرے۔ مگر آہ! آج کل دوکاندار اس کوشش میں رہتا ہے۔ کہ میری عیب دار چیز بھی اچھے بھاؤ میں نکل جائے۔ اور یہ بات بجز دھوکہ و فریب کے ہو نہیں سکتی۔ اس لئے وہ ہزار جھوٹ بولتا ہے۔ اور گاہک کو بیوقوف بناتا ہے۔ اور اگر اس کا داؤ چل جائے۔ تو خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ اور گھر آکر خوشی سے بتاتا ہے۔ کہ مبارک ہو۔ وہی کپڑے کا عیب دار تھان جو کئی روز سے نکل نہیں رہا تھا۔ آج ایک گاہک کو اُلّو بنا کر نکال آیا ہوں۔

لطیفہ میرے بھائیو! کچھ اسی طرح کا معاملہ پھر آجکل کے بعض گاہکوں کی طرف سے بھی ہوتا ہے۔ دوکاندار اگر گاہک کو اُلّو بنا سکتے ہیں۔ تو گاہک بھی دوکاندار کو اُلّو بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک جوتے کی دکان پر ایک گاہک آیا۔ اور کہنے لگا۔ مجھے زنانہ سلیپر چاہیئے۔ مگر میں آتے ہوئے بیگم کا ناپ لانا بھول گیا ہوں۔ آپ ایک پیر کا سلیپر دے دیجئے۔ میں اسے گھر میں لے جاکر پہنا کر دیکھتا ہوں۔ اگر پورا آگیا۔ تو رقم دے کر دوسرا سلیپر بھی لے جاؤں گا۔ دوکاندار نے دہنے پیر کا ایک سلیپر دے دیا۔ اور پھر لگا انتظار کرنے۔ کہ

Marfat.com

گاہک صاحب کب آتے ہیں؟ مگر گاہک نے نہ آنا تھا۔ نہ آیا۔ دکاندار بڑا حیران تھا۔ کہ وہ ایک پیر کو رکھ کر کیا کرے گا۔

شام کے وقت ایک دوسرا جوتا فروش اس کے پاس آیا۔ اور باتوں ہی باتوں میں اس نے بتایا۔ کہ آج ایک عجیب گاہک میرے پاس آیا تھا۔ اس نے مجھ سے آکر کہا۔ کہ مجھے زنانہ سلیپر درکار ہے۔ مگر بیگم کا ناپ لانا بھول گیا ہوں۔ آپ بائیں پیر کا ایک سلیپر دے دیں۔ میں گھر میں پہنا کر دیکھ آتا ہوں۔ اگر پورا آگیا۔ تو دائیں پیر کا سلیپر بھی رقم دے کر لے جاؤں گا۔" یہ کہہ کر وہ ایسا گیا ہے۔ کہ پھر آیا ہی نہیں۔

پہلا دکاندار یہ بات سُن کر حیران رہ کر بولا۔ تو بھئی لو سنو۔" دائیں پیر کا سلیپر وہ مجھ سے لے جا چکا ہے۔ اس نے اپنا جوڑہ پورا کر لیا ہے۔"

دیکھا آپ نے اس گاہک نے دو دکانداروں کو اُلّو بنا دیا۔ مگر بھائیو! یہ مسلمانوں کا وطیرہ نہیں ہے۔ اسلام ایسی باتوں سے سختی کے ساتھ روکتا ہے۔ اور ہر حال میں دیانتداری اور راست گوئی کا سبق دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں دیانتداری اور راست گوئی کی توفیق دے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی

Marfat.com

وَقَدَّرَ فَهَدٰی. بَسَطَ لَنَا الْاَرْضَ وَرَفَعَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی. سُبْحَانَهٗ مَا اَعْظَمَ شَانَهٗ وَاَكْرَمَ مَكَانَهٗ يَعْلَمُ مَا فَوْقَ الْعَرْشِ وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی. وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی. اَشْهَدُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَاحِبُ الْمَقَامِ الْمُعَلّٰی. دَنٰی فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی. فَاَوْحٰی رَبُّهٗٓ اِلَيْهِ مَآ اَوْحٰی. مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَصْحَابِ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی۔

اَمَّا بَعْدُ

فَيَآ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی. وَعَدَّلَ وَرَكَّبَ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ وَاَلْهَمَ النُّفُوْسَ الْفُجُوْرَ وَالتَّقْوٰی. وَسَهَّلَ لَكَ الطَّرِيْقَ اِلَى الْجَنَّاتِ الْعُلٰی۔ فَبَعَثَ

Marfat.com

اَنْبِیَآءَ وَرُسُلًا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ بِالْمُعْجِزَاتِ
وَالْاٰیَاتِ الْعُلٰی۔ وَاَنْزَلَ عَلٰی نَبِیِّنَا سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ
الْقُرْاٰنَ تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی۔ عِبَادَ اللّٰہِ تَذَکَّرُوْا
نِعَمَ اللّٰہِ۔ وَتَفَکَّرُوْا فِیْ خَلْقِ اللّٰہِ۔ وَلَازِمُوْا
التَّقْوٰی۔ فَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ
فَاِنَّ الْجَنَّۃَ لَہُ الْمَاْوٰی۔ اَلَآ اِنَّ ھٰذَا الشَّھْرَ
الْمُبَارَکَ قَدْ اَذِنَ مِنْکُمُ الرَّحِیْلَ۔ وَمَا بَقِیَ
مِنْہُ اِلَّا قَلِیْلٌ۔ وَبِرِحْلَتِہٖ تَرْحَلُ السَّنَۃُ وَ
تَاْتِیْ عَلَیْکُمْ سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ اُخْرٰی۔ فَوَدِّعُوْھَا
بِصَالِحِ الْاَعْمَالِ۔ وَاسْتَقْبِلُوْھَا بِالْحُسْنٰی۔
ھَلْ مِنْکُمْ مَنِ اجْتَھَدَ فِیْ ھٰذِہِ السَّنَۃِ
الذَّاھِبَۃِ فِی الْعِبَادَاتِ وَالطَّاعَاتِ وَنَھَی النَّفْسَ
عَنِ الْھَوٰی۔ ھَلْ مِنْکُمْ مَنِ اسْتَغْفَرَ رَبَّہٗ فِیْ
کُلِّ اٰنٍ۔ وَحَاسَبَ نَفْسَہٗ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ۔ وَ
نَفَعَتْ لَہُ الذِّکْرٰی۔ فَطُوْبٰی لِمَنْ شَھِدَتْ

Marfat.com

لَهٗ هٰذِهِ السَّنَةُ عِنْدَ رَبِّهَا بِالتَّقْوٰى۔ وَوَيْلٌ
ثُمَّ وَيْلٌ لِمَنْ ضَيَّعَ اَيَّامَ السَّنَةِ وَشُهُوْرَهَا
وَاَنْهَمَكَ فِيْ قَضَاءِ حَاجَاتِ النُّفُوْسِ وَفُجُوْرِهَا
فَضَلَّ وَغَوٰى۔ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَضٰى مَا مَضٰى۔
فَاتْرُكُوْا فِيْمَا يَاْتِيْ الدَّعْوٰى۔ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ
عَمَّا مَضٰى۔ وَاغْتَنِمُوْا شَبَابَكُمْ قَبْلَ هَرَمِكُمْ
وَحَيَاتَكُمْ قَبْلَ مَوْتِكُمْ وَعَافِيَتَكُمْ قَبْلَ مَرَضِكُمْ
وَغِنَاءَكُمْ قَبْلَ فَقْرِكُمْ وَلْيُحَاسِبْ كُلُّ امْرِءٍ
نَفْسَهٗ اِذَا اَصْبَحَ وَاَمْسٰى۔ وَتَفَكَّرُوْا فِيْمَا يَمُرُّ
عَلَيْكُمْ عِنْدَ الْمَوْتِ وَبَعْدَهٗ مِنَ الْكُرُوْبِ
وَالْاَهْوَالِ الْكُبْرٰى۔ كَيْفَ بِكُمْ اِذَا اُلْقِيَ عَلَيْكُمُ
التُّرَابُ وَوَلّٰى عَنْكُمْ كُلُّ حَبِيْبٍ وَّاَدْنٰى۔ فَبَقِيْتُمْ
فِيْ بَيْتِ الْوَحْشَةِ مُنْفَرِدِيْنَ مُتَحَيِّرِيْنَ مُتَحَسِّرِيْنَ
بَاكِيْنَ عَلٰى مَا صَدَرَ وَمَا مَضٰى۔ وَابْتُلِيْتُمْ بِسُؤَالِ
النَّكِيْرَيْنِ۔ وَالضَّغْطَةِ الَّتِيْ تَتَكَسَّرُ مِنْهَا عِظَامُ

Marfat.com

الثَّقَلَيْنِ۔ وَاَحَاطَتْكُمُ الظُّلْمَةُ وَالْوَحْشَةُ۔
فَاِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَمَنْ
نَجٰى مِنْ شَدَآئِدِهٖ فَسَيُتَيَسِّرُ لِلْيُسْرٰى۔ وَمَنِ
ابْتُلِيَ فِيْهِ بِالْمِحْنَةِ فَمَا بَعْدَهٗ اِلَّا الْعُسْرٰى۔
اَللّٰهَ اَللّٰهَ۔ عِبَادَ اللّٰهِ۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ۔ وَاجْتَنِبُوْا
عَنِ الْهَوٰى۔ وَقُوْلُوْا مِنْ صَمِيْمِ الْفُؤَادِ وَخُلُوْصِ
لِسَانِ الذِّكْرٰى۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا عِبَادُكَ الْعُصَاةُ
فَارْحَمْنَا وَعَافِنَا وَوَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ۔ وَ
نَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ
تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھئے

تمت بالخیر

Marfat.com

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کے مزید ۳۶ وعظ

واعظ حصہ اوّل اس کتاب میں مولانا کے ۱۲ مفصل اور مدلّل وعظ درج ہیں۔ جن کی فہرست یہ ہے۔ پہلا وعظ توحید۔ دوسرا وعظ رسالت۔ تیسرا وعظ فضائل رسول۔ چوتھا وعظ رحمت عالم۔ پانچواں وعظ انا اعطیناک الکوثر چھٹا وعظ نور مجسم۔ ساتواں وعظ معراج شریف۔ آٹھواں وعظ وانتم الاعلون نواں وعظ اتباعِ رسول۔ دسواں وعظ خدا کی بندگی۔ گیارہواں وعظ دنیا۔ بارہواں وعظ تکمیل اسلام۔ مجلد اور بہترین لکھائی چھپائی سہ رنگا ٹائٹل قیمت سات روپے

واعظ حصہ دوم اس حصہ میں تیرہویں وعظ سے چوبیسویں وعظ تک مفصل و مدلل وعظ درج ہیں۔ جن کی فہرست یہ ہے۔ تیرہواں وعظ احسانِ عظیم۔ چودھواں وعظ محفلِ میلاد۔ پندرھواں وعظ اطاعتِ رسول۔ سولھواں وعظ شاہد نبی۔ سترہواں وعظ ذکر الٰہی۔ اٹھارہواں وعظ کیف تکفرون۔ انیسواں وعظ توبہ۔ بیسواں وعظ اولیائے کرام۔ اکیسواں وعظ شہر رمضان۔ بائیسواں وعظ عید کا وعظ تئیسواں وعظ قربانی کا وعظ۔ چوبیسواں وعظ شہادت۔ مجلد اور بہترین لکھائی و چھپائی۔ اور سہ رنگا ٹائٹل۔ قیمت سات روپے

واعظ حصہ سوم اس حصہ میں پچیسویں وعظ سے چونتیسویں وعظ تک مفصل و مدلل وعظ درج ہیں۔ جن کی فہرست یہ ہے۔ پچیسواں وعظ حضور کی تشریف آوری۔ چھبیسواں وعظ خلق عظیم۔ ستائیسواں وعظ معراج پاک اٹھائیسواں وعظ کمالاتِ نبوت۔ انتیسواں وعظ فوز و فلاح۔ تیسواں وعظ خلیفۃ الارض۔ اکتیسواں وعظ دل کی صفائی۔ بتیسواں وعظ اسلام کامل تینتیسواں وعظ تہذیب۔ چونتیسواں وعظ اسوۂ حسنہ۔ پینتیسواں وعظ صحبت صالحین چھتیسواں وعظ اچھی زندگی۔ مجلد اور اچھی لکھائی چھپائی۔ اور سہ رنگا ٹائٹل قیمت چھ روپے پچاس ۵۰ پیسے محصول بہر حال بذمہ خریدار۔

تینوں حصوں کی مجموعی قیمت ۲۰ روپے ۵۰ پیسے اور محصول ڈاک کی رعایت

ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ "ماہ طیبہ" کوٹلہ [illegible]

Marfat.com

شیطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کی جمع فرمودہ دلچسپ اور سبق آموز

سچی حکایات

سچی حکایات حصہ اول

اس حصہ میں چار باب ہیں - توحید- رسالت - انبیاء کرام اور خلفاء راشدین - ہر باب میں اس کے متعلق سچی حکایات جمع کردی گئی ہیں - یہ حکایات قرآن واحادیث اور دیگر اسلامی کتب سے باحوالہ درج کی گئی ہیں - اور ہر حکایت سے جو سبق حاصل ہوتا ہے - ساتھ ہی لکھ دیا گیا ہے - کتابی سائز مجلد اور خوشنما دو رنگا ٹائیٹل - قیمت ۵۰/۴ روپے محصولڈاک الگ

سچی حکایات حصہ دوم

اس حصہ میں تین باب ہیں - صحابہ کرام - اہل بیت عظام اور ائمہ دین - ان ابواب میں ہر باب کے متعلق ایمان افروز حکایات درج ہیں - صحابہ کرام کے فضائل وجہاد اور اہل بیت عظام کے اوصاف وکمالات کی حکایات اور شہادت کے مفصل واقعہ کی حکایات اس میں درج ہیں - مجلد - اور خوشنما - قیمت ۵ روپے - محصولڈاک الگ -

سچی حکایات حصہ سوم

اس حصہ میں بھی تین باب ہیں - اولیاء کرام - سلاطین و خلفاء - اور مختلف حکایات - ان میں اللہ کے مقبول بندوں اور پہلے زمانہ کے نیک دل بادشاہوں کی ایمان افروز حکایات درج ہیں - مجلد اور خوشنما - قیمت ۵۰-۳ روپے - محصولڈاک الگ -

سچی حکایات حصہ چہارم

اس حصہ میں مختلف حکایات درج ہیں - اور سبھی حکایات اس لائق ہیں - کہ مسلمانوں کے زیر مطالعہ رہیں - مجلد اور خوشنما - قیمت :- ۴ روپے محصولڈاک الگ -

پانچ حصے اکٹھے منگوانے پر مجموعی قیمت :- ۲۰ روپے محصولڈاک کی رعایت

ملنے کا پتہ

کتب خانہ "ماہِ طیبہ" کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ مغربی پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلطان الواعظین حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب مدیر ماہنامہ طیبہ کوٹلی آزاد کشمیر

136

بارہ مہینوں کے ہر جمعہ کے وعظ اور

خطبات

کتب خانہ ماہنامہ طیبہ کوٹلی آزاد کشمیر ضلع سیالکوٹ

DIGITIZED BY
Marfat.com